تحریک اہل حدیث

کا ایک مرکز

امواِ مدینۃ الشیخ، بہار

تالیف

ممتاز احمد عبد اللطیف

ناشر

مرکز الإصلاح التعلیمی الخیری

امو ا مدینۃ الشیخ. بہار. انڈیا

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

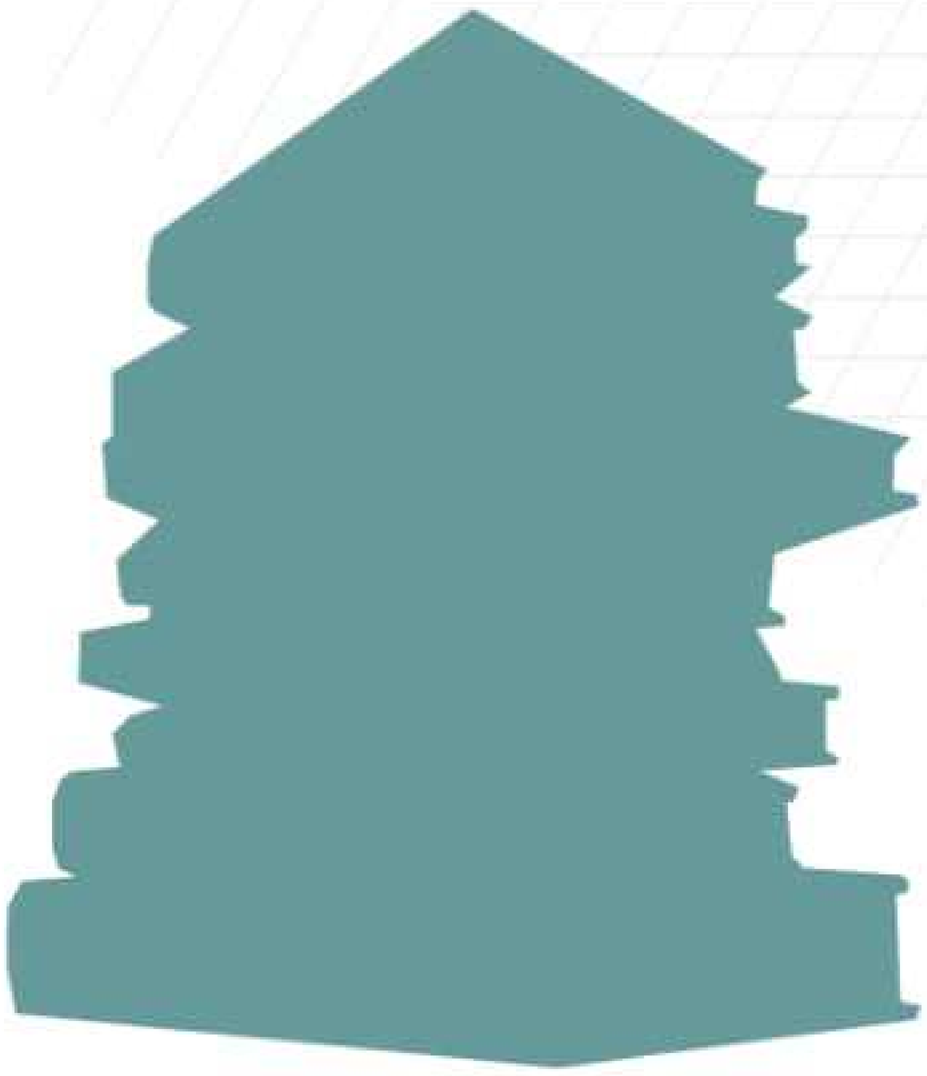

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلۂ اشاعت

{۱۰} واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا

﴿آل عمران:۱۰۳﴾

تحریک اہل حدیث

کا ایک مرکز
اموا مدینۃ الشیخ. بہار

تالیف

ممتاز احمد عبد اللطیف

ناشر

مرکز الإصلاح التعلیمی الخیری. اموا مدینۃ الشیخ

شیوہر. بہار. انڈیا

DARUL NASHAR WATTALEEF

C-125/2, Abul Fazal Enclave
Part-II, Jamia Nagar, N. Delhi-110025
TEL :- 011-6972645

Marfat.com

جملہ حقوق محفوظ
12952б

نام کتاب: تحریک اہل حدیث کا ایک مرکز امواملدینۃ الشیخ
نام مؤلف: ممتاز احمد عبداللطیف
طابع وناشر: مرکز الإصلاح التعلیمی الخیری
مطبع: فوٹو آفسٹ پریس. دہلی.٦
سن اشاعت: ٢٠٠٠ء
صفحات: ٢٩٥
قیمت: ١٠٠/روپے

ملنے کے پتے

☆ مرکز الاصلاح التعلیمی الخیری. امواملدینۃ الشیخ. پراہی بازار. شیوہر. بہار. انڈیا. پن کوڈ ٨٤٣٣٣٤ فون: ٨٧٣٠٤/٦٢٢٢
☆ محمد عرفان شاکر جلیم بک ڈپو. پبلشر و بک سیلر ١٧٨١/٢ حوض سوئیوالان. دریا گنج نئی دہلی ١١٠٠٠٢ فون: ٣٢٨١٦٢٠
☆ ممتاز احمد عبداللطیف. مرکز الدعوۃ والإرشاد دبی پوسٹ بکس نمبر ٥١٥٢ فون: ٩٧١٤/٢٦٩٠٨١٢/٢٢٨٠٢٢٧

Marfat.com

فہرست

عناوین	صفحات
☆ مقدمہ	12-18

پہلا باب

☆ تاریخ اہل حدیث.	20-20
﴿۱﴾ تحریک جہاد.	20-21
☆ تحریک جہاد کے دو بنیادی مقاصد.	21-21
﴿ا﴾ اسلامی جہاد.	21-21
﴿ب﴾ اصلاح رسوم اور رد بدعات.	21-23
☆ تحریک جہاد کا پہلا گروہ.	23-36
☆ تحریک جہاد کا دوسرا گروہ.	36-44
☆ تحریک جہاد اور بہار.	44-49
☆ اموامر کز کا صادق پور سے براہ راست تعلق.	49-53
﴿۲﴾ تحریک اہل حدیث.	53-54
☆ فقہی مکاتب فکر اور ظاہریت.	54-56
☆ فقہی مکاتب فکر کی تشکیل کی تاریخ.	56-56
☆ ائمۂ دین کی تاریخ وفیات.	57-60
☆ خیر القرون قرنی......	61-66
☆ تحریک اہل حدیث کی اصل.	66-71
☆ تین مغالطوں کا ازالہ.	72-72

Marfat.com

☆ عناوین	صفحات
﴿ا﴾ تحریک اہل حدیث کے محققین کو مقلدین ثابت کرنا.	72-72
﴿ب﴾ تحریک اہل حدیث کوئی مکتب فکر نہیں.	72-72
﴿ج﴾ فروعی مسائل میں شدت اور اصول سے انحراف.	72-72
☆ پہلا مغالطہ اور اس کی تردید.	72-75
☆ دوسرا مغالطہ اور اس کی تردید.	75-79
☆ تیسرا مغالطہ اور اس کی تردید.	79-83
☆ گروہ محدثین کا بٹوارا.	84-85
☆ تحریک اہل حدیث اور برصغیر.	85-85
☆ پہلا دور از ۱۵ھ یا از ۹۲ھ تا چوتھی صدی ہجری.	85-87
☆ دوسرا دور از چوتھی صدی ہجری تا ۱۲۶۲ھ.	87-92
☆ تیسرا دور از ۱۲۶۲ھ تا حال.	92-94
☆ تصوف اور خانقاہیت.	94-95
☆ تحریک اہل حدیث کا مسلک.	95-113
﴿ا﴾ عقیدہ براہ علم کلام.	96-99
﴿ب﴾ فقہی مسائل از راہ ائمہ.	100-103
﴿ج﴾ تصوف بنام تزکیہ واحسان.	103-111
☆ سلسلۂ قادریہ.	104-105
☆ سلسلۂ نقشبندیہ.	105-105
☆ سلسلۂ سہروردیہ.	105-105
☆ سلسلۂ رفاعیہ.	105-105

Marfat.com

صفحات	☆ عناوین
106-106	☆ سلسلۂ تیجانیہ.
106-106	☆ سلسلۂ چشتیہ.
114-116	☆ تحریک جہاد ہنداورنجد کی اصلاحی تحریک.
116-119	☆ تحریک اہل حدیث ہنداورنجد کی اصلاحی تحریک.
119-150	☆ تحریک اہل حدیث اور سیاست.
121-124	﴿۱﴾ اسلامی سیاست یاتحریک جہاد.
125-125	☆ اضطراری حالت میں عزیمت یارخصت.
125-125	☆ عزیمت.
126-128	☆ رخصت.
128-129	☆ عزیمت کی راہ.
129-129	☆ رخصت کی راہ براہ ہجرت.
130-131	☆ رخصت کی راہ براہ قیام برصغیر.
131-131	☆ تحریک اہل حدیث کی چاراہم شخصیات پرالزام کی حقیقت.
131-139	﴿ا﴾ مولاناولایت علیؒ ﴿۱۲۰۵ھ-۱۲۶۹ھ﴾
132-133	☆ پہلاالزام اوراس کی تردید.
133-139	☆ دوسراالزام اوراس کی تردید.
139-140	﴿ب﴾ نواب صدیق حسن خانؒ.﴿۱۲۴۸ھ-۱۳۰۷ھ﴾
140-142	﴿ج﴾ سیدنذیرحسین محدث دہلویؒ.﴿۱۲۲۰ھ-۱۳۲۰ھ﴾
142-144	﴿د﴾ مولانامحمدحسین بٹالویؒ.﴿۱۲۵۶ھ-۱۳۳۸ھ﴾
144-147	﴿۲﴾ جمہوری سیاست بالفاظ دیگرلادینی سیاست

Marfat.com

☆ عناوین	صفحات
﴿۳﴾ اسلام کے نام پر جمہوری سیاست.	148-150
☆ تحریک اہل حدیث کے مقاصد.	150-153
☆ اہل حدیث نام کی وجہ تسمیہ	154-163
☆ تحریک اہل حدیث امو امدینۃ الشیخ، بہار.	163-164
☆ تحریک اہل حدیث کا ایک تشکیلی خاکہ.	164-166
☆ شمالی بہار میں تحریک اہل حدیث کے دو مراکز.	166-166
﴿ا﴾ مرکز پیغمبر پور. در بھنگہ.	166-166
﴿ب﴾ مرکز امو امدینۃ الشیخ. شیوہر.	166-167
☆ مرکز کی جغرافیائی حالت.	166-167
☆ مرکز کی اقتصادی حالت.	168-168
☆ مرکز کی سیاسی حالت.	168-169
☆ مرکز کی دینی اور تعلیمی حالت.	169-169
☆ امیر کی خاندانی حالت.	169-170
☆ امیر کی تعلیم و تربیت اور ان کا اہل حدیث ہونا.	170-172
☆ امیر کی جلاء وطنی اور تحریک اہل حدیث کی تخم ریزی.	172-175
☆ امیر کی وطن واپسی اور تحریک اہل حدیث کی آبیاری.	175-177
☆ تحریک اہل حدیث امو کی باضابطہ تشکیل اور امیر اول کا دور.	177-178
☆ مرکز کے امیر ثانی کا دور.	178-179
☆ مرکز کے امیر ثالث کا دور.	179-180
☆ امارت کا تنظیمی ڈھانچہ اور اس کی ذمہ داری.	180-181

Marfat.com

☆ عناوین	صفحات
☆ تحریک کا پہلا دور. ﴿حرکت ونشاط﴾	181-182
☆ بستیوں اور شاخوں کے نام.	182-183
☆ تحریک کا دوسرا دور ﴿دعوتی تنوع یا انتشار﴾	184-184
☆ تحریک کا تیسرا دور. ﴿صلح وصفائی اور وحدت﴾	185-185
☆ تحریک کا چوتھا دور. ﴿نشاءۃ ثانیہ﴾	185-186
﴿۳﴾ جماعت اہل حدیث.	186-188
☆ تحریک جہاد اور تحریک اہل حدیث پر ایک نظر.	188-192
دوسرا باب	
☆ مرکز کے امراء اور علماء کے سوانحی خاکے.	194-194
☆ مرکز کے امیر اول.	194-194
☆ مرکز کے امیر ثانی	194-195
☆ مرکز کے امیر ثالث.	195-196
☆ بانی مدرسہ ربانیہ.	196-196
☆ ولادت وتعلیم.	196-197
☆ آپ کے اساتذہ.	197-197
☆ درس وتدریس.	197-198
☆ مدرسہ ربانیہ کی تاسیس.	198-198
☆ وفات حسرت آیات.	198-199
☆ ملاحظہ.	199-200

Marfat.com

☆ عناوین	صفحات
☆ حیات مولف.	200-200
☆ نام ونسب.	200-201
☆ تاریخ ولادت.	201-201
☆ دینی حالت.	201-202
☆ اقتصادی حالت	202-203
☆ تعلیم وتربیت.	203-207
☆ سند فراغت.	207-208
☆ اساتذۂ کرام.	208-210
☆ فراغت تعلیم اور تلاش معاش.	210-211
☆ دعوت وارشاد.	211-212
☆ اداری دعوتی کام.	212-212
☆ مسؤل لجنۃ الإعلام.	212-212
☆ عضو لجنۃ البحوث.	213-213
☆ مسؤل قسم الجالیات.	213-213
☆ خالص دعوتی امور.	214-214
☆ درس وتدریس.	214-215
☆ تالیفی خدمات.	216-222
☆ ملی خدمات.	222-223
☆ آل واولاد.	223-224
☆ موجودہ سرگرمی.	224-224

Marfat.com

صفحات	☆ عناوین
225-225	☆ امیر اوران کے خاندان کا شجرۂ نسب۔
225-228	﴿۱﴾ حسب و نسب کی شرعی حیثیت۔
228-229	﴿۲﴾ امیر اوران کے خاندان کے شجرۂ نسب کا پس منظر۔
229-240	﴿۳﴾ شجرۂ نسب کا جدولی خاکہ۔
241-241	☆ مرکز کی تین نادر یادگاریں۔
241-242	﴿۱﴾ مدرسہ احمدیہ سلفیہ بیراگنیا۔
242-243	﴿۲﴾ مدرسہ ربانیہ اموا مدینۃ الشیخ۔
243-247	﴿۳﴾ گائے کی قربانی اور کفار سے جنگ۔
247-247	☆ کیفیت مقدمہ قربانی موضع اموا۔
247-247	☆ حمد خدائے تعالی۔
248-248	☆ نعت سرور کائنات ﷺ۔
248-248	☆ اصحابِ کبار کی تعریف و توصیف۔
249-250	☆ نادر داستان کا آغاز۔
250-252	☆ گائے کی قربانی کے بعد کے حالات۔
252-253	☆ مردن گوپال کے اقوال۔
253-254	☆ کفار کا اہلِ اسلام پر پہلا حملہ۔
254-257	☆ کفار کا مسلمانوں پر دوسرا حملہ۔
257-258	☆ منّی اور منگل اوجھا وغیرہ ہندوؤں کا اموا کلاں جا کر کفار سے گزشتہ رات کے حالات بیان کرنا اور انہیں مسلمانوں کے خلاف جنگ پر ابھارنا۔

Marfat.com

☆ عناوین	صفحات
☆ خطوط کے جواب.	259-259
☆ کفار کا امواکلاں میں جمع ہونا اور دریائے باگھمتی گھاٹ کو بند کرنا.	259-260
☆ کفار کا مہوا آ کر مسلمانوں سے جنگ کرنا.	261-265
☆ مہوا کے جواں مردوں کے نام.	265-265
☆ شیخ ٹولی کے جواں مردوں کے نام.	266-266
☆ شیوہر تھانے میں علی چوکیدار کی اطلاع.	266-267
☆ شیوہر تھانے میں زخمیوں کی اطلاع.	267-268
☆ شیوہر تھانے کے جمعدار کے پاس کفار کا بیان.	269-270
☆ مہوا کے رگھو چوکیدار کا بیان.	270-272
☆ نیا گاؤں میں تحقیقات کے لیے انسپکٹر مہدی حسین کی آمد.	272-273
☆ نو کھے لعل انسپکٹر کا مسلمانوں اور ہندوؤں سے بیان لینا.	273-277
☆ صاحب بہادر مجسٹریٹ کے اجلاس پر رگھو چوکیدار کا بیان اور ضمانت پر مسلمانوں کی حراست سے رہائی.	277-279
☆ سیتامڑھی کے وکیلوں کی تعریف.	280-280
☆ ضلع چمپارن کے وکیل صدیق کی تعریف.	281-281
☆ جنٹ مجسٹریٹ بہادر کے اجلاس پر دونوں فریقوں کے وکلاء کی آمد.	281-283
☆ تیمبر وکیل کا صاحب بہادر مجسٹریٹ کے اجلاس پر	283-285

Marfat.com

صفحات	عناوین
	دوبارہ آنا اور مقدمہ کی پیشی سے ایک ہفتہ تک قیام کرنا.
285-286	☆ کفار کے گواہوں کا اظہار صفائی.
286-288	☆ کیفیت اپیل.
288-289	☆ معذرتِ مصنف.
289-293	☆ فرہنگ.
294-295	☆ مراجع.

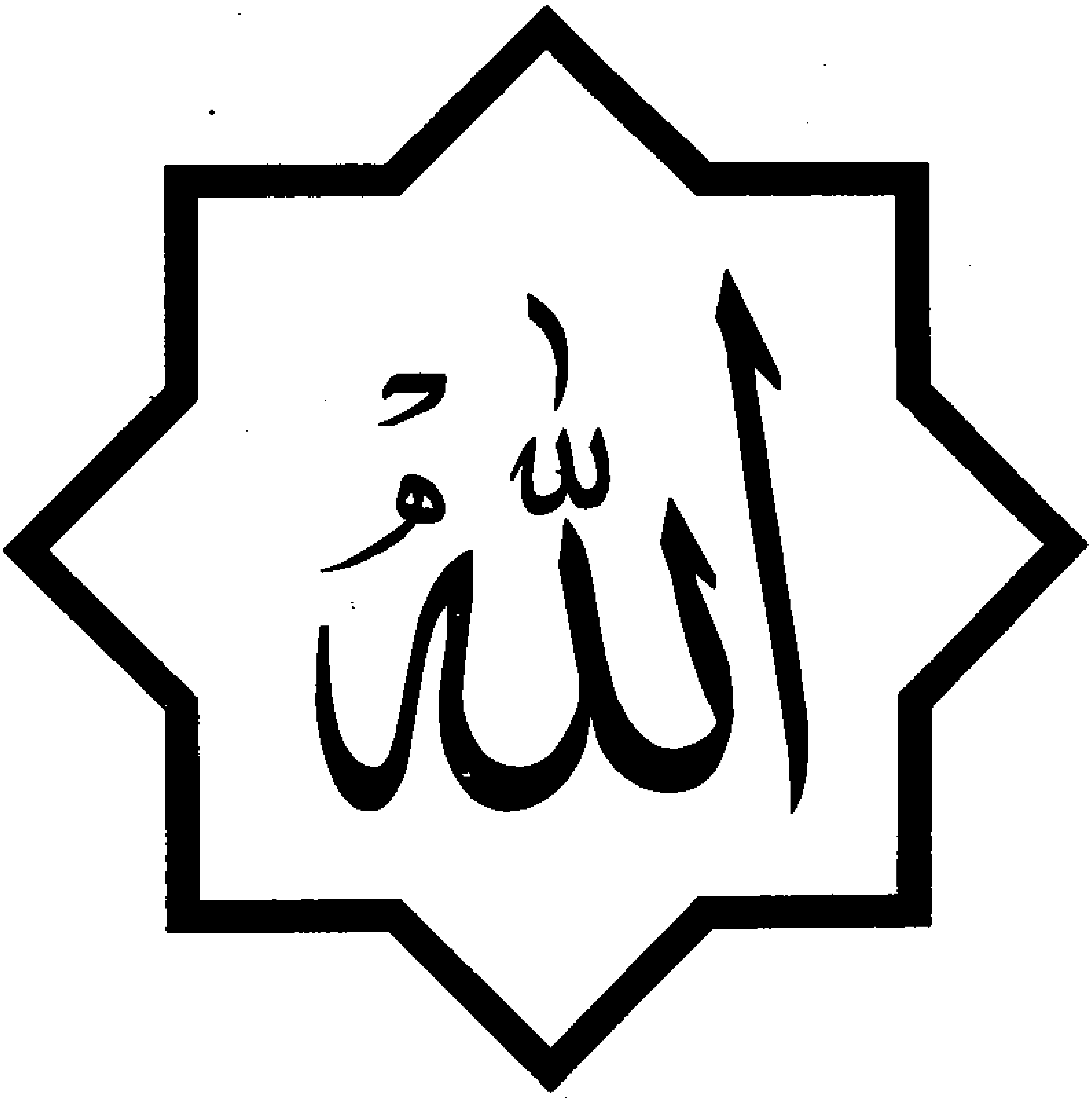

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

برصغیر میں قرون اولیٰ کے بعد کتاب وسنت کی ترویج واشاعت کا باضابطہ آغاز بارہویں صدی ہجری سے ہوا، جس میں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ﴿۱۱۱۴ھ-۱۱۷۶ھ﴾ کی تدریسی اور تحریری خدمات اور کارناموں کا بڑا عمل دخل رہا، گرچہ حالات وظروف نے ان پر تصوف کا رنگ باقی رکھا، جیسا کہ ان کا اپنی کتاب ''تفہیمات الہیہ'' اور دیگر کتابوں میں یہ فرمانا کہ مجھے اللہ تعالی نے اطلاع دی ہے کہ میں اپنے زمانے کا امام اور مجدد ہوں، اور لوگوں کو میری اتباع کرنی چاہیے، اس طرح کی باتیں کشف والہام کے حاملین ہی کیا کرتے ہیں جو تصوف کی منزلوں میں سے ایک منزل ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

''ونشأ في قلبي داعية من جهة الملأ الأعلى على تفصيلها أن مذهب أبي حنيفة والشافعي هما مشهوران في الأمة المرحومة و هما أكثر المذاهب تبعا و تصنيفا''

﴿تفہیمات۔ ج ۱ ص: ۲۱۲۔ منقول از تحریک آزادی فکر...ص ۱۳۰/۱۳۱﴾

ملأ اعلی کی طرف سے میرے دل میں یہ بات ڈالی گئی کہ امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ دونوں ائمہ کے مذاہب امت میں مشہور ہیں، اور کثرت اتباع اور کثرت تصنیف کے لحاظ سے بھی معروف ہیں.

''لما تمت بي دورة الحكمة ألبسني الله خلعة المجددية فعلمت علم الجمع بين المختلفات''

﴿تفہیمات: منقول از اتحاف النبلاء۔ ج ۲ ص ۴۳۰﴾

Marfat.com

جب میرا دورۂ حکمت ومعرفت پورا ہوا تو اللہ تعالی نے مجھے مجددیت کی خلعت سے سرفراز فرمایا پس مجھے اختلافی مسائل میں جمع وتطبیق کا علم حاصل ہوگیا.

لیکن ان کی مساعیٔ جمیلہ اور تقلید شخصی کے بجائے امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے فقہی اقوال میں جمع وتطبیق کی دعوت۔ سے برصغیر میں عمل بالکتاب والسنہ کی بنیاد پڑگئی، آگے چل کر جس بنیاد پر دو شخصیتوں نے کتاب وسنت کی حسین وجمیل عمارت کھڑی کی اور اسی کا نام موجودہ تحریک اہل حدیث ہند ہے.

﴿۱﴾ پہلی شخصیت شاہ محمد اسماعیل شہیدؒ ﴿ش:۱۸۳۱ء﴾ کی جو شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے پوتے ہیں اور جنہوں نے دہلی، لکھنؤ اور سرحد وکشمیر کے در وبام، میدانی علاقوں اور سنگلاخ پہاڑوں پر جہاد کا نعرہ بلند کرنے کے ساتھ وہاں کے باسیوں کے اندر کتاب وسنت کی روح پھونک دی.

﴿۲﴾ دوسری شخصیت سید نذیر حسین محدث دہلویؒ کی ہے جنہوں نے نصف صدی تک شاہ ولی اللہ کی مسند تدریس پر فائز رہ کر کتاب وسنت کی شمع برصغیر کے ہر علاقے میں بلکہ بیرون ملک تک اپنے تلامذہ کے دوش پر روشن کیا.

اسی سلسلے کی ایک عظیم کڑی مولانا عبدالعزیز رحیم آبادیؒ ہیں جنہوں نے پورے ہندوستان میں عام طور پر اور صوبۂ بہار، بنگال اور نیپال کے ترائی علاقوں کے چپہ چپہ میں خاص طور پر کتاب وسنت کا چراغ روشن کرکے بدعت وخرافات کا قلع قمع کیا، ان کی اس تحریک کا ایک مرکز اموا مدینۃ الشیخ رہا، جو میری اس کتاب کا موضوع ہے، میں نے اس کتاب کو اپنے ایک عزیز ''صغیر احمد سراج الحق سلمہ'' کی طلب پر لکھا ہے جو جامعہ سلفیہ بنارس کی عالمیت کے آخری سال میں زیر تعلیم ہیں اور انہیں جامعہ کے لئے ذیل کے دو عناوین پر مقالہ پیش کرنا ہے.

Marfat.com

﴿۱﴾ تذکرہ علمائے اہل حدیث ﴿اموامدینۃ الشیخ﴾

﴿۲﴾ تحریک اہل حدیث بہار کا ایک مرکز ﴿اموامدینۃ الشیخ﴾

اس سلسلے میں ۲۰/اگست ۱۹۹۹ء کو عزیز موصوف کا جو خط میرے بنام آیا تھا اس کی نص یہ ہے.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزت مآب مولانا ممتاز احمد صاحب سلفی/حفظہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ علی کل حال

میں بخیریت ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آنجناب بھی خیریت وعافیت سے ہوں گے، خدمت اقدس میں عرض اینکہ میں ''صغیر احمد سراج الحق امواوی'' جامعہ سلفیہ بنارس میں زیر تعلیم ہوں اور الحمدللہ عالمیت کا آخری سال ہے، بنا بریں جامعہ نے مقالہ نویسی کا بار گراں امسال مجھ ناچیز پر بھی ڈالا ہے، مقالے کا عنوان ہے ''تذکرۂ علمائے اہل حدیث امواہ'' موضوع کی فہرست میں آنجناب کا اسم گرامی سرفہرست ہے.

اس لئے آنجناب سے بصد خلوص واحترام التماس ہے کہ پندرہ ستمبر تک اپنا ترجمہ بسط وتفصیل کے ساتھ مندرجہ ذیل خُطّہ کے پیش نظر ارسال فرمادیں، ہم آپ کے ممنون ومشکور ہوں گے. والسلام

صغیر احمد سراج الحق امواوی

۱۲/۸/۱۹۹۹ء

خُطّۃ البحث:

﴿۱﴾ نام ونسب ﴿۲﴾ تاریخ ولادت.

Marfat.com

﴿۳﴾ خاندانی حالات ﴿۴﴾ ابتدائی تعلیم وتربیت

﴿۵﴾ رحلہ علمیہ. ﴿۶﴾ سنِ فراغت

﴿۷﴾ درس وتدریس ﴿۸﴾ خطابت ﴿دعوت وتبلیغ﴾

﴿۹﴾ تصنیفی خدمات ''صفحات کی تعیین کے ساتھ اور اگر ہو سکے تو چند سطور پر تبصرہ بھی تحریر فرمائیں یا تصانیف ہی ارسال کر دیں.

﴿۱۰﴾ ملی خدمات. ﴿۱۲﴾ اولاد ﴿۱۳﴾ موجودہ سرگرمی

نوٹ:

''تحریک اہل حدیث بہار کا ایک مرکز اموا'' اس عنوان کے تحت کچھ معلومات ہو تو ارسال فرمائیں.

عزیز موصوف کی اس مراسلاتی تحریک پر راقم السطور نے بعض مراجع اور زیادہ تر اپنی یادداشت سے ہفتہ عشرہ میں اپنی ڈیوٹی کے ساتھ ساتھ ان دونوں موضوعات پر کچھ قلم برداشتہ لکھنے کی کوشش کی ہے اور ارادہ ہے کہ آئندہ ہندوستان کے کسی سفر میں اس کی باضابطہ تکمیل کر دی جائے، امید ہے کہ وہ میری اس عاجلانہ تحریر سے استفادہ کر پائیں گے،

ان کی اس تحریک کے ہم تہ دل سے شکرگزار ہیں اور ان کے لئے دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالی انہیں اس کا بہترین اجر عطا فرمائے، لیکن ساتھ ہی ان کا یہ مراسلہ پڑھ کر طبیعت میں سخت انقباض ہوا کہ کتاب وسنت کے حاملین بھی اتنے بھڑ کیلے اور پر وقار القاب وآداب کو اپنے یہاں جگہ دیتے ہیں.

فقط: ممتاز احمد عبداللطیف /مرکز الدعوہ. دبی

۱۵/ جمادی الاولی ۱۴۲۰ھ موافق ۲۶/ اگست ۱۹۹۹ء

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی مشیئت ہوئی کہ اس ارادے کے چند مہینے بعد ہی مورخہ ۱۷/جنوری ۲۰۰۰ء موافق ۱۱/شوال ۱۴۲۰ھ کو ہندوستان کا اضطراری سفر ہفتہ عشرہ کے لئے درپیش ہوا، مذکورہ تاریخ کو میری والدہ ماجدہ کا ہارٹ اٹیک سے اچانک انتقال ہوگیا ﴿إنا للہ وإنا إلیہ راجعون﴾ اور یہ سفر کرنا پڑا، تعزیت کرنے والوں کے ہجوم میں کچھ وقت نکال کر تحریک اہل حدیث کے موضوع پر قدرے معلومات اکٹھا کی، اس سلسلے میں برادران گرامی جناب حافظ محمد مسعود صاحب اور جناب مولانا حکیم محمد معاذ سلفی حفظھما اللہ نیز عزیزان گرامی مولوی مرتضی ارشد سلفی اور محمد شاہد بن محمد زبیر سلمھما کا میں تہِ دل سے شکر گزار ہوں، جنہوں نے معلومات اور مواد اکٹھا کرنے میں ہر طرح کا تعاون فرمایا، اللہ تعالیٰ ان بزرگوں اور عزیزوں کو اس نیک کام کا دنیا اور آخرت میں بہترین بدلہ عطا فرمائے، نیز رفقائے کار شیخ سہیل احمد فضل الرحمٰن اور شیخ حفظ الرحمٰن محمد امین فضلائے جامعہ سلفیہ بنارس اور خریجینِ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی اپنی اس کوشش پر نظر ثانی کرکے اس کے نوک و پلک کو درست کرنے اور حک و اصلاح فرمانے کا تہِ دل سے شکر گزار ہوں، اور ان کے حق میں دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں دنیا اور آخرت کی کامرانیوں سے سرفراز فرمائے. آمین.

بحمد اللہ اس طرح یہ کام بہت ہی جلد اتمام کو پہونچا، چونکہ اس کی تالیف و ترتیب میں زبانی روایات و بیانات کا بڑی حد تک دخل ہے، اس لئے اس میں خطا و سہو کا زیادہ امکان ہے، ویسے بھی ایک ایسے موضوع پر قلم اٹھانا جس کا تعلق ایسی تاریخ سے ہو جس ماحول میں اس اہل قلم کی پیدائش ہوئی ہو، اسی گہوارے میں وہ پل کر جواں ہوا ہو اور انہیں افکار و خیالات اور عقیدہ و عمل کا حامل و عامل اور شیدا ہو، ایسی صورت میں غلطی کا امکان مزید بڑھ جاتا ہے.

Marfat.com

کیوں کہ انسان کے ذہن ودماغ پر عہد طفولیت میں جن افکار وخیالات اور عقیدہ وعمل کا نقش بیٹھ جاتا ہے وہ اس کے خلاف سوچنے اور چلنے پر عموماً بہت کم توجہ دے پاتا ہے، دور کیوں جایئے خود ہماری اسلامی تاریخ کا ذرہ ذرہ اس امر کی گواہی دے رہا ہے کہ جو شخص جس مکتب فکر میں پیدا ہوا وہ ہمیشہ کے لیے اسی کا ہورہا، اور اس کے غلط اور صحیح ہر قدم کو معتبر جانتا اور اس کو اپنی آنکھوں سے لگائے رکھتا ہے، بندوں کی اس فطری حقیقت کا بیان اللہ تعالی نے اس طرح کیا ہے:

"کل حزب بما لدیھم فرحون" ﴿المومنون: ۵۳﴾

ہر گروہ جو کچھ اس کے پاس ہے اسی پر اترا رہا ہے.

"کل یعمل علی شاکلته" ﴿بنی اسرائیل: ۸۴﴾

ہر شخص اپنے طریقے پر عمل کر رہا ہے.

اور اللہ کے رسول کی یہ حدیث بھی اس امر کی طرف اشارہ کر رہی ہے:

"کل مولود یولد علی الفطرة فأبواه یھودانه أو ینصرانه أو یمجسانه" ﴿البخاری﴾

ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں.

راقم السطور نے اسی فطرت اسلام کی روشنی میں تاریخی روایات وبیانات کو پرکھنے کی کوشش کی ہے، نیز مورخین نے تاریخ نویسی کے لیے جن شروط کو ضروری قرار دیا ہے ان کا بھی لحاظ وپاس رکھا ہے، جو شرطیں یہ ہیں:

﴿۱﴾ عقل ودرایت.

﴿۲﴾ ضبط واتقان.

﴿۳﴾ مسلمان مؤرخ کے لیے اسلامی اصول وضوابط کا پابند ہونا.

Marfat.com

﴿۴﴾ عدل وانصاف.

ان مذکورہ شروط کی رعایت کرتے ہوئے ایک مؤرخ کا قلم ہر طرح کی عصبیت، فکری انحراف اور جانب داری سے حتی الامکان محفوظ رہتا ہے، راقم السطور نے ان تاریخی سطور کو لکھتے وقت ان مذکورہ شروط کی رعایت کرتے ہوئے صفائی نیت اور طہارت قلب کا بھی لحاظ رکھا ہے، لیکن اس احتیاط، صفائی نیت اور ان شروط کو ملحوظ خاطر رکھنے کے باوجود وہ اپنی اس تحریری کوشش کو زلات قلم سے پاک اور بالاتر نہیں سمجھتا.

لہذا اہل علم اور اہل الرائے سے مودبانہ درخواست ہے کہ اس سلسلے کی کوتاہیوں اور خامیوں کی نشان دہی فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کی جا سکے، اللہ تعالی ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے اور اسے ہماری مغفرت اور بلندئ درجات کا سامان بنائے، آمین.

فقط:

ممتاز احمد عبداللطیف

مرکز الدعوۃ والإرشاد، دبی، متحدہ عرب امارات.

۲۲ر شعبان ۱۴۲۱ھ

موافق ۱۸ر نومبر ۲۰۰۰ء

Marfat.com

پہلا باب

"وأن هذا صراطي مستقيما فاتبعوه
ولا تتبعوا السبل فتفرق بكم عن سبيله
ذلكم وصكم به لعلكم تتقون" ﴿الأنعام:١٥٣﴾

یہی راہ میری سیدھی راہ ہے سو اسی پر چلو اور دوسری راہوں پر نہ چلو کہ اللہ تعالی کی راہ سے بھٹکا کر تمہیں جدا جدا کردیں، یہ بات ہے جس کا اللہ تعالی نے تمہیں حکم دیا ہے، تا کہ تم پرہیز گار ہو جاو.

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

Marfat.com

تاریخ اہلِ حدیث

برصغیر کی جزوی یا کلی تاریخ اہل حدیث لکھتے وقت ماضی اور حال کی روشنی میں اسے تین حصوں میں تقسیم کرنا انسب ہے:

(۱) تحریک جہاد.

(۲) تحریک اہل حدیث.

(۳) جماعت اہل حدیث.

(۱) تحریک جہاد

مغلیہ دورِ حکومت کے انحطاط کے ساتھ ساتھ برصغیر کے مسلمانوں کی سیاسی، مذہبی اور معاشی حالت زوال پذیر ہونے لگی، امراء، علماء بلکہ ہر صاحبِ دیدو بینا مسلمان نے اپنی اس گرتی ہوئی ساکھ کو محسوس کیا اور اس کے سدباب کی اپنے تئیں کوشش کی، ملک کے نوابوں اور راجاؤں نے اپنے اقتدار کے ذریعے جیسے نواب سراج الدولہ اور سلطان ٹیپو، علماء اور اہل علم نے اپنی تحریر و تقریر کے ذریعے جیسے شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے مسلم بادشاہوں کے نام اس امر کے لئے خطوط ارسال کیے، اس طرح کی ایک ملی جلی کوشش عوامی، فوجی اور سرکاری سطح پر ۱۸۵۷ء میں ہوئی جو ناکام رہی، ان کوششوں میں سب سے اہم کوشش جو اسلامی خطوط پر اصلاحِ رسوم، ردِ بدعات اور تحریک جہاد کے ذریعے کی گئی، وہ سید احمد بریلویؒ کی کوشش تھی اور جس کو کتاب وسنت کی خالص غذا شاہ محمد اسماعیلؒ نے فراہم کی، اس تحریک کے دو بنیادی مقاصد تھے:

Marfat.com

﴿۱﴾ اسلامی جہاد.

﴿۲﴾ اصلاحِ رسوم اور ردِ بدعات.

پہلا مقصد سید احمد بریلویؒ اور شاہ محمد اسماعیلؒ کی بالاکوٹ میں شہادت سے پورا ہوا.

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن ☆ نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

اس تحریک جہاد کو شہیدین کی شہادت کے بعد مولانا ولایت علی صادقپوریؒ اور ان کے خاندان نے اپنی جان و مال کی بے انتہا قربانیوں سے ۱۹۴۷ء تک قائم رکھا.

بعض اہل علم نے اس تحریک کی ناکامی کے اسباب بیان کئے ہیں، ممکن ہے ان کا یہ عمل اس لحاظ سے درست ہو کہ اس سے عبرت اور موعظت حاصل کر کے آئندہ اُن اسباب سے بچا جائے جو بظاہر اس کی ہزیمت کے سبب بنے، لیکن جن اہل علم کی نگاہ کتاب وسنت پر ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ کتاب وسنت کی ترویج و اشاعت اور اسلامی جہاد کی کامیابی اور ناکامی دنیا کی عام کامیابی اور ناکامی سے یکسر مختلف ہے. چنانچہ مسعود عالم ندویؒ جو اس تحریک کی ظاہری ناکامی کے اسباب بیان کرتے ہیں خود ہی فرماتے ہیں:

''ہم اس خاکدانِ ارضی میں ''عبد'' بنا کر بھیجے گئے ہیں، ہمارا فرض ہے کہ اپنے آقا و مولیٰ کی رضا مندی، اس کے احکام کی بجاآوری اور اس کا کلمہ بلند کرنے کی کوشش میں لگے رہیں، مقصود کو پالینا ہمارا کام نہیں، ہمارا کام کوشش کرنا اور ذہنی اور جسمانی قوتوں کو حرکت میں لاتے رہنا ہے، منزل تک پہنچانا اس کا کام ہے،

Marfat.com

جس نے ہمیں اپنی اطاعت اور فرماں برداری کے لئے دنیا میں غلام بنا کر بھیجا ہے، اس لئے ایک مومن قانت کے دل میں دنیوی کامیابی اور ناکامی کا سوال پیدا ہی نہیں ہونا چاہئے، اپنے مولیٰ کی رضا میں لگے رہنا سو کامیابیوں کی ایک کامیابی ہے'' ﴿ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ص:۱۰۲﴾

اور مشہور مورخ وادیب غلام رسول مہرؒ فرماتے ہیں:

''سید صاحب کی تربیت اور مردم گری کا کمال یہ ہے کہ مجاہدین نے یہ سادگی یا سامان کی فرومائیگی مجبوری کی حالت میں قبول نہ کی تھی، بلکہ وہ اس پر ہر لحاظ سے قانع اور خوش تھے اور اسے عند اللہ ثواب میں زیادتی کا باعث سمجھتے تھے، یہ اخلاص ہندوستان میں سید صاحب کی جماعت کو ہوا، اور کس جماعت کو نصیب ہوا؟ یہ مسلمانوں کے لئے ایک نمونہ تھا کہ جہاد فی سبیل اللہ محض سامانوں کی فراوانی اور شان وشوکت پر نہیں، بلکہ ایمان کی پختگی اور استقامت پر موقوف ہے، صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جب لڑائیاں پیش آئی تھیں تو دشمنوں کے مقابلے میں ان کے پاس کون سا سامان تھا؟ لیکن تاریخ اس حقیقت کی گواہ ہے کہ جن دشمنوں کا شکوہ ودبدبہ دیکھ کر نگاہیں خیرہ ہوجاتی تھیں وہ ایمان و استقامت کی راہ میں غبار راہ بن کر اڑ گئے، سید صاحب ہندوستان میں اخلاص کا وہی منظر پیش کرنا چاہتے تھے، انھوں نے نمونہ پیش کردیا جس کی درخشانی زمانے کی گردش سے ماند نہیں پڑ سکتی، باقی رہا یہ امر کہ حسب مراد فوری نتیجے کیوں پیدا نہ ہوئے تو قدرت کی مصلحتوں کا بھید کسی پر آشکارا نہیں ہوسکتا، ادائے فرض کا راستہ سوداگری اور تجارت نہیں کہ سرمایہ لگایا اور نفع کے امیدوار بن گئے، فرماں بردار بندوں کو بہر حال احکام الٰہی کا پابند رہنا چاہئے، رضا جوئی کا تقاضا یہی ہے، نتیجے سے انہیں بالکل بے پرواہی اختیار کرلینی چاہئے، ان کے سازِ وجود کا

129526

Marfat.com

ترانہ یہی ہوتا ہے" (جماعت مجاھدین ص:۵۱)

تحریک جہاد کے دوسرے مقصد "اصلاحِ رسوم اور رد بدعات" کا دامن بڑا وسیع ہے اور ہر زمان ومکان کے لئے کارگر ہے، یہ کام شہیدین کی حیات مبارکہ میں بخوبی انجام پاتا رہا، ان کی شہادت کے بعد جماعت دو گروہ میں بٹ گئی۔

پہلا گروہ

پہلا گروہ سید احمد بریلویؒ کی عقیدت سے سرشار جن پر حنفیت کی چھاپ کے ساتھ ہندوستان کے مروجہ تصوف کا غلبہ ہوگیا، کیوں کہ سید احمدؒ کی جہادی اور اصلاحی کوششوں کے دوران ان کی حیات طیبہ میں بھی تحریک پر حنفی مسلک غالب اور تصوف کے اثرات باقی رہے، جس کی رہنمائی ان کے خاص عقیدت مند مولانا عبدالحیؒ داماد شاہ عبدالعزیزؒ اور مولانا محمد یوسف پھلتیؒ پوتے شاہ اہل اللہؒ برادر شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے کی، پھر ان کے عقیدت مندوں نے اس کو مزید جلا بخشی اور نوبت یہاں تک پہونچی کہ پھر ان کے ماننے والوں پر ہندی تصوف کا وہی پرانا رنگ غالب آ گیا جو صدیوں سے مسلمانان ہند پر مستولی تھا، چنانچہ سید احمد بریلویؒ کے خاندان کے ایک مایہ ناز چشم و چراغ، عالم اسلام کے مفکر، ادیب اور تاریخ داں حضرت مولانا ابو الحسن علی ندویؒ مراقبہ، کشف و کرامات، اور وحدت الشہود وغیرہ کے قائل وحامی نظر آتے ہیں، اس حقیقت کو معلوم کرنا ہو تو ان کی کتاب "تاریخ دعوت وعزیمت. ج ۴" پڑھیے جو سید احمد سرہندیؒ کی سوانح حیات پر مشتمل ہے اور جس کا داخلہ سعودی عرب میں ممنوع ہے، وہ سرہندیؒ کے عقیدۂ وحدۃ الشہود کی وضاحت اور تائید ان الفاظ میں کرتے ہیں:

Marfat.com

''مجدد صاحب نے ان تین مسلکوں کے مقابلہ میں ایک چوتھا مسلک اختیار کیا، وہ یہ کہ وحدۃ الوجود سالک کے سیر وسلوک کی ایک منزل ہے، اس کو عیاناً اور مشاہدۃً نظر آتا ہے کہ وجود حقیقی وکامل کے علاوہ کسی چیز کا وجود نہیں، جو کچھ ہے وہ سب ایک ہی وجود ہے، باقی سب اس کی ''تلوینات وتنوعات'' ہیں، یا شیخ اکبر اور اس مشرب وجودی کے عارفین کے بقول ''تنزلات'' ہیں.

لیکن اگر توفیق الٰہی شامل حال اور شریعت کا چراغ رہنما ہوتا ہے، اور سالک کی ہمت بلند ہوتی ہے تو دوسری منزل بھی سامنے آتی ہے، اور وہ وحدۃ الشہود کی منزل ہے.

اس طرح حضرت مجدد وحدۃ الوجود ﴿جو صدیوں تک عالی استعداد سالکین و عارفین اور دقیقہ رس حکماء اور غواصین کا مسلک رہا ہے﴾ کی نفی اور اس کے سب سے بڑے علمبردار و شارح شیخ اکبر محی الدین ابن عربی ﴿جن کے علوم و معارف، نکات و اسرار اور کمالات روحانی کا انکار مکابرہ ہے﴾ کے علو مقام، مقبولیت عند اللہ اور اخلاص کا انکار کئے بغیر بلکہ بلند الفاظ میں اس کا اعتراف کرتے ہوئے ایک اضافہ فرماتے ہیں اور ایک نئی یافت و دریافت کا اعلان کرتے ہیں، جو ایک طرف عقیدۂ جمہور مسلمین، کتاب وسنت اور شریعت حقہ کے مطابق ہے، دوسری طرف وہ پیچھے کی طرف لے جانے اور ایک بڑے گروہ کے علوم وتحقیقات پر خط نسخ پھیرنے کے بجائے ایک ایسی چیز کا اضافہ کرتا ہے جس سے نصوص شرعیہ، اصول قطعیہ اور سیر انفس و آفاق کے آخری مکشوفات و تحقیقات میں مطابقت پیدا ہو جاتی ہے''

﴿تارخ دعوت وعزیمت، حصۂ چہارم ص: ۲۷۵/۲۷۶﴾

اور مورخ موصوفؒ اپنے جدامجد سید احمد شہیدؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

Marfat.com

''اس سلسلۂ عالیہ میں مجدد صاحب کے بعد اگر کسی شیخ طریقت اور عارف و محقق کے یہاں وحدۃ الشہود کا واضح اور بے آمیز نظریہ اور تلقین پائی جاتی ہے، اور وہ اس بارے میں حضرت مجدد کے نقش قدم پر نظر آتے ہیں، تو وہ سلسلہ مجددیہ احسنیہ کے مشہور شیخ طریقت داعی الی اللہ اور مجاہد فی سبیل اللہ حضرت سید احمد شہیدؒ رائے بریلی ﴿ش ۱۲۴۶ھ﴾ ہیں، جن کے یہاں وحدۃ الوجود کی کوئی پرچھائیں اور تاویل و اعتذار کا کوئی عکس نظر نہیں آتا''

﴿تاریخ دعوت وعزیمت، حصۂ چہارم، ص ۲۸۹/۲۹۰﴾

نیز حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ اپنی کتاب ''تزکیہ واحسان'' میں اس مروجہ تصوف کا نام تزکیہ واحسان دے کر اس راہ کے سالکین کو دین کا حقیقی خدمت گار قرار دیتے اور ان کے منکرین پر برستے ہیں:

''اس گروہ کی افادیت اور اس کی خدمات سے انکار یا تو وہ شخص کریگا جس کی تاریخ اسلام پر نظر نہیں یا جس کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی بندھی ہوئی ہے''

﴿تزکیہ واحسان ص: ۲۹/۳۰ بحوالہ تعمیر ملت مفکر اسلام نمبر ص: ۲۹. ۲۰۰۰ء﴾

اس گروہ میں ان کے معاصر شیخ بن بازؒ سرفہرست آتے ہیں، جن کے یہاں قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ اور سہروردیہ جیسے متصوفانہ سلسلوں کی کوئی گنجائش نہیں تھی، بحمد اللہ راقم السطور کو ''مجدد ملت'' کے نام سے ان کی سوانح حیات لکھنے کی سعادت نصیب ہوئی ہے، اور کہیں اشارے اور کنائے میں بھی ان کی تحریر و تقریر، علم و بیان اور تصنیف و تالیف میں اس قسم کے متصوفانہ کلام کا نام ونشان نہیں پا سکا ہے، اور یقیناً مولانا موصوفؒ سے ان کا فیض کہیں زیادہ عام رہا ہے، اور خلق خدا ان کے جام شریعت سے کہیں زیادہ سیراب ہوئی ہے، ایسا جام شریعت جس کا ہر قطرہ کتاب وسنت کی حقیقی تعلیم سے لبریز رہا ہے.

Marfat.com

یہی نہیں بلکہ مولانا موصوفؒ شریعت کی روح اور کمال دین کا حصول ان ہی سلسلوں کی اتباع سمجھتے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں:

''دین کے اس شعبہ اور اسلام کے اس رکن کا جس کو ہم تزکیہ یا احسان یا فقہ باطن کہتے ہیں، صاف اقرار کرتے اور اس بات کو بلا تامل قبول کرتے کہ وہ شریعت کی روح، دین کا لب لباب اور زندگی کی بنیادی ضرورت ہے، اور یہ کہ جب تک اس شعبے کی طرف کما حقہ توجہ نہ کی جائے اس وقت تک کمال دین حاصل نہیں ہوسکتا اور اجتماعی زندگی کی بھی اصلاح نہیں ہوسکتی اور نہ صحیح معنی میں زندگی کا لطف آسکتا ہے''

اور مولانا موصوفؒ اپنی اس راہ کی توجہ اور لطف کی وضاحت اپنے سب سے بڑے مرشد مولانا احمد علی لاہوریؒ سے سلسلۂ قادریہ کی اجازت کو قرار دیتے ہیں:

''مولانا نے ایک روز تنہائی میں مجھے اپنے سلسلہ قادریہ میں اجازت مرحمت فرمائی اور اس کے لئے استخارہ و دعا کا انہوں نے جو غیر معمولی اہتمام مسجد خیف منیٰ میں کیا تھا اس کا ذکر فرمایا، والحمد للہ علیٰ ذلک''

پھر اپنے اس بڑے مرشد کے ایک خط کا ذکر یوں فرماتے ہیں:

''میرے دل میں جو آپ کی عزت ہے اس کو ضبط تحریر میں لانے کی ضرورت نہیں سمجھتا، اسی محبت و عزت کا نتیجہ ہے کہ حج کی رات مسجد خیف میں آپ کے درجات کی ترقی کے لئے بارگاہِ الٰہی سے استدعا کی اور الحمد للہ اس نے بارگاہِ الٰہی میں قبولیت پائی''

﴿تعمیر ملت. مفکر اسلام نمبر، ۱۰/ جولائی تا ۲۵/ اگست ۲۰۰۰ء﴾

دعا کی قبولیت کا حتمی علم اس کائنات رنگ و بو میں انقطاع وحی کے بعد کسی کو نہیں ہوسکتا کیوں کہ اس کا تعلق علم غیب سے ہے جو اللہ تعالی کے لئے خاص ہے

Marfat.com

یہ بات حقیقت کی راہ سے زیر تحریر آ گئی ہے، ورنہ مولانا موصوفؒ سے تحریکِ شہیدین کی راہ سے ہمارے گھرانے کو بڑی عقیدت اور قربت رہی ہے، آج بھی ہمارے بڑے بوڑھے انہیں علی میاںؒ کے نام سے پکارتے ہیں، اس پکار میں جو قربت، الفت اور محبت ہے وہ حضرت مولانا وغیرہ لمبے چوڑے القاب میں کہاں؟

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بہار کی تحریک اہل حدیث کے دو مراکز'' صادق پور پٹنہ'' اور'' دار العلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ'' کے تعلقات شہیدین کی تحریک کے حوالے سے ان کے خوانوادے خاص کر مولانا موصوفؒ سے ماضی قریب تک بہت اچھے رہے ہیں، جس کی واضح دلیل امیر صادق پور کا'' دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ'' کی مجلس شوریٰ کی رکنیت رہی ہے، لیکن جیسے جیسے ان پر تصوف کا رنگ چڑھتا گیا، ان سے قربت میں کمی آتی گئی، اور یہ کتاب وسنت کے حاملین کے لئے ایک فطری اور بدیہی عمل تھا اور ہے.

ان کی زندگی کے اس تغیر پر ۳۰ر جون ۱۹۶۱ء کی ان کی دار العلوم احمدیہ سلفیہ میں تشریف آوری اور ان کا وہ بیان شاہد عدل ہے، جسے انہوں نے اس موقع سے دیا تھا، جس کی رپورٹ ۱۶ر جولائی کے اخبار'' الھدیٰ'' آرگن دار العلوم احمدیہ سلفیہ میں شائع ہوئی تھی، جس کی نص یہ ہے:

''ہندوستان میں تحریک اہلحدیث جن بنیادوں پر قائم ہوئی وہ بنیادیں چار تھیں، ۱: عقیدۂ توحید ۲: اتباع سنت ۳: جذبۂ جہاد ۴: اور انابت الی اللہ، جس کی تفصیل آیت'' ھوالذي بعث في الأمیین رسولا منھم'' میں اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے.... جماعت اہلحدیث انہیں چار چیزوں کا مجموعہ تھی، دوسرے لوگوں میں دیکھئے کہ اگر توحید ہے تو اتباع سنت میں کوتاہی ہے، اگر اتباع سنت کا جذبہ ہے

Marfat.com

تو جذبۂ جہاد مفقود ہے، اگر کہیں ذکر وفکر ہے تو اتباعِ سنت نہیں، غرضیکہ لوگوں نے خاص خاص چیزوں کو لے کر انہی کو عمل کا دارو مدار بنالیا ہے، بخلاف اس کے جماعت اہلحدیث میں چاروں خصوصیتوں کا اجتماع ہوکر شہیدین کی صورت میں نمودار ہوا اور جس جماعت نے ان چاروں کا مظاہرہ بیک وقت کیا وہ جماعت صادق پور ہے، جن کا خلوص اور جن کا تعلق مع اللہ ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے'' ﴿بحوالہ اہلحدیث اور سیاست ص ۴۶/۴۷﴾

مولانا موصوفؒ کی مذکورہ تقریری رپورٹ کو پڑھنے کے بعد ان کے اس گرامی نامہ کے مضمون کو سن کر یقین نہیں آتا کہ یہ ان ہی کی تحریر کردہ ہے، جسے انہوں نے اپنی آخری عمر میں لکھ کر سلفیانِ برصغیر کو عالم عرب خاص کر خلیجی ممالک میں رسوا اور بدنام کرنے کی کوشش کی ہے، جس کی وجہ شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ اور شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کے اردو ترجمہ اور تفسیر پر سعودی حکومت کی طرف سے پابندی عائد کرنی ہے.

جس کی تفصیل یہ ہے کہ مدینہ منورہ کے ''فہد کمپلیکس'' سے دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم اور دیگر دعوتی کتابوں اور کیسٹوں کی طباعت و تقسیم کا بڑے پیمانے پر کام ہورہا ہے، اسی ضمن میں مذکورہ ترجمہ اور تفسیر کی طباعت اور تقسیم کا بھی کام ہوا، لیکن جب ادارے کو اس کی خامیوں کا علم ہوا تو اس نے اس کی تقسیم روک دی، جن خامیوں میں یہ خامیاں سرفہرست ہیں:

﴿۱﴾ غیر اللہ سے استعانت.

﴿۲﴾ حیاۃ النبی.

﴿۳﴾ اولیاء کی شان میں غلو.

اس تقسیم کی پابندی پر ان کے عقیدت مندوں نے آسمان سر پر اٹھالیا،

Marfat.com

سلفیانِ ہند و پاک کے علاوہ شیخ بن بازؒ کو بھی اپنی گالیوں کا نشانہ بنایا، جس میں ان کے لئے والد کا لقب یا کلمۂ احترام بھی ان کے لئے ننگ و عار ثابت ہوا، اس لفظ کو شیخ کے حق میں استعمال کرنے کی وجہ سے سلفیانِ ہند کی گھریلو زندگی اور ان کی عزت و ناموس پر بھی حملہ کیا گیا. العیاذ باللہ.

ان ہی دنوں راقم السطور کو دبی کی ایک نجی مجلس میں جانے کا اتفاق ہوا اور وہاں مجھے بھی ان کے طنز و تعریض سے زخمی ہونا پڑا، الأمان والحفیظ.

یہاں پر اس ناروا سلوک کی ایک تحریری جھلک قارئین کو دکھانا چاہتے ہیں، ''مسائل غیر مقلدین'' کے مؤلف رقمطراز ہیں:

''غیر مقلدین شیخ بن باز کو مارے تملق کے والدنا کہتے ہیں، یعنی ہمارے والد، اب کوئی حیاء کو بالائے طاق رکھ دے تو ان غیر مقلدین سے پوچھے... تمہاری ماؤوں سے ان کا کیا رشتہ رہا ہے کہ تم ان کو والدنا کہتے ہو، قرآن تو اس کی بھی اجازت نہیں دیتا کہ کوئی رسول کو بھی والدنا کہے، پھر یہ ابن باز والدنا کہاں سے ہو گئے، تملق اور چمچہ بننے کی بھی کوئی حد ہوتی ہے''

﴿مسائل غیر مقلدین ص: ۱۷ بحوالہ محدث ۸۲ر دسمبر ۱۹۹۷ء﴾

خواہ اردو تفسیر پر پابندی کا معاملہ ہو یا سید احمد سرہندیؒ کی سوانح عمری پر، خواہ اس کے لکھنے والے دنیا سے رخصت ہو چکے ہوں یا بقید حیات ہوں ان کی علمی شان کتنی ہی بلند ہو، وہ مفسر، مجاہد، مؤرخ اور ادیب ہوں، لیکن یہاں بحث اس منہج سے ہے جس پر سعودی حکومت روز اول سے قائم و دائم ہے، اگر اس منہج کے خلاف کوئی چیز پڑی تو یقیناً وہ القط کر دی جائیگی خواہ اس القط کا ذریعہ سلفیان ہند و پاک ہوں یا کوئی دوسرا.

حقیقت یہ ہے اور شریعت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ ''خذ ما صفا ودع ما کدر''

Marfat.com

کے تحت جہاں کہیں اور جس کسی سے بھی اچھی چیز ملے اسے لے لی جائے اور جو بری ہو اسے ترک کر دی جائے، چنانچہ مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی تالیف ''تاریخ دعوت وعزیمت. ج ۴'' جو سید احمد سرہندیؒ کی سوانح حیات پر مشتمل ہے، جس کا دخول سعودی عرب میں ممنوع ہے، لیکن انہی کی دوسری تالیف ''قصص النبیین'' جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ، ریاض کے شعبۃ اللغۃ میں داخل نصاب ہے، یہی نہیں بلکہ سلفیانِ ہند کے معقلِ عظیم صادق پور پٹنہ کے ''مدرسہ اصلاح المسلمین'' میں مؤلف موصوف کی تالیف ''مختارات'' داخل نصاب ہے.

معلوم ہوا کہ سوال منہج کا ہے، کسی شخصیت کی عظمت کا نہیں، ''کلمۃ الحق ضالۃ المؤمن'' کے تحت کسی شخصیت کی اچھی بات ہے تو اسے بسر وچشم قبول کر لی جائے اور اگر ان کی کوئی بات شریعت کی نگاہ میں نامناسب ہے تو اسے رد کر دی جائے، سلف صالحین کا یہی طریقہ رہا ہے، اللہ تعالی ہر ایک کو عقل سلیم عطا کرے، اور تعصب کی آگ سے محفوظ رکھے. آمین'' (مجدد ملت. ص ۴۴۵)

اسی تفسیر وترجمہ پر پابندی سے متاثر ہو کر مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے اپنا وہ گرامی نامہ لکھا تھا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے، کیوں کہ اس ترجمہ وتفسیر کی طباعت واشاعت فہد کمپلیکس مدینہ منورہ سے ان ہی کی ترشیح اور توصیہ پر ہوئی تھی.

حال ہی میں مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کی حیات وخدمات پر ندوۃ العلماء لکھنو کے آرگن ''تعمیر ملت'' کا مفکر اسلام نمبر نکلا ہے، جس کے اندر ''ہمارے ابا جان...'' کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے، جس پر آرگن کے ادارے نے یہ ادارتی نوٹ لکھا ہے:

''حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے بھانجوں، بھتیجوں کی اولادیں ابا جان کہا کرتی تھیں، اور وہ ان سب پر بڑے ہی شفیق اور مہربان تھے،

Marfat.com

ذیل میں خاندان کے چند نونہالوں کے تأثرات پیش کئے جا رہے ہیں''

﴿تعمیر ملت. مفکر اسلام نمبر ص: ۳۳۰-۱۰ ر جولائی تا ۲۵ ر اگست ۲۰۰۰ء﴾

اب کوئی ہمنشیں اور صاحب دل ''مسائل غیر مقلدین'' کے مؤلف سے پوچھے کہ والدنا کے لفظ کا استعمال شیخ بن بازؒ کے حق میں سلفیانِ ہند و پاک کے لئے ایک تملقانہ اور نازیبا حرکت ہے تو حضرت مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کے حق میں ان کے بھانجوں اور بھتیجوں کی اولادوں کا ابا جان کہنا کیا ہے؟

راقم السطور حضرت مولانا موصوفؒ اور ان کے خانوادے کے لئے اس سلسلے میں وہی موقف رکھتا ہے، جسے اپنی کتاب ''مجدد ملت'' میں شیخ بن بازؒ اور سلفیانِ ہند کے لئے اختیار کیا ہے کہ ہر زبان کے اپنے قواعد وضوابط ہوتے ہیں، اس کا اپنا لب ولہجہ ہوتا ہے، اور اس کے اپنے تقاضے ہوتے ہیں، اس بنیاد پر عربی زبان وادب میں والد کا لفظ ادب واحترام کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور شیخ بن بازؒ کے لئے سلفیان ہند ہی نے نہیں بلکہ عالم عرب اور عالم اسلام نے والد کا لفظ استعمال کیا ہے، بلکہ یہ لفظ ان کے لئے کثرت استعمال کی وجہ سے لقب کا درجہ اختیار کر گیا تھا.

یقیناً اسی معنی میں حضرت مولانا موصوفؒ کے خانوادے ان کے لئے ابا جان کا احترامی کلمہ استعمال کرتے تھے، ویسے بھی برصغیر کے لئے دہلی کے بعد آج بھی لکھنوکی بولی، اس کا لب ولہجہ اور اس کی زبان ٹکسالی حیثیت رکھتی ہے.

لیکن برا ہو مذہبی تعصب کا کہ علماء بھی اپنے دینی بھائیوں کے لئے دوہرا معیار قائم کرتے اور رکھتے ہیں، اللہ تعالی امت اسلام کے افراد خاص کر گروہِ علماء کو دین واخلاق کی صحیح بصیرت عطا فرمائے تا کہ اس قسم کی غلط بیانی اور تہمت تراشی سے ان کا دامن تار تار نہ ہو سکے، اور وہ ایک دوسرے سے سوء ظن کے

Marfat.com

بجائے حسن ظن رکھنے کے عادی ہو جائیں۔اور اگر کسی موضوع پر تبصرہ کرنا ہوتو علمی متانت اور سنجیدگی کو ہاتھ سے جانے نہ دیں، اللہ تعالی ہم سب کو اسی کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

اس گروہ کے عقیدت مندوں کا دوسرا گڑھ دار العلوم دیو بند ہے، جسے برصغیر کے ازہر ہونے کی حیثیت حاصل ہے، لیکن اس کے سابق مہتمم، شیریں بیاں مقرر حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ اپنی زندگی کے آخری مرحلے کی ایک تقریر میں فرماتے ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے:

"ہمارے اسلاف نے بزرگان دین کی قبروں سے استفادہ کیا ہے اور ہمارا بھی یہی عمل ہے، اس عمل کی وضاحت وہ خود کرتے ہیں کہ قبروں پر جا کر رات گزارنا، مراقبہ کرنا اور اس کے ذریعے استفادہ کرنا ہمارا اور ہمارے اسلاف کا شیوہ رہا ہے"

قاری صاحبؒ کی یہ کیسٹ میرے پاس موجود ہے، شروع میں اس کیسٹ کو سن کر یقین نہیں آرہا تھا، لیکن ان کی آواز اور ان کے بارے میں مُقدّم کے تعریفی کلمات نے مجھے اس امر کے یقین پر مجبور کیا۔

حالانکہ سلفیانِ ہند کی طرح بلکہ ان سے بھی زیادہ اکابر دیوبند شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی قدر کرتے ہیں اور اپنے آپ کو ان کی راہ پر گامزن ہونا بتاتے ہیں، لیکن ان کا یہ عمل ان کی تعلیمات سے ہٹتا ہوا نظر آتا ہے، جو بڑا خطرناک عمل ہے کیوں کہ اس سے اسلامی عقیدے پر ضرب لگتی ہے اور کم از کم بدعات و خرافات کی راہ ہموار ہوتی ہے، اس سلسلے میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی تعلیمات سے ہم یہاں پر ایک مثال دیدینا ضروری سمجھتے ہیں، تاکہ دعوی بالدلیل ہو جائے، وہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

"والحق عندي أن القبر و محل عبادة ولي من الأولياء و الطور كل ذلک سواء في النهي والله أعلم"﴿حجة الله البالغة. ج ا ص: ۱۵۳﴾

میرے نزدیک حق یہ ہے کہ قبر، ولی کی عبادت گاہ اور طور پہاڑ وغیرہ نہی میں برابر ہیں

یعنی شدّ رحال والی حدیث نبوی کی روشنی میں تین مساجد مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے علاوہ کسی دوسری جگہ کے لئے بالاستقلال سفر کرنا درست نہیں ہے، واللہ أعلم.

اس مسئلے کی شرعی وضاحت اور تفاہم کے لئے میں نے ان کے بعض معتدل حضرات کے دروازے پر دستک دی، لیکن وہ راستہ کاٹ کر نکل گئے اور انہوں نے اس موضوع پر مجھ سے بات تک کرنا گوارا نہ کیا. یاللأسف.

شکوت و ما الشکویٰ لمثلي عادة

ولکن یفیض الکأس عند امتلائها

گلہ شکوہ کرنا مجھ جیسوں کی عادت نہیں، لیکن پیمانہ لبریز ہونے پر چھلکتا ہی ہے.

اس لبریز پیمانے سے حیاۃ النبی کے موضوع پر اکابر دیوبند کا وہ اصرار بھی چھلک گیا جو ماضی میں ان کے اور مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ گوجرانوالہ کے درمیان واقع ہوا تھا اور جن کی پرزور تائید ان کے حلقے کے ایک ماہر ادیب عامر عثمانیؒ مدیر تجلی دیوبند نے کی تھی.

مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ فرماتے ہیں:

"ہم نے بریلوی علم کے تین اصول سمجھے ہیں:

اول: مخالف کو پیٹ بھر کے گالی دینا.

دوم: جہاں تک ممکن ہو اس پر جھوٹی تہمتیں تراشتے جانا کہ بے چارہ الزامات کا

Marfat.com

جواب دیتے دیتے تھک جائے.

سوم: جس بدعت کی ترویج مقصود ہو اس کے ساتھ ''شریف'' کے لفظ کا اضافہ، گیارھویں شریف، میلاد شریف، چہلم شریف، جو بستی بدعت اور شرک کا مرکز ہو اس کے ساتھ ''شریف'' لگادو، جتنا بڑا پاپی اور مہا مشرک ہو اس کے نام کے ساتھ جھوٹے خطابات کا ایک طویل سلسلہ ضم کردو، عوام حق سے نفرت کرنے لگیں گے، بدعت اور اہل بدعت کو پسند کرنے لگیں گے.

حضرات دیوبند پہلی دو بیماریوں سے تقریبا محفوظ ہیں، گالیاں نہیں دیتے، جھوٹ نہیں بولتے، لیکن اکابر کے محاسن میں غلط مبالغہ اور بے ضرورت غلو، اساتذہ کی تقدیس بانداز عظمت یہاں بھی موجود ہے اور بدرجہ اتم.

پھر مولانا موصوفؒ اس مبالغہ اور غلو کی مثال دیتے ہیں:

''مولانا حسین احمد صاحب مرحوم ''مکاتیب'' میں لکھتے ہیں:

''آپ کی ﴿محمد ﷺ﴾ حیات نہ صرف روحانی ہے، جو کہ عام شہداء کو حاصل ہے بلکہ جسمانی بھی اور از قبیل حیات دنیوی بلکہ بہت وجوہ سے اس سے قوی تر''

﴿مکاتیب. ج ا ص: ۱۳۰﴾

مولانا محمد اسماعیلؒ کے اس حقیقت کے انکشاف اور از راہِ دعوتی بیان پر اکابر دیوبند کے کسی معتقد نے عامر عثمانیؒ کو خط لکھا جس کا ایک حصہ یہ ہے:

''جو قلم مولانا مودودی اور جماعت اسلامی کی تائید میں دفتر کے دفتر گھسیٹ دیتا ہے وہ اپنے لائق صد احترام اکابر و اسلاف کی حمایت میں بھی جولانی دکھائے، اور تمام ائمہ سے بڑھ کر اپنے آپ کو صاحب علم اور عقیل و فہیم سمجھنے والے اہل حدیث کی جسارتوں کا جواب لائے، امید ہے کہ کوشش کر کے ''رحیق'' حاصل کریں گے اور اپنے اکابر کی حمایت سے نہیں چوکیں گے، ویسے

Marfat.com

بھی "حیات النبی" کے مسئلے رحیق کے مضمون نگار کی رائے لطیف طریقے پر توہین رسول ﷺ پر منجر ہوتی ہے جس کا ازالہ نہایت ضروری ہے"

عامر عثمانیؒ اس خط کے جواب میں اپنے مجلہ تجلی میں حیاۃ النبی کے موضوع پر ایک طویل مضمون لکھتے ہیں، جس کے کچھ حصے یہ ہیں:

"ماہنامہ "رحیق" لاہور "تجلی" کے تبادلے میں دفتر تجلی میں آتا ہے اور ان پرچوں میں شامل ہے جنھیں ہم کم و بیش پورا دیکھے بغیر نہیں چھوڑتے، بلکہ ہمیں کہنا چاہیے کہ اسے ہم ناقدانہ نہیں طالبانہ اور شاگردانہ حیثیت سے پڑھتے ہیں، کیوں کہ اس کے مضامین عموماً قیمتی معلومات پر مشتمل ہوتے ہیں جن سے ہماری حقیر سی متاعِ علم میں مفید اضافہ ہوتا ہے، آپ کے خط کو پڑھ کر نہایت رنج ہوا، انداز بیان سے لے کر نفسِ مطلب تک تمام خط تعصب، غلط فکری اور جاہلی تصورات سے آلودہ ہے، کاش آپ تجلی کے فائل اٹھا کر دیکھتے کہ ہم دینی معاملات میں کس نقطۂ نظر کے حامل ہیں، اور ہمارے نزدیک دین میں گروہ بندیاں اور اجارہ داریاں کس قدر افسوس ناک ہے، ہزار ہزار صدمہ اور ملال ہے کہ ہمارے موجودہ مدرسے عموماً وہی فاسد و مجہول اور غالی و متعصب ذہن تیار کر رہے ہیں جس کی خاصی جھلک آپ کے خط میں دیکھی جارہی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو غلط قسم کی اکابر پرستی، مقامیت و وطنیت پر مبنی گروہ بندی، غلو فی العقیدت اور ہم چو ما دیگرے نیست کے خبط سے محفوظ رکھے۔

سچ لکھا ہے "رحیق" کے مضمون نگار جناب مولانا محمد اسماعیل صاحب نے:

"بعض دیوبندی علماء بھی بریلوی علم کلام کے ایک بڑے تین حصے سے موقعہ بموقعہ کام لیتے رہے ہیں" بلکہ ہم تو یہاں تک شہادت دیں گے کہ یہ علم کلام گاہے گاہے عملی جامہ بھی پہن لیتا ہے مثلاً یہاں ایسے بھی علمائے کرام موجود ہیں جو

Marfat.com

"شاہ ولایت" کے مزار پر جاتے ہیں اور واپس آ کر دوست احباب سے یہاں تک فرماتے ہیں کہ آج مجھے شاہ صاحب نے ڈانٹا کہ اتنے دنوں سے کہاں تھا.. اور آج سینے سے لگالیا.........اور آج فلاں مشورہ دیا"

﴿تحریک آزادیٔ فکر........ص:۴۲۰-۳۸۷-۴۳۸-۴۳۹-۴۴۶﴾

حیاۃ النبی اور اس قسم کے دوسرے موضوعات جن کے قائل اکابر دیو بند ہیں، ان سے بریلی مکتب فکر کو غذا ملتی ہے، اور وہ ان ہی موضوعات کو اصول بنا کر ان پر اپنی قبوری شریعت کے لئے نت نئے مسائل کا استنباط کرتے ہیں، اور افسوس کہ برصغیر کی اہل سنت والجماعت کہلانے والے مسلمانوں کی اکثریت آج کسی نہ کسی طرح اسی شریعت کی پابند ہو چکی ہے، اور ماضی قریب میں ان کا الگ سے ایک پلیٹ فارم بھی تشکیل پا چکا ہے.

چونکہ برصغیر کی مسلم اکثریت کی روحانی قیادت کا سہرا اکابر دیو بند کے سر بندھتا ہے، اس لئے انہیں اس موضوع پر ٹھنڈے دل سے غور کر کے، اور اس راہ میں مثبت قدم اٹھا کر قوم وملت کو کتاب وسنت کی روشنی میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین کے نقش قدم پر چلنے کی دعوت دینی چاہیے، اللہ تعالی انہیں اور برصغیر کی دیگر جماعتوں کو اس امر کی توفیق عطا فرمائے. آمین

دوسرا گروہ

دوسرا گروہ شاہ محمد اسماعیلؒ کی دعوتی، جہادی اور اصلاحی کوششوں سے پیدا ہوا، اس کے لئے شاہ موصوف نے سید احمدؒ کی امارت اور اطاعت کا حق ادا کرتے ہوئے اپنی تقریر وتحریر کے ذریعے خالص کتاب وسنت کا بیڑا اٹھایا، ان کی تحریر وتقریر سے جو افراد پیدا ہوئے انہیں جماعت مجاہدین میں مولانا محمد

Marfat.com

اسماعیلؒ کی جماعت سے پکارا گیا یا انہیں محمدی کہا گیا، اس امر کی شہادت ان کی "تقویۃ الایمان" اور "جلاء العینین فی اثبات رفع الیدین" دونوں معرکۃ الآراء کتابیں اور دیگر تالیفات دے رہی ہیں، اس سلسلے کی سب سے اہم کڑی مولانا ولایت علی صادقپوریؒ اور ان کے خاندان والوں کی ہے، جنہوں نے سید احمدؒ کی امارت، قیادت، تربیت اور بیعت کے ساتھ ساتھ کتاب وسنت کی صحیح غذا مولانا محمد اسماعیلؒ اور ان کے شیدائیوں سے حاصل کی، اور دوسری طرف مولانا ولایت علیؒ نے کتاب وسنت کی تعلیم یمن کی راہ سے علامہ محمد علی شوکانیؒ سے حاصل کی.

یہاں پر اس شبہے کا ازالہ کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ "ان کے خاندان پر مولانا عبدالرحیم صادق پوریؒ جیسے عالم ربانی تک حنفی مسلک غالب رہا". جیسا کہ مولانا مسعود عالم ندویؒ مولانا عبید اللہ سندھیؒ کے ایک الزام کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ہمارے مولانا ولایت علیؒ کو محض آمین ورفع یدین والی اہل حدیث جماعت کا رہبر سمجھتے ہیں، جیسا کہ ان کے بعد کے جملے سے مترشح ہوتا ہے، حالانکہ یہ واقعہ کے سراسر خلاف ہے، مولانا ولایت علی سید صاحب کی جماعت مجاہدین کے رہنما تھے، اور ان کے خاندان کا مرکزی فکر صرف جہاد رہا، اہل حدیثیت تو ان کے ہاں بہت بعد میں آئی ہے، ان میں اکثر اپنے کو حنفی مع القول بالترجیح کہتے تھے، مولانا عبدالرحیم تک یہی مسلک تھا"

﴿مولانا سندھی اور ان کے افکار وخیالات پر ایک نظر ۷۹-۸۰﴾

مولانا مسعود عالم ندویؒ نے اپنی اس رائے کا اظہار" مولانا عبد الرحیم صادق پوریؒ کی مشہور کتاب "تذکرۂ صادقہ" کی روشنی میں فرمایا ہے، جس کے اندر آمین اور "رفع الیدین والی اہل حدیثیت" کا جملہ استعمال کر کے جماعت

Marfat.com

اہلحدیث پر شعوری یا غیر شعوری طور پر طنز بھی کیا ہے جو ایک سنجیدہ علمی نقد و جرح اور کتاب و سنت کی روشنی میں کم از کم معیوب ضرور ہے، کیا آمین اور رفع الیدین کی سنتوں پر عمل کرنا معیوب ہے؟ اور کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ تحریک جہاد کے دو بنیادی مقاصد میں سے ایک بنیادی مقصد ''اصلاح رسوم'' کی مشن کو کتاب و سنت کی روشنی میں آج تک جماعت اہل حدیث ہی نے برصغیر میں زندہ رکھا ہے۔

اگر وہ ''تذکرۂ صادقہ'' کی پوری عبارت کا بغائر مطالعہ کرتے تو وہ اس قسم کی بات نہیں کرتے، چنانچہ ''تذکرۂ صادقہ'' کے مولف مولانا عبد الرحیم صادق پوریؒ اپنی کتاب میں مولانا ولایت علیؒ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''آپ کی ترغیب تحصیل قرآن و احادیث اور وعظ و نصائح سے ملک ہندوستان میں عمل بالحدیث کا چرچا ہوا، اور تقلید و تعصبؒ کی بنا کمزور و مضمحل ہونے لگی، کیوں کہ قرآن و حدیث کی محبت اور ان کی ترویج نے حق کو روشن کر دیا''

(تذکرۂ صادقہ: ص: ۱۱۷)

خود اس امر کی نفی مولانا ولایت علیؒ کے اس بیان سے ہو جاتی ہے جو ان کی فارسی زبان میں لکھی ہوئی کتاب ''عمل بالحدیث'' سے ماخوذ ہے:

''باید دانست کہ انسان اگر عامی باشد و بسبب مشاغل دیگر از نوشت و خواند در اکتفا بر دریافت از علماء نماید برائے آں مناسب ایں است کہ از علمائے محدثین دیندار کہ در دیانت و خوفِ خدا دانست قرآن و حدیث مشہور شدہ باشند سوال نمائند بایں طور کہ مارا دریں مسئلہ طور محمدی تعلیم نمایند و اگر مرد طالب علم است و شوق تعلیم در دل مناسب ایں است، اول قرآن و حدیث بخواند بعد ازاں بکتب دیگر نظر ہمت گمارد تا آئینہ دار ظاہر شود کہ رائے بزرگوار در کدام جا صواب یافتہ و

Marfat.com

کجا روئے خطا دیدہ پس ہر مسئلہ کہ مصرح بقرآن وحدیث یا بد درآں''

﴿عمل بالحدیث ص:۱۶ بحوالہ تحریک آزادئ فکر...۳۶۲-۳۶۳﴾

اگر عام آدمی اپنی مشغولیت کی وجہ سے علم حاصل نہ کر سکے تو وہ ایسے علمائے اہل حدیث کی طرف رجوع کرے جن کے علم و دیانت اور خوف خدا کی شہرت ہو، اوران سے عرض کرے کہ مجھے محمد ﷺ کے طور وطریقہ کی رہنمائی کی جائے، اگر آدمی علم کا شوقین ہو تو اسے سب سے پہلے قرآن وحدیث کی طرف رجوع کرنا چاہیئے، پھر دوسری کتابوں کی طرف رجوع کرے، تاکہ حقیقت حال اس کے سامنے ظاہر ہو جائے کہ کس بزرگ کی کون سی رائے درست ہے اور کون سی رائے غلط ہے، تاکہ اس طرح قرآن وحدیث کی روشنی میں ہر مسئلے کی صراحت و وضاحت ہو جائے''

کتاب وسنت کا یہ دعوتی بیان صادق پور خاندان کے سب سے پہلے قائد اور رہنما کے قلم سے نکلا ہے جو ہو بہو وہی دعوت ہے جس کی آج بھی جماعت اہل حدیث برصغیر میں دیتی ہے، پھر مولانا مسعود عالم ندویؒ کا بطور طنز یہ کہنا کہ اس گھرانے میں آمین اور رفع الیدین والی اہل حدیثیت بہت بعد میں آئی ہے، حقیقت حال کے بالکل خلاف ہے، ہاں قائدینِ صادق پور کے یہاں شروع تحریک سے لے کر آج تک دعوتی نقطۂ نگاہ سے جماعت اہل حدیث کے دیگر مراکز کے مقابلے میں رواداری زیادہ رہی ہے۔

اور میری سمجھ سے ارشاد الٰہی ''ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ'' کی روشنی میں دعوت الٰہی کا یہ مثبت اور معقول انداز زیادہ اولی، انفع اور بہتر ہے، جس راہ پر خاندان صادق پور شروع تحریک سے آج تک قائم ہے، لیکن تحریک جہاد کے دو بڑے مراکز رائے بریلی اور دیوبند کے پرانے متصوفانہ روش پر عود

Marfat.com

کر جانے کی وجہ سے خاندان صادق پور کے لئے اب ان کے ساتھ پہلی جیسی رواداری قائم رکھنا ممکن نہ رہا اور بدیہی طور پر ان کا رشتہ تحریک کے حقیقی وارث جماعت اہل حدیث سے قوی سے قوی تر ہوتا گیا، جس کی زیب و آرائش میں شروع ہی سے ان کا بھی مرکزی کردار رہا ہے، اس حقیقت کا اعتراف مولانا عبید اللہ سندھیؒ جیسے غالی حنفی بھی کرتے ہیں:

''ہمارا اپنا خیال مولانا ولایت علیؒ کی تحریک کے متعلق یہ ہے کہ وہ مولانا شہید کی اس خاص جماعت کو زندہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اسی لئے مولانا نذیر حسین اور نواب صدیق حسن خاں جیسے عالم ان کا ساتھ دیتے ہیں''

﴿شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک ص: ۱۹۶ بحوالہ مولانا سندھی اور ان کے افکار و خیالات پر ایک نظر ص: ۷۹﴾

مولانا مسعود عالم ندویؒ کے آمین اور رفع الیدین والی اہلحدیثیت کے طنز کا ازالہ ایک دوسرے گوشے سے بھی ہو سکتا ہے، وہ یہ کہ کسی تحریک کے قائدین کے نظریہ کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے، گرچہ اس کے افراد میں کسی دوسرے نظریہ کے حامل بھی ہوں، خاص کر جب کہ کسی خاندان کا معاملہ ہو، اس اصول کی روشنی میں اگر خاندان صادق پور کے افراد میں کچھ لوگ مولانا عبد الرحیم صادق پوری تک حنفی مع القول بالترجیح رہے ہوں تو اسے مرکزی حیثیت حاصل نہ ہوگی، اس سلسلے میں اگر ''تذکرہ صادقہ'' کے مؤلف مولانا عبد الرحیمؒ بھی اس طرح کی رائے رکھتے ہیں تو وہ بھی بہر صورت اصول و ضوابط اور تاریخی حقائق کی روشنی میں محل نظر ہے۔

دعوت کی راہ میں راقم السطور کو خود ہی اس حقیقت کا بہت قریب سے تجربہ ہے، دہلی میں وعظ و ارشاد کے ذریعے بہت سارے افراد اپنے قدیم آبائی

Marfat.com

مسلک سے توبہ کر کے کتاب وسنت کے گرویدہ ہو گئے ہیں، لیکن وہ اب تک اپنے خاندان کے دیگر افراد کو اپنی درست اور صحیح راہ پر گامزن کرنے میں پوری طرح کامیاب نہ ہو سکے ہیں، یہ امر اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ کسی کے دل و دماغ پر راسخ افکار وخیالات کو بدلنا آسان نہیں بلکہ اس کا عمل بتدریج مرحلۂ تکمیل کو پہونچتا ہے، کیوں کہ ذہنوں اور دماغوں سے پرانے افکار وخیالات کا نکالنا کوئی چھومنتر اور جادوئی کرشمہ نہیں ہے کہ ادھر چھو کیا اور ادھر دنیا بدل گئی.

اس کے علاوہ مولانا ولایت علیؒ اور عنایت علیؒ کی دعوتی کوششوں سے وہ سیکڑوں بستیاں جو برصغیر میں عام طور پر اور بہار و بنگال میں خاص طور پر کتاب وسنت کی راہ پر گامزن ہوئیں اور ان کے افراد اہل حدیث کہلائے اس امر پر شاہد عدل ہیں کہ یہ بزرگان دین حنفی مع القول بالترجیح نہیں بلکہ خالص کتاب وسنت کے داعی، عامل اور حامل تھے.

دراصل مولانا مسعود عالم ندویؒ پر حکومت الٰہیہ کی تحریک کا غلبہ اتنا شدید ہوا کہ انہوں نے برصغیر کے ہر مکتب فکر کو اسی مکتب فکر میں ضم ہونے کو ضروری سمجھا اور اس راہ میں انہیں جس مکتب فکر کی طرف سے کسی قسم کی مخالفت ہوئی تو انہوں نے اس کی کھلے اور دبے الفاظ میں زبانی اور تحریری خبر لی، اسی قسم کی ایک خبر ان کی جماعت اہل حدیث سے برأت کا اظہار بھی ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

"راقم کو اگر کوئی طنز سے وہابی کہتا ہے تو تردید کی ضرورت نہیں سمجھتا، لیکن اگر کوئی اہل حدیث کے نام سے یاد کرے تو اس سے براءت کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے، اہل حدیث سے تحزب اور گروہ بندی کی بو آتی ہے، بالکل ویسے ہی جیسے موجودہ دور میں حنفیت اور شافعیت وغیرہ فقہی مذہب ہونے کی جگہ مستقل "دین" بن کر رہ

Marfat.com

گئی ہیں، ہر طرف تحزب اور فرقہ بندی کا زور ہے، ضرورت اصول پر زور دینے اور فروع میں روادار ہونے کی ہے"

﴿ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک. ص:۱۳۱﴾

یہ صحیح ہے کہ تحریک اہل حدیث کے بعض افراد فروعی مسائل میں شدت برتتے ہیں، لیکن تحریک کا عام مزاج ایسا نہیں ہے، اور کسی تحریک پر اس کے عام مزاج بلکہ اصول وضوابط کی بنیاد پر حکم لگایا جاتا ہے، لہذا! تحریک اہلحدیث پر دوسرے گروہوں کی طرح تحزب کا الزام لگانا ایسی غلطی ہے جس کی کوئی توجیہ نہیں کی جاسکتی.

مولانا موصوف ؒ اگر انسانی طبائع کے فطری اختلاف پر غور کرتے تو انہیں اس قسم کی الزام تراشی کی ضرورت نہیں پڑتی، کیوں کہ ہر معاشرے، اور تحریک میں نرم اور سخت مزاج افراد پائے جاتے ہیں، خود صحابۂ کرام ؓ میں ابو بکر ؓ اور عمر ؓ کی مثال موجود ہے، لہذا! انسانی طبائع کی فطری نرمی اور سختی اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی بعض سلبیات کی بنیاد پر کسی تحریک اور گروہ پر حکم لگانا انسانی فطرت اور تاریخی حقائق کے خلاف ایک ناروا سلوک اور برتاؤ ہے، ہاں کسی گروہ پر اس کے اصول وضوابط اور اس کی عام روش کی بنیاد پر حکم لگانا درست ہے، ورنہ قرون اولی کے بعد امت اسلام دو گروں اہل حدیث اور اہل الرائے میں تقسیم ہوگئی، اب کوئی مسلمان ان دونوں گروہوں سے براءت کا اظہار کر کے کس خانے میں اپنا نام درج کرائیگا، ظاہر ہے اس کے لئے تحزب کی کوئی تیسری راہ اختیار کریگا، اور اس طرح وہ امت میں مزید تفریق کی راہ ہموار کرنے کا ذمہ دار ہوگا.

لہذا! اعتدال کی راہ یہ ہے کہ براءت بازی کے بجائے ہر مکتب فکر کے اس

Marfat.com

کام کی تائید، حمایت اور تعاون کیا جائے جو کتاب وسنت سے قریب تر ہو، اور حتی المقدور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کے تحت ہر مکتب فکر کی خامیوں کی شرعی حدود میں رہتے ہوئے اصلاح کی جائے۔

بہر صورت خاندان صادق پور پر حنفیت کے بجائے کتاب وسنت کی بالا دستی شروع تحریک سے ہمیشہ قائم رہی، اور وہاں کتاب وسنت کی نصوص کے ہوتے ہوئے فقہی تعصب نے کبھی راہ نہ لی، یہی وجہ ہے کہ خود جب مولانا عبدالرحیم صادق پوریؒ مقدمہ سازش کیس میں جیل جانے لگے تو اپنی امارت کی جگہ تنظیم اہل حدیث کے بانی مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کو مقرر کر گئے، اب حال یہ ہے کہ خاندان صادق پور کا ہر فرد کتاب وسنت کا شیدا اور گرویدہ ہے، یعنی جہاد اسلامی میں جان ومال کی قربانیوں کے بعد جو سرمایہ بچ رہا وہ اب اصلاح رسوم اور رد بدعات کے لئے وقف ہے، کیوں کہ ہر زمان ومکان کے اپنے ظروف واحوال ہوتے ہیں، جن کی روشنی میں دعوت الٰہی کا کام انجام پاتا ہے۔

بہر صورت! دوسری طرف مسند شاہ ولی اللہی کے جانشیں مولانا محمد اسحاق محدث دہلویؒ شہیدین کی شہادت کے بعد آزردہ خاطر اور اس وقت کے ملکی حالات سے بیزار ہو کر مکہ مکرمہ ہجرت کر گئے اور ان کی جگہ بہار کے ایک سید زادہ میاں محمد نذیر حسینؒ نے لی اور انہوں نے اپنے درس وتدریس کے ذریعے کتاب وسنت کی ترویج واشاعت کے اُس لائحہ عمل کو پورا کر دیا جسے شاہ ولی اللہؒ نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں مرتب کیا تھا، گویا انکی چلائی تحریک کو ان کے پوتے شاہ محمد اسماعیلؒ نے اپنی تقریر وتحریر اور اسلامی جہاد کے ذریعے اور میاں محمد نذیر حسین نے مسند درس کے ذریعے مکمل کر دیا، ان دونوں بزرگوں کی علمی اور دعوتی تخم ریزی سے کتاب وسنت کی اشاعت کے بہت

Marfat.com

سارے مراکز برصغیر میں قائم ہوئے جن میں سے ذیل کے مراکز خاص طور پر قابل ذکر ہیں:

﴿۱﴾ صوبۂ بہار کے دارالخلافہ پٹنہ کے صادق پور اور ٹمو ہیا محلے، جہاں پر اب امارت اہل حدیث قائم ہے اور اس کے روح رواں آج کل اسی خاندان کے مایہ ناز چشم و چراغ حضرت مولانا عبدالسمیع جعفری ندوی مدنی حفظہ اللہ ہیں۔

﴿۲﴾ دارالعلوم احمدیہ سلفیہ لہریا سرائے دربھنگہ، بہار، جو دراصل مدرسہ احمدیہ آرہ ہے، جہاں ۱۹۰۶ء میں تنظیم اہل حدیث کی بنیاد پڑی تھی اور دارالعلوم اسی وقت سے کتاب و سنت کی تعلیم عام کر رہا ہے۔

﴿۳﴾ جامعہ سلفیہ بنارس جو تقسیم ہند کے بعد ۱۹۶۳ء میں سلفیان ہند کے شیرازے کو اکٹھا کرنے کے لئے قائم کیا گیا ہے، جو بلا مبالغہ برصغیر میں کتاب و سنت کا سب سے عظیم ادارہ ہے۔

﴿۴﴾ جامعہ سلفیہ فیصل آباد، پنجاب، واقع موجودہ پاکستان، وہاں کے ظروف و حالات کے پیش نظر کتاب و سنت کی بیش بہا خدمات انجام دے رہا ہے۔

لہٰذا جو لوگ تحریک جہاد اور اصلاح رسوم کے سرے سے ناکامی کے قائل اور حامی ہیں انہیں اپنی رائے پر نظر ثانی کرنی چاہئے۔

ان مراکز میں متصوفانہ کشف والہام اور قبروں سے استفادہ کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا جو تحریک کی دوسری شاخوں کا طرۂ امتیاز بن گیا ہے، جس کا قدرے ذکر سطور بالا میں کیا جا چکا ہے۔

تحریک جہاد اور بہار

بہار میں تحریک جہاد کا مرکزی مقام صادق پور پٹنہ رہا ہے، اس محلے کے

Marfat.com

کھنڈرات اوران پر تعمیر شدہ گورمنٹ کی عمارتیں اس امر کی نشان دہی کر رہی ہیں، اور برصغیر کی سطح پر تحریک جہاد کا مرکزی مقام رائے بریلی، لکھنؤ اور دہلی رہا ہے، لیکن شہیدین کی شہادت کے تھوڑے دنوں بعد ﴿ش ۱۸۳۱ء﴾ صادق پور پٹنہ ہی برصغیر کی سطح پر تحریک جہاد کا مرکزی مقام بن گیا، اس امر کی شروعات اس طرح ہوئی کہ صادق پور کے ایک رئیس زادے اور مرد مجاہد ولایت علیؒ نے جہاد کی غذا تحریک کے مرکزی مقام رائے بریلی اور لکھنؤ سے پائی اور دیکھتے ہی دیکھتے انہوں نے پورے برصغیر میں عام طور پر اور بہار۔ بنگال میں خاص طور پر جہاد کی روح پھونک دی، ان دونوں صوبوں میں جہادی کاموں کے اثرات آج بھی دیکھے جاسکتے ہیں.

دوسری طرف مولانا عبدالعزیز رحیم آبادیؒ ﴿۱۸۵۴ء-۱۹۱۸ء﴾ محدث دہلوی سید نذیر حسینؒ ﴿۱۸۰۵-۱۹۰۲﴾ سے کتاب وسنت کا علم حاصل کر کے بہار واپس ہوئے تو پورا علاقہ بدعات وخرافات کے گرد سے اٹا پڑا تھا، اس کی اصلاح کے لئے انہوں نے چند اصلاحی کاموں کا بیڑا اٹھایا، لیکن اپنا تعلق تحریک جہاد کے مرکزی مقام صادق پور پٹنہ سے قائم رکھا، یہی وجہ ہے کہ انہوں نے جہاں جہاں تحریک اہل حدیث کی بنیاد رکھی اور جماعتی نظم قائم کیا وہاں وہاں سے زکاۃ کی رقم وصول کر کے تحریک جہاد کے امیر مولانا عبدالرحیم صادق پوریؒ کی خدمت میں روانہ کی، جب ۱۲۸۴ھ میں برٹش حکومت نے مولانا موصوف کو بطور سزا جزیرۂ انڈمان بھیج دیا اور یکے بعد دیگرے ان کے دونوں نائبین مولانا مبارک علیؒ اور مولانا تبارک علیؒ کا انتقال ہو گیا تو امارت کی ذمہ داری مولانا عبدالعزیز رحیم آبادیؒ پر ہی ڈالی گئی، لیکن جب مولانا عبدالرحیم صادق پوریؒ ۱۸۸۲ء میں رہا ہو کر تشریف لائے تو پھر امارت مولانا عبدالعزیز رحیم

Marfat.com

آبادیؒ نے ان کے حوالے کردی۔

اس تحریک جہاد اور تحریک اہل حدیث کے فروغ کے لئے مولانا عبدالعزیز رحیم آبادیؒ نے اموامدینۃ الشیخ کو ایک مرکز بنایا، جس کی امارت کی ذمہ داری اپنے لائق و فائق شاگرد مولوی لیاقت حسینؒ پر ڈالی، یہ مرکز اتنا پھلا پھولا اور ترقی کی راہ پر گامزن ہوا کہ مولانا عبدالعزیز رحیم آبادیؒ کا دلی تعلق یہاں سے قائم ہو گیا، وہ بار بار یہاں تشریف لاتے اور اپنے شاگرد رشید مولوی لیاقت حسینؒ کے ساتھ علاقہ کا تبلیغی دورہ کرتے، لوگوں کو جہاد کی ترغیب دلاتے اور زکاۃ کی رقم وصول کر کے تحریک جہاد کے مرکزی مقام صادق پور پٹنہ بھیج دیتے، علاقے میں جن افراد کے پاس چند نرینہ اولاد ہوتی ان میں سے کسی ایک کا سرحد کے جہاد کے لئے انتخاب فرماتے اور اسے اس مہم پر روانہ کرتے، اسی سلسلے کی ایک کڑی میرے چچیرے چچا جناب عبدالرؤف بن عبدالرحمٰنؒ تھے جن کا انتقال چند سال پہلے ہو چکا ہے، وہ اس مہم پر ایک مجاہد کی حیثیت سے گئے لیکن وہاں کے نامساعد حالات کی بنا پر واپس آ گئے۔

اموامدینۃ الشیخ کی ایک بنیادی شاخ علاقے میں بیرا گنیا ہے جو امواسے تقریبا بارہ کیلومیٹر شمال میں نیپال کی سرحد پر واقع ہے، اب یہاں مدرسہ احمدیہ سلفیہ قائم ہے، جس کی نظامت آج کل مولوی لیاقت حسینؒ کے پرپوتے مولوی محمد رضوان سلفی سلمہ کے حوالے ہے، میں نے یہاں ابتدائی تعلیم حاصل کی ہے، یہ ادارہ شروع میں تحریک جہاد اور تحریک اہل حدیث کی ایک شاخ کی حیثیت سے کام کرتا تھا جو ضلع سیتامڑھی، ضلع چمپارن اور نیپال کی سرحد پر واقع ہے۔

میرے ایک مشفق استاد مولانا صداقت حسینؒ جو دیوبند سے فارغ تھے، لیکن مسلکا اہل حدیث تھے، بیرا گنیا ہی کے قریب چمپارن کی ایک بستی دوستیا کے

Marfat.com

رہنے والے تھے، مدت دراز تک تقسیم ہند کے بعد صادق پور پٹنہ کے مدرسہ اصلاح المسلمین کے صدر المدرسین رہے، تقسیم کے پہلے وہ سرحد کے مجاہدین کی تبلیغ پر مامور تھے۔ان کے انتشار کو دور کرنا اوران کے اندر جہادی روح بیدار کرنا ان کا بنیادی کام تھا، وہ تقسیم ہند کے وقت تک اس کام کے لئے وہیں رہے، وہاں سے واپسی کا ایک واقعہ وہ بار بار مجھ سے دہرایا کرتے تھے ''میں تقسیم کے وقت سرحد سے چل کر لاہور ریلوے اسٹیشن پر ٹرین کے انتظار میں بیٹھا تھا کہ ایک نوجوان ننگے پاؤں، ننگے سر، پراگندہ حال اور پریشانیوں سے دوچار میرے پاس آ کر بیٹھا، اس نے بڑی پست آواز میں کہا کہ وہ تین دنوں سے بھوکا ہے اور بیابانوں، جنگلوں اور پہاڑوں کی دشوار گزار گھاٹیوں کو قطع کر کے یہاں تک پہنچا ہے، یہ بات کہتے کہتے اس کی آواز بیٹھ گئی، میں نے نظر اٹھائی تو دیکھا کہ اسٹیشن پر رفاہی اداروں اور محسنین نے مہاجرین اور پریشان حال لوگوں کے لئے بریانی کی دیگیں رکھ چھوڑی ہیں، لیکن پلیٹ وغیرہ کا بندوبست نہیں ہے، میں نے اپنے رومال میں بریانی رکھ کر اس نوجوان کے آگے پیش کردی، اس نے احسان بھری نگاہوں سے میری طرف دیکھا اور اپنے پیٹ کی آگ بجھانے لگا''

تقسیم ہند ﴿۱۹۴۷ء﴾ کے بعد تحریک جہاد کا کام رک گیا، اس کے بعد صادق پور پٹنہ کی تحریک جہاد کے امیر مولانا عبدالخبیرؒ نے جماعت اصلاحی کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا جس کا اعلان انہوں نے اموا مدینۃ الشیخ کی جامع مسجد میں بھی کیا۔

۱۹۷۴ء میں ڈاکٹر سید عبدالحفیظ سلفیؒ جمعیت اہل حدیث ہند کے صدر ہو چکے تھے، اور صادق پور پٹنہ کے امیر مولانا عبدالسمیع جعفری ندوی مدنی حفظہ اللہ اپنی

Marfat.com

نوکری کے سلسلے میں ملک سے باہر تھے، اس لئے عارضی طور پر اس امارت کی ذمہ داری بھی ڈاکٹر صاحب موصوف کے سر ڈالی گئی، امو ا مدینۃ الشیخ میں جمعیت اہل حدیث ہند کی طرف سے ایک کمیٹی الگ سے تشکیل پا چکی تھی، ڈاکٹر صاحب موصوف نے صدارت اور امارت کے عہدے پر بیک وقت فائز ہونے کا فائدہ اٹھا کر امو ا والوں کو متحد کیا، اس کام کے لئے ڈاکٹر صاحب موصوف نے دار العلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ کے استاد مولانا عین الحق سلفیؒ برادر حقیقی مولانا شمس الحقؒ سابق شیخ الحدیث جامعہ سلفیہ بنارس کو بھیجا جو ڈاکٹر صاحب موصوف کے استاد تھے اور راقم السطور کے بھی، جنہیں فہم وتدبر اور صلح وصفائی کا عجب ملکہ حاصل تھا، اس وقت میں عربی کی ساتویں جماعت کا ادنی طالب علم تھا اور میرے ایک عزیز دوست مولوی مرتضی ارشد سلفی بن مولانا محمد عمیس اختر سلفیؒ عربی کی آٹھویں جماعت کے طالب علم تھے، میرا تعلق صادق پور کی امارت سے تھا، جب کہ میرے عزیز موصوف کا جمعیت اہل حدیث سے، ہم دونوں مولانا موصوف کو اپنے گاؤں لائے، بارش اور سیلاب کے موسم کی وجہ سے راستہ خراب تھا، دور تک پیدل چلنا پڑا، ایک کیلو میٹر تک پانی میں بھی پیدل چلنا پڑا، مولانا موصوف کے لئے یہ سفر کافی دشوار گزار رہا، اب تک یاد ہے کہ پانی میں ہم دونوں کے کندھوں پر وہ اپنا دونوں ہاتھ رکھ کر چلتے تھے کیونکہ روڈ ٹوٹ جانے کی وجہ سے پانی کے نیچے کنکر پتھر تھے، جن پر ان کے لئے چلنا دشوار تھا پھر بھی انہوں نے جماعت کی وحدت اور اتفاق کی خاطر اس دشواری کو بطیب خاطر قبول کیا، اللہ تعالی انہیں اس کا اجر عطا فرمائے۔ آمین.

بہر صورت! مولانا موصوف کسی طرح امو ا مدینۃ الشیخ پہنچے، جمعہ کا خطبہ دیا اور جمعیت اہل حدیث اور امارت کو ایک لڑی میں پرو دیا، اس وقت جمعیت اہل

Marfat.com

حدیث کے صدر مولانا محمد عمیس اختر سلفیؒ استاد دار العلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ تھے جو اسی بستی کے رئیس زادے اور بڑے زمیندار تھے، انہیں ہی کے صاحبزادے مولوی مرتضی ارشد سلفی اس سفر میں ہمارے ساتھ تھے، جو آج کل مرکز الاصلاح التعلیمی الخیری امواء مدینۃ الشیخ کے جنرل سکریٹری ہیں، اور امیر برادر گرامی استاد محترم جناب حکیم مولانا محمد معاذ سلفی حفظہ اللہ تھے جو آج کل دربھنگہ طبیہ کالج میں پروفیسر ہیں، اس صلح و صفائی میں برادر موصوف کا مرکزی رول رہا، درحقیقت انہی کے دم سے یہ کام تکمیل کو پہنچا، اللہ تعالی انہیں دنیا اور آخرت میں اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے. آمین.

امواء مرکز کا صادق پور سے براہِ راست تعلق

امواء میں تحریک اہل حدیث کی بنیاد مولانا عبد العزیز رحیم آبادی کے ایک شاگرد رشید مولوی لیاقت حسین امواویؒ کے ذریعے پڑی، اور تحریک جہاد اور تحریک اہل حدیث بہار دونوں کے کام بہت حد تک ایک ساتھ ہوا کرتے تھے، لیکن ایک ایسا وقت آیا جب امواء مرکز کا تعلق براہِ راست صادق پور کی تحریک جہاد سے ہوگیا، تحریک اہل حدیث کا یہ پلیٹ فارم ڈائرکٹ تحریک جہاد صادق پور پٹنہ سے کیسے اور کب منسلک ہوا؟ اس سلسلے میں دو متضاد روایتیں منقول ہیں، پہلی روایت مولانا فضل الرحمٰن سلفی حفظہ اللہ جو بابو عبد اللہ کے نواسے اور ''مولانا عبد العزیز رحیم آبادی حیات وخدمات'' کے مولف ہیں، فرماتے ہیں:

''مولانا مرحوم ﴿عبد العزیز رحیم آبادی﴾ کے وصال کے بعد ان کی وصیت کے مطابق بابو عبد اللہ صاحب مرحوم امیر مقرر ہوئے اور حافظ عبد اللہ صاحب شعبۂ تبلیغ کے ذمہ دار ہوئے، تقریبا دس سال تک یہ نظم قائم رہا، منشی اصغر علی

Marfat.com

صاحب کا انتقال ہو گیا تھا، آپس کے اختلاف اور انا کی وجہ سے امواکا تعلق پٹنہ سے ہو گیا، تفصیل بہت تکلیف دہ ہے"

(مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی حیات وخدمات .ص:۶۱)

دوسری روایت امواکے امیر اول مولوی لیاقت حسینؒ کے پوتے براد گرامی جناب حافظ محمد مسعود صاحب حفظہ اللہ کی ہے، ان کے بیان کا حاصل یہ ہے کہ "مدرسہ احمدیہ آرہ جو دراصل تحریک جہاد کا ایک مرکز تھا، جس پلیٹ فارم سے مولانا عبدالعزیز رحیم آبادیؒ اور مولانا محمد ابراہیم آرویؒ جہاد کے لئے اپنے شاگردوں اور عقیدت مندوں سے خفیہ طور پر رقم کی وصول یابی کرایا کرتے تھے اور صادق پور کے امیر مولانا عبدالرحیمؒ کے سپرد کیا کرتے تھے، جب اس حقیقت کا علم مولوی لیاقت حسینؒ کو ہوا تو انہوں نے اپنی امارت کی حاصل کردہ رقم ڈائرکٹ صادق پور مولانا عبدالرحیمؒ کے حوالے کرنی شروع کردی اور اس طرح امواکی امارت کا تعلق ڈائرکٹ صادق پور سے ہو گیا"

ان دونوں روایتوں پر میرا ذاتی تجزیہ یہ ہے:

"مولانا عبدالعزیز رحیم آبادیؒ نے امارت اہل حدیث کے ساتھ ساتھ تحریک جہاد کے کاموں کو جس خوبی سے نباہا یہ ان ہی کا خاصہ تھا، ان کے وصال کے بعد بابو عبداللہؒ امیر مقرر ہوئے جو ایک نو مسلم تھے اور مولانا کے متبنیٰ بھی کہے جاتے تھے، انہوں نے رحیم آباد ہی میں سکونت اختیار کی اور مولانا کی خدمت اور صحبت سے بھرپور فیض اٹھایا، باضابطہ عالم نہ تھے، ان کے لئے امارت کا بار گراں نباہنا آسان نہ ہوا، اور امارت کم از کم بہار کی سطح پر ضعف واضحلال کا شکار ہوئی، دوسری طرف مولانا عبدالعزیز رحیم آبادیؒ کی حیات مبارکہ ہی میں امارت کا تعلق بہت حد تک صادق پور سے ہو چکا تھا جس میں مولانا برابر کے

Marfat.com

شریک تھے، ایسے حالات میں ان کی وفات کے بعد امارت کے درمیان اختلاف ہوا اور امو ا کی امارت کا تعلق براہ راست صادق پور کی تحریک جہاد سے ہو گیا، ہمارے اس تجزیہ کی تصدیق اس امر سے بھی ہو جاتی ہے کہ چند سالوں کے بعد شمالی بہار کی دوسری شاخ پیغمبر پور اور دربھنگہ کا تعلق بھی براہ راست صادق پور سے ہو گیا چنانچہ اس سلسلے میں مولانا فضل الرحمٰن خود ہی فرماتے ہیں:

"بابو مرحوم ﴿بابو عبد اللہ﴾ کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد ۱۹۳۸ء میں جناب ڈاکٹر سید محمد فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت پر حضرت مولانا عبد الخبیر صاحب علیہ الرحمہ ﴿تحریک جہاد صادق پور کے امیر﴾ اور علاقہ دربھنگہ وشہر کے خواص دار العلوم احمدیہ سلفیہ میں تشریف لائے اور دار العلوم کی مسجد میں مولانا کے ہاتھ پر بیعت کی گئی، اور اس طرح علاقۂ ترہت ﴿شمالی بہار کی امارت﴾ کی امامت پورے طور پر پٹنہ منتقل ہو گئی"

﴿مولانا عبد العزیز رحیم آبادی حیات وخدمات .ص ۶۱/۶۲﴾

یہاں پر ہم متبنیٰ کی شرعی حیثیت کی وضاحت بھی کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کیوں کہ بعض جید اہل علم نے بھی بابو عبد اللہؒ کو مولانا عبد العزیز رحیم آبادی کا متبنیٰ لکھا ہے،

متبنیٰ کا معنی ہے کسی کو بیٹا بنانا، زمانۂ جاہلیت میں یہ رسم رائج تھی آپ ﷺ نے بھی اس رسم کے مطابق زید بن حارثہ کو اپنا متبنیٰ بنایا، جس کی تردید وتنبیہ میں قرآن مجید کی یہ آیات نازل ہو گئیں:

"وما جعل أدعياء كم أبناء كم ذلكم قولكم بأفواهكم والله يقول الحق وهو يهدي السبيل ☆ ادعوهم لآباء هم هو أقسط عند الله فإن لم تعلموا آبائهم فإخوانكم في الدين ومواليكم وليس عليكم

Marfat.com

جناح فیما أخطاتم به ولکن ما تعمدت قلوبکم وکان الله غفورا رحیما" ﴿الأحزاب: ۴/۵﴾

اور نہ تمہارے متبنیٰ لڑکوں کو واقعی تمہارے لئے بیٹے بنائے ہیں، یہ تو تمہارے اپنے منہ کی باتیں ہیں، اللہ تعالی حق بات فرماتا ہے اور سیدھی راہ سمجھاتا ہے، متبنیٰ لڑکوں کو ان کے حقیقی باپوں کی طرف نسبت کرکے بلاؤ، اللہ کے نزدیک پورا انصاف یہی ہے، پھر تمہیں ان کے حقیقی باپوں کا علم نہ ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی اور دوست ہیں، تم سے بھول چوک میں جو کچھ ہو جائے اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں، البتہ گناہ وہ ہے جس کو تم اپنے دل کے ارادے سے کرو، اللہ تعالی بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے.

یقیناً بابو عبداللہ کو رسمِ جاہلیت کے معنی میں متبنیٰ نہیں کہا گیا ہے جس کے اندر ولدیت کی نسبت باپ کے علاوہ مربی کی طرف کی جاتی ہے اور اسے حقیقی بیٹے کی طرح وراثت کا حقدار سمجھا جاتا ہے، لیکن شریعت جس شی کی حقیقت و ماہیت کو حرام کر چکی ہے، اس کی ظاہری نسبت اور اس لفظ کا استعمال بھی شریعت کی نگاہ میں کم از کم معیوب ضرور ہے. لہذا! شریعت نے کسی کی تعلیم وتربیت اور پرورش وپرداخت کے لئے کفالت، ربیبہ اور ربائب کے الفاظ استعمال کئے ہیں جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"و ربائبکم التي في حجورکم" ﴿النساء: ۲۳﴾

اور تمہاری وہ پرورش کردہ لڑکیاں جو تمہاری گود میں ہیں

اور یتیموں کی کفالت کے سلسلے میں اللہ کے رسول فرماتے ہیں:

"أنا وکافل الیتیم في الجنة هٰکذا وأشار بالسبابة والوسطیٰ و فرج بینهما شیئا" ﴿مسلم﴾

Marfat.com

میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا اس طرح جنت میں ہوں گے، اس کے لئے آپ نے شہادت اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کیا اور ان دونوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھا۔

﴾۲﴿ تحریک اہل حدیث

برصغیر کی یہ تحریک کوئی نئی تحریک نہیں ہے، بلکہ کتاب وسنت کی وہی تحریک ہے جو عہد نبوی اور عہد صحابہ سے چلی آرہی ہے۔

تحریکیں عموماً وقتی تقاضوں کی پیداوار ہوتی ہیں، اور اپنی عمریں پوری کرنے کے بعد یا تو بالکل معدوم ہو جاتی ہیں، یا تعصب اور عنصریت کا شکار ہو کر اپنے مقاصد سے ہٹ جاتی ہیں، یا کم از کم سرد مہری کی شکار ہو جاتی ہیں۔

تاریخ اسلام کا دامن اس حقیقت سے خالی نہیں بلکہ لبریز ہے، قدریہ، مرجیہ، جہمیہ اور دیگر تحریکیں بڑی آب وتاب سے اٹھیں اور معدوم ہو گئیں، شیعہ اور خوارج تعصب اور عنصریت کا شکار ہو کر اپنے مقاصد سے ہٹ گئیں، شیعہ کے تشیع کا مقصد آل بیت کی حمایت خاص کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایت قائم کرنی تھی، لیکن وہ اپنے مقصد سے ہٹ کر صحابہ پر سب وشتم، ابو بکرؓ و عمرؓ کو خلافت کے غاصب، حرم خانہ نبوی پر تبرا بازی حتیٰ کے قرآن مجید میں تحریف اور تزئید کی قائل ہو گئی، خوارج کے خروج کا مقصد علی اور معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافت سے الگ ہو کر کتاب وسنت کی بالادستی قائم کرنی تھی، لیکن وہ ان دونوں خلافتوں پر کفر کا فتوی جڑ کر خود کفر کا شکار ہو گئی۔

چوتھی صدی ہجری تک اسلام کے نام پر اتنے فرقوں نے جنم لیا، اور اس کثرت سے فقہاء کی آراء باہم متصادم ہونے لگیں کہ اہل سنت والجماعت کی

Marfat.com

اکثریت کو چار اماموں کی تقلید پر امادہ ہونا پڑا، جس نے بعد میں چل کر وجوب کا درجہ اختیار کر لیا، اس کا مثبت فائدہ یہ ہوا کہ اسلام کے نام پر باطل فرقوں کی روز بروز پیدائش پر پابندی لگ گئی یا کم از کم اس کا زور ٹوٹ گیا، لیکن اس کا منفی نتیجہ یہ ہوا کہ امت اسلام کی اکثریت چار گروہوں میں بٹ گئی، اور بعض عقائدی اور فروعی مسائل میں اس طرح دست بگریباں ہوئیں کہ امت اسلام کی وحدت کا پرخچہ اڑ گیا، اور ''واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا'' کا حکم صرف قرآن مجید کی زینت بن کر رہ گیا، گرچہ زمانے کے تقاضے اور مسلمانوں کی عالمی ذلت ونکبت نے انہیں اپنے اس تناؤ اور اختلاف میں کمی لانے پر مجبور کیا ہے۔

فقہی مکاتب فکر اور ظاہریت

فقہی مکاتب فکر کے تناؤ اور اختلاف کی معرکہ آرائی سے ظاہریت وجود میں آئی، جس کے بانی داؤد ظاہریؒ اور جس کو غذا وجلا بخشنے والے علامہ ابن حزمؒ ہوئے، فقہی مکاتب فکر نے قیاس پر اتنا زور دیا کہ ارشادات رسول اس کے بوجھ تلے دب کر رہ گئے، اور ظاہریت نے کتاب وسنت کی بالادستی پر اتنا زور دیا کہ قیاس کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت باقی نہ رہی، حالانکہ کسی بھی تحریک کے قائم اور دائم رہنے کے لئے قانون میں ایسی شق کا ہونا ضروری ہے جس کے ذریعے آئے دن پیش آمدہ مسائل کی گرہ کشائی کی جا سکے، اسلام نے اسی فطری ضرورت کے پیش نظر اپنے قانون میں قیاس کی گنجائش رکھی، جس کا نام فقہاء کی اصطلاح میں قیاس پڑا جو دراصل شرعی اجتہاد کی ایک قانونی شق ہے۔

بھلا ہو گروہِ محدثین اور جماعت اہل حدیث کا کہ انہوں نے اسلام کی ابتدائی تاریخ ہی سے قیاس اور ظاہریت کے درمیان کی راہ اختیار کی، پیش آمدہ

Marfat.com

مسائل میں ضرورۃً قیاس کو جگہ دی اور اس میں توسع پسندی سے خود پرہیز کیا اور دوسروں کو پرہیز کرنے کی تلقین کی ، اور ظاہریت کی طرح قیاس کی فطری ضرورت سے انکار نہ کیا، یہاں پر صرف قیاس کی وسعت پسندی اور ظاہریت کی تنگ دامانی سے ایک ایک مثال دیکر بات آگے بڑھائی جاتی ہے:

قیاس میں وسعت پزیری کا نتیجہ ہوا کہ قرآن مجید کھول کر حالتِ نماز میں اس کی قرأت کرنا نماز کے بطلان کا سبب بنا، اور اس کے برعکس حالتِ نماز میں اگر کسی نمازی کی کسی عورت کی شرم گاہ پر نظر پڑ گئی تو اس سے نماز باطل نہ ہوئی، کیوں کہ قرآن مجید کے اوراق کو حالت نماز میں الٹ پلٹ کرنا بعض فقہاء کی اصطلاح میں "عملِ کثیر" ہے اور عمل کثیر سے نماز باطل ہو جاتی ہے، لیکن حالت نماز میں کسی نمازی کا کسی عورت کی شرمگاہ کو دیکھنا بعض فقہاء کی اصطلاح میں "عمل قلیل" ہے، اس لئے اس سے نماز باطل نہیں ہوتی، حالانکہ بخاری شریف میں حضرت ذکوان مولیٰ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حالت نماز میں قرآن مجید کھول کر امامت کرنے کا واضح ثبوت موجود ہے، جن کی اقتداء میں حضرت عائشہؓ نے بھی نماز ادا کی۔

اب ظاہریت کی ظاہر پسندی ملاحظہ کیجئے، ان کے یہاں رکے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے، اس لئے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اسے منع فرمایا ہے، لیکن رکے ہوئے پانی میں پائخانہ کرنا درست ہے کیوں کہ اس سلسلے میں اللہ کے رسول ﷺ سے کوئی نص اس وارد نہیں ہوئی ہے۔

گروہِ محدثین اور جماعت اہل حدیث نے قرآن کھول اور دیکھ کر نماز پڑھنے کو درست ٹھہرایا، کیوں کہ صحابہ سے یہ ثابت ہے، اور رکے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرنے والی روایت پر پائخانہ کو قیاس کر کے دونوں سے منع فرمایا، کیوں

Marfat.com

کہ مقیس اور مقیس علیہ میں علت مشترک ہے بلکہ مقیس علیہ یعنی رکے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرنے کی علت ﴿گندگی﴾ سے مقیس یعنی رکے ہوئے پانی میں پائخانہ نہ کرنے کی علت ﴿گندگی﴾ قوی تر ہے، جسے علم دین کا ادنی فہم وادراک رکھنے والا بھی بآسانی سمجھ سکتا ہے.

فقہی مکاتب فکر کی تشکیل کی تاریخ

فقہی مکاتب فکر کی تشکیل کی حتمی تاریخ کا فیصلہ کرنا بڑا مشکل کام ہے، کیوں کہ یہ عمل امت میں بتدریج فروغ پایا، مشہور ائمۂ دین کے شاگردوں نے ان کے اقوال اور پھر ان کے اصول واقوال پر مسائل کا استنباط واستخراج مرحلہ وار اور بتدریج کیا ہے، اس کی واضح دلیل ائمۂ میں ہر ایک کا اپنی رائے کی بالادستی اور تقلید کی دعوت نہ دینا اور نہ اس کے لئے باضابطہ راہ ہموار کرنا ہے، بلکہ ہر ایک نے سنت رسول کے ملتے ہی اپنی رائے کو دیوار سے مار دینے، چھوڑ دینے اور خیر باد کہہ دینے کی تعلیم دی ہے، اور ان کی جلالتِ علمی اور کتاب وسنت کی اتباع کا عین تقاضا بھی یہی تھا، اس امر کے بتدریج رواج پانے کو ذیل کے دو بنیادی امور سے بآسانی سمجھا جاسکتا ہے:

﴿۱﴾ ان ائمۂ دین کی تاریخ وفیات. ﴿۲﴾ رسول اللہ ﷺ کی حدیث "خیر القرون قرنی..... جس کی وضاحت آگے آرہی ہے.

Marfat.com

(۱) ائمۂ دین کی تاریخ وفیات

(ا) امام ابو حنیفہؒ کی وفات ۱۵۰ھ میں بمقامِ بغداد ہوئی.
(ب) امام مالکؒ کی وفات ۱۷۹ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی.
(ج) اما شافعیؒ کی وفات ۲۰۴ھ میں مصر کی موجودہ راجدھانی قاہرہ میں ہوئی.
(د) امام احمد بن حنبلؒ کی وفات ۲۴۱ھ میں بمقامِ بغداد ہوئی.

ان مذکورہ بالا ائمۂ دین کے سنین وفیات سے یہ امر بخوبی واضح ہوتا ہے کہ ۱۵۰ھ تک امام ابو حنیفہؒ کی تقلید، ۱۷۹ھ تک امام مالکؒ کی تقلید، ۲۰۴ھ تک امام شافعیؒ کی تقلید اور ۲۴۱ھ تک امام احمد بن حنبلؒ کی تقلید کا تصور تک قائم نہ ہوا تھا، چہ جائے کہ مذکورہ سنین ہجری تک تقلیدی مکاتب فکر کا رواج عام ہو جائے، ان کی وفیات کے بعد ہی ان کے ارشد تلامذہ نے ان کی آراء اور اقوال کو نجی، عوامی اور حکومتی سطحوں پر رواج دینا شروع کیا، جیسا کہ امام ابو یوسفؒ نے قضاء کے منصب پر فائز ہونے کے بعد اپنے استاذ گرامی امام ابو حنیفہؒ کی آراء واقوال اور اجتہادات کے مطابق فیصلہ دینا شروع کیا، لیکن ساتھ ہی انہیں جن مسائل میں کتاب وسنت کے مطابق ان کی آراء مرجوح معلوم ہوئیں تو انہوں نے اپنی آراء کا اظہار کیا اور ان کے مطابق فیصلہ بھی کیا، جس کی شہادت حنفی مکتب فکر کی فقہی کتابیں دیتی ہیں، چونکہ امام ابو یوسفؒ کی مسند قضاء وافتاء سرزمین بغداد پر بچھی تھی، اس لئے اس راہ سے بغداد، شام، ماوراء النہر، افغانستان اور پھر برصغیر تک امام ابو حنیفہؒ کی آراء واقوال اور اجتہادات کو غذا ملی اور ان خطوں اور ان کے قرب وجوار میں ان کا رواج عام ہوا، امام مالکؒ کی علمی اور فقہی مسند رسول پاک کے شہر مدینہ منورہ میں بچھی تھی، اور ان کی مسند علمی اور فقہی آراء واجتہاد سے

Marfat.com

سوڈان اور دیگر افریقی ممالک سے آنے والے طلبہ نے زیادہ اثر قبول کیا اور ان کے دوش پر دوسری صدی ہجری کے بعد ان ممالک میں ان کی فقہی آراء کو قبولیت عام حاصل ہوئی، لیکن خود اسرارِ شریعت کے ماہر اور راز داں امام مالکؒ نے بادشاہِ وقت ہارون الرشیدؒ کی اس درخواست کو کہ موطأ کو خلافت عباسیہ کا قانون قرار دینے کی اجازت دی جائے، یہ کہکر رد کر دیا کہ اللہ کے رسول ﷺ کے جانثار صحابہؓ اور ان کے ارشد تلامذہ تابعین کے دوش پر اللہ کے رسول کا پیغام ہر دیار میں پہونچ چکا ہے اور جس پر وہاں کے لوگ عمل کر رہے ہیں، لہذا صرف میری آراء کا ہر ایک کو پابند بنانا مناسب نہیں ہے، امام شافعیؒ کی شان ان دونوں ائمۂ دین سے زیادہ نرالی ہے، یہ قریشی نوجوان اپنے سینے پر یتیمی کا داغ سجائے اپنے خانوادے اور دیارِ حبیب مکہ مکرمہ سے حصول علم کے لئے مدینۃ الرسول کو شوق علم میں رواں دواں ہوتا ہے، اور اپنے روحانی باپ امام مالکؒ کی علمی گود میں پرورش و پرداخت اور مسلسل سات سال تک شمعِ علم نبوی سے مستنیر ہو کر پھر مزید تعلیم کے لئے بغداد کی راہ لیتا ہے، اور وہاں امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد رشید امام محمدؒ سے فقہی باریکیاں حاصل کرتا ہے، اور دوسری طرف ان کے علم غزیر سے امام احمد بن حنبلؒ جیسی عظیم شخصیت مستفید ہوتی ہے، جس کی شہادت ترکِ صلاۃ پر کفر اور عدم کفر کا وہ مشہور مناظرہ جو ان دونوں ائمۂ دین کے درمیان ہوا تھا بخوبی دے رہا ہے، جو فقہ کی کتابوں میں درج ہے۔ پھر یہ قرشی جوان بادیہ پیمائی کر کے قبیلۂ ہذیل سے خالص عربی زبان و ادب کی تعلیم حاصل کرتا ہے، اور بیک وقت علم حدیث، علم فقہ اور عربی زبان و ادب پر کامل دست رس حاصل کر کے دنیا کی قدیم علم و ثقافت کی سرزمین مصر پر اپنی مسند علم شریعت بچھاتا ہے، اور وہیں کا ہو کر رہ جاتا ہے، ان کے اس علمی اسفار اور ہر فن کے ماہرین سے علم شریعت کا

Marfat.com

جام نوش کرنے سے یہ امر کھل کر سامنے آتا ہے کہ اس وقت تک تقلیدی مکاتب فکر کا باضابطہ کوئی تصور قائم نہیں ہوسکا تھا. امام احمد بن حنبلؒ تو درحقیقت گروہِ محدثین کے ایک درخشندہ ستارہ تھے، ان کی علم حدیث پر مہارت ان کی ''مسند'' شاہدِ عدل ہے، اس لئے ان کے یہاں اور ان کے شاگردوں کے درمیان ان کی آراء اور اقوال اور اجتہادات سے زیادہ حدیث رسول کا شیوع اور رواج عام رہا، حدیث رسول سے قربت ہی کا نتیجہ تھا کہ ان کے اَتباع میں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور ابن القیمؒ جیسے نابغۂ روزگار پیدا ہوئے جنہوں نے امت اسلام کے عہد تقلید کے عروج کے دور میں بھی کتاب وسنت کی شمع روشن کرنے کی ہر ممکن کوشش کیں، شیخ الاسلامؒ کا ۳۷ر جلدوں پر مشتمل مجموعۂ فتاویٰ فروعی مسائل میں اعتدال کی راہ اور ابن القیمؒ کی ''اعلام الموقعین'' تقلید کی تردید اور کتاب وسنت کے تمسک کی عظیم شاہکار ہیں، ان کی تعلیمات پر بعد کے عہود میں بھی جو کوششیں کی گئیں، ان میں فروعی مسائل میں اعتدال اور کتاب وسنت کی اشاعت کی ترویج کا عمل دخل دوسرے فقہی مکاتب فکر سے زیادہ رہا، ان کے یہاں حدیث رسول کے ملتے ہی اور کتاب وسنت کی روشنی میں راجح رائے کے واضح ہوجانے کے بعد امام احمد بن حنبلؒ کی کسی رائے کو ترک کرنے میں ذرا بھی تردد نہیں ہوتا، اسی راہ سے عالم اسلام کے سلفی مکتب فکر کو ان کے اتباع سے دوسروں کے مقابلے میں زیادہ قربت ہے، چنانچہ ناصر الدین البانیؒ جیسے علم حدیث کے جوہری اور تحریک اہل حدیث کے شیدا بلا جھجک فرماتے ہیں:

''والحنابلة منهم خاصة، الذين هم -فيما علمت- أقرب الناس الى السنة على السلوک معنا في طريق الاستدلال الفكري الذي يعرف اليوم ب﴿الفقه المقارن﴾'' ﴿ارواء الغليل. ج ۱ ص: ۹﴾

Marfat.com

ان میں یعنی مروجہ فقہی مذاہب میں سے خاص کر حنابلہ میرے علم کے مطابق فقہ مقارن کی موجودہ تحریک کو غذا بخشنے والے ہم گروہِ محدثین اور تحریک اہل حدیث سے دوسرے لوگوں کے مقابلے میں زیادہ قریب ہیں۔

محدث عصر کا یہ تجزیہ صد فی صد درست اور صحیح ہے، بلکہ راقم السطور ان کے اس تجزیہ میں اتنا اضافہ کرنے کی جرأت کرتا ہے کہ موجودہ دور میں فقہ مقارن کی تحریک کے سرپرست حنابلہ ہی ہیں، اور جنہیں اللہ تعالی نے سرزمین حرمین میں کتاب وسنت کی تنفیذ کی بدولت سربلندی عطا کر رکھی ہے، اللہ تعالی اس کام کو ان کی سرپرستی میں تکمیل کا جامہ پہنائے، ان کی یونیورسٹیوں کے کورس میں حنفی عالم کی تحریر کردہ عقیدہ کی کتاب ''شرح العقیدۃ الطحاویۃ'' اور مالکی مذہب کی تحریر کردہ فقہی کتاب ''بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد'' وغیرہ اسی حکمت عملی سے شامل کی گئی ہیں۔

راقم السطور کو اب تک اپنی بائیس سالہ طالب العلمی اور دعوتی زندگی ان کے ساتھ گزارنے کا موقع ملا ہے، اور میں نے ان کے عوام، علماء اور حکام کو کتاب و سنت کا حامی اور ان پر عمل کرنے والوں سے الفت و محبت کرنے والا پایا ہے، اس معنی میں انہیں گروہِ محدثین اور جماعت اہل حدیث کا حامل و عامل کہنا درست ہوگا، سعودی حکومت کے اندر چوٹی کے سلفی علماء شیخ بن بازؒ، شیخ محمد صالح عثیمین اور ڈاکٹر صالح بن فوزان الفوزان حفظہما اللہ کی نشو ونما ان کی پزیرائی، ان کی آراء کی قدردانی اور ان کی خدمات کی مادی اور معنوی اعانت اس امر کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

Marfat.com

﴿۲﴾ خیر القرون قرنی......

فقہی مکاتب فکر کی بتدریج ترویج واشاعت کے تاریخی عمل کو اللہ کے رسول ﷺ کی اس حدیث سے بھی سمجھا جاسکتا ہے:

"عن عمران بن حصين رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ قال: " خير القرون قرني ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم " قال عمران: فلا أدري أقال بعد قرنه مرتين أو ثلاثا" ﴿البخاري و مسلم﴾

عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا "میری صدی سب سے بہتر صدی ہے، پھر اس کے بعد کی صدی اور پھر اس کے بعد کی صدی"

راویٔ حدیث حضرت عمران بن حصینؓ فرماتے ہیں کہ میں یاد نہ رکھ سکا کہ اللہ کے رسول نے اپنی صدی کے بعد دو صدیوں کا ذکر فرمایا تھا یا تین کا.

اس ارشاد رسول ﷺ سے تین عہدوں کی وضاحت ہوتی ہے اور اگر شکِ راوی کا اعتبار کرلیا جائے تو چار عہدوں اور صدیوں کا، جن کو ذیل کے اس خاکے سے سمجھا جاسکتا ہے:

﴿۱﴾ عہدِ نبی اور عہد صحابہ:..... عہد رسول سے لیکر آخری صحابی حضرت ابو طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ﴿۱۱۰ھ﴾ تک کا زمانہ.

﴿۲﴾ عہد تابعین:.......۱۱۰ھ سے لے کر دوسری صدی ہجری کے اواخر تک.

﴿۳﴾ عہد تبع تابعین:.... دوسری صدی کے اواخر سے لے کر امام احمد بن حنبلؒ کی وفات ﴿۲۴۱ھ﴾ تک یا تیسری صدی کے اواخر تک.

﴿۴﴾ اتباع تبع تابعین:.... تیسری صدی کے اواخر سے لیکر چوتھی صدی تک،

Marfat.com

اگر شک راوی کا اعتبار کر لیا جائے۔

اس خیر القرون مشہود لھا بالخیر میں گرچہ فقہی مکاتب فکر کی باضابطہ تشکیل نہ ہو سکی تھی، لیکن تیسری صدی کے اواخر سے اس کے لئے زمین ہموار ہونے لگی تھی، چنانچہ اس سلسلے میں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

"وبعد القرنين حدث فيهم شئ من التخريج غير أن أهل المائة الرابعة لم يكونوا مجتمعين على التقليد الخالص على مذهب واحد والتفقه له و الحكاية لقوله كما يظهر من التتبع بل كان فيهم العلماء وا لعامة.

وكان من خبر العامة أنهم كانوا في المسائل الاجتماعية التي لا اختلاف فيها بين المسلمين وجمهور المجتهدين لا يقلدون الا صاحب الشرع، وكانوا يتعلمون صفة الوضوء و الغسل و الصلاة و الزكاة ونحو ذلک من آبائهم أو معلمي بلدانهم فيمشون حسب ذلک ، و اذا وقعت لهم واقعة استفتوا فيها أيّ مفتٍ وجدوا من غير تعيين مذهب"

﴿حجة الله البالغة. ج ۱ ص: ۱۵۲-۱۵۳﴾

دو صدیوں کے بعد مسائل کے استنباط و استخراج کا قدرے رواج ہونے لگا، لیکن چوتھی صدی ہجری تک کسی ایک مذہب کی نری تقلید، اس راہ میں فقہی تک بندی اور اس کی نقل و حکایت پر امت اسلام جمع نہ ہوئی تھی، جیسا کہ اس وقت کے حالات وظروف سے واضح ہوتا ہے، بلکہ ان میں بلاتفریق مذاہب علماء اور عوام ایک دوسرے کے تعاون سے دین اسلام پر قائم ودائم تھے۔

عام لوگ مسلمانوں اور جمہور مجتہدین کے درمیان غیر مختلف فیہ اجتماعی مسائل

Marfat.com

میں صرف صاحب شریعت محمد ﷺ کی تقلید واتباع کرتے تھے، وضوء، غسل، نماز اور زکاۃ وغیرہ کی تعلیم اپنے ماں باپ اور اپنے شہروں کے اساتذہ اور معلمین سے سیکھ کراس کے مطابق عمل کیا کرتے تھے، جب ان کے درمیان کوئی واقعہ اور مسئلہ پیدا ہوتا تو وہ بغیر کسی مذہب کی تعیین کے جس مفتی کو پاتے ان سے مسئلہ دریافت کر لیتے.

اور پھر آگے فرماتے ہیں:

" أنهم اطمأنوا بالتقليد و دب التقليد في صدورهم دبيب النمل و هم لايشعرون، و كان سبب ذلك تزاحم الفقهاء و تجادلهم فيما بينهم فانهم لما وقعت فيهم المزاحمة في الفتوىٰ كان كل من أفتى بشيء نوقض في فتواه ، ورد عليه فلم ينقطع الكلام الا بمسير الى تصريح رجل من المتقدمين في المسألة".

﴿حجة الله البالغة. ج ١ ص: ١٥٣﴾

پھر ان کے دلوں میں چیونٹی کے چلنے کی مانند تقلید سرایت کر گئی، جس پر وہ مطمئن ہو گئے، جس کا انہیں احساس وشعور تک نہ ہوا، جس کی وجہ فقہاء کی باہم مزاحمت اور آپس کی فقہی جنگ وجدال تھی، جب مسئلے مسائل اور فتوے کے میدان میں یہ مزاحمت اور جنگ وجدال قائم ہوگئی تو ہر مفتی اپنی مخالف رائے کے مفتی کی نقض وتردید میں اس وقت تک اپنا زور صرف کرتا یہاں تک کہ زیر بحث مسئلے میں متقدمین میں سے کسی کی کوئی وضاحت نہ مل جاتی.

اور ابن القیمؒ فرماتے ہیں:

"ثم جاء ت الأ ئمة من القرن الرابع المفضل في احدى الروايتين كما ثبت في الصحيح من حديث أبي سعيد و ابن مسعود

Marfat.com

و أبي هريرة و عائشة و عمران بن حصين فسلكوا على آثارهم اقتصاصا و اقتبسوا هذا الأمرعن مشكاتهم اقتباسا ، وكان دين الله سبحانه أجلّ في صدورهم و أعظم في نفوسهم من أن يقدموا عليه رأيا أو معقولا أو تقليدا أو قياسا فطار لهم الثناء الحسن في العالمين، وجعل الله سبحانه لهم لسان صدق في الآخرين، ثم سار على آثارهم الرعيل الأول من أتباعهم و درج على منهاجهم الموفقون من أشياعهم زاهدين في التعصب للرجال واقفين مع الحجة و الاستدلال، يسيرون مع الحق أين سارت ركائبه، و يستقلون مع الصواب حيث استقلت مضاربه ، اذا بدا لهم الدليل بأخذته طاروا اليه زرافات ووحدانا، واذا دعاهم الرسول الى أمر انتدبوا اليه ولا يسألونه عما قال برهانا ، و نصوصه أجل في صدورهم و أعظم في نفوسهم من أن يقدموا عليها قول أحد من الناس أو يعارضوها برأي أو قياس.

ثم خلف من بعدهم خلوف فرقوا دينهم وكانوا شيعا كل حزب بما لديهم فرحون، و تقطعوا أمرهم بينهم زبرا وكل الى ربهم راجعون، جعلوا التعصب للمذاهب ديانتهم التي بها يدينون، و رؤس أموالهم التي يتجرون، وآخرون منهم قنعوا بمحض التقليد وقالوا: انا وجدنا آباء نا على أمة وانا على آثارهم مقتدون"

﴿أعلام الموقعين عن رب العالمين. ج ا ص: ٦-٧﴾

پھر چوتھی صدی آئی جو دو روایتوں میں سے ایک روایت کے مطابق فضیلت والی

Marfat.com

صدی ہے، جیسا کہ ابو سعید، عبد اللہ بن مسعود، ابو ہریرہ، عائشہ اور عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے صحیح ﴿بخاری و مسلم﴾ میں مروی ہے، اس صدی کے ائمۂ دین اپنے پیش رو ائمۂ دین کے نقش قدم پر چلے اور انہی کے نور سے مستنیر ہوئے، ان کی ذات اور ان کے سینے دین الٰہی کے پیغام سے معمور تھے اور ان کے نزدیک اللہ کا دین اس سے کہیں بلند تھا کہ وہ عقل، رائے، قیاس اور تقلید کو اس پر مقدم جانتے، جس کی وجہ سے ان کی شہرت چار دانگ عالم میں پھیل گئی، اور اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکرِ جمیل ان کے بعد بھی رکھا، پھر ان کے تابعداروں کا ہراول دستہ اللہ کی توفیق سے ان ہی کے نقش قدم پر گامزن رہا، وہ شخصیات میں غلو اور تعصب کی راہ اختیار کرنے سے بالکل کنارہ کش رہے، اور اپنے ماسبق بزرگوں کی طرح دلیل و برہان کی اتباع کرتے، حق کا دامن ان کے ہاتھ سے نہیں چھوٹا، ان کا ہر عمل اسی کے ارد گرد گھومتا رہا، دلیل کے واضح ہو جانے کے بعد تنہا اور باجماعت اسے مضبوطی سے تھام لیتے، حدیث رسول سنتے ہی پروانہ وار اس پر لپکتے، اور اسے دل و جان سے لگا لیتے، اور اس کے خلاف کسی مزید دلیل اور حجت کی قطعاً کوئی ضرورت محسوس نہیں کرتے، ان کے دل و دماغ اور ان کی ذات پر کتاب و سنت کی نصوص کی حکمرانی ہوتی، ان کا معارضہ اور مقابلہ کسی انسان کے قول، اس کی رائے اور قیاس سے نہیں کرتے۔

زمانے نے کروٹ لی، ایسے لوگ یکے بعد دیگرے آئے جنہوں نے دین الٰہی کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے، اور ہر فرقہ اپنے قائم کردہ اصول و فروع پر خوشی خوشی جم گیا، اور ان کی اصل پونجی مذہبی تعصب ہو گئی، ان میں ایسے لوگ پیدا ہوتے گئے جنہوں نے صرف تقلید پر قناعت کر لی، اور صدا لگائی کہ ہم نے اپنے آباء و اجداد اور بزرگوں کو اسی مذہب پر پایا ہے، اس لئے ہم ان ہی کے

Marfat.com

نقش قدم پر چلیں گے۔

تحریک اہل حدیث کی اصل

مذکورہ بالا تاریخی عمل کی ہلکی وضاحت سے یہ بات اچھی طرح کھل کر سامنے آ گئی ہے کہ عہد رسول سے لے کر قرون اولیٰ میں علماء، حکام اور عوام تینوں سطحوں پر تحریک اہلحدیث کا عمل ہی جاری وساری تھا، گرچہ اس کے جوار میں فقہی مکاتب فکر نے اپنے بال و پر نکالنے شروع کر دیئے تھے، یہ ایک ایسی تاریخی حقیقت ہے، جس کا کوئی حقیقت پسند اور غیر جانب دار فرد انکار نہیں کر سکتا، اور اس حقیقت سے بھی کسی کو انکار نہیں ہونا چاہیے کہ یہ تحریک ہی در اصل اسلام کی حقیقی پاسباں ہے، اس سلسلے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کا یہ قول کتنا معقول اور حقیقت کا آئینہ دار ہے:

''أهل الحديث في الفرق كالاسلام في الملل'' ﴿رد المنطق﴾

اہل حدیث کو فرقوں میں وہی حیثیت حاصل ہے جو ملتوں میں اسلام کو

اس امر کو تاریخی عمل کی اس حقیقت سے بھی بخوبی سمجھا جا سکتا ہے کہ اسلام کی ابتدائی تاریخ میں اہل سنت والجماعت میں دو ہی مکاتب فکر کا ظہور ہوا، اور آج بھی انہیں بنیادی طور پر دو ہی گروہ میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

﴿۱﴾ اہل الحدیث۔

﴿۲﴾ اہل الرائے۔

اہلحدیث کا اصل مستقر سرزمین حجاز مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ رہا، جہاں سے اسلام کی ضیا پاشی کا عمل شروع ہوا تھا، پھر بتدریج گروہِ محدثین کے دوش پر تحریک اہل حدیث دنیا میں پھیل گئی۔

Marfat.com

اور اہل الرائے کا مستقر پہلے پہل عراق کی سرزمین رہا اور پھر دنیا کے دیگر خطوں میں مختلف پلیٹ فارموں سے بتدریج قائم ہونے لگا، جسے بعد میں چل کر مذاہب اربعہ میں محصور کر دیا گیا، جو آج چار فقہی مذاہب سے امت اسلام میں مشہور و معروف ہیں، گرچہ ان کے علاوہ بھی فکر ورائے کی چادر امت اسلام میں بچھی جیسے فقہ امام ابن ثور اور فقہ داؤد ظاہری وغیرہ، لیکن انہیں وہ شہرت اور مقبولیت حاصل نہ ہو سکی جو ان چاروں فقہی مذاہب کو ہوئی. راقم السطور اپنے اس تجزیہ کو امت اسلام کے مختلف تاریخی ادوار کے تین بڑے مورخین و محققین کی آراء سے جلاء بخشنے کی جرأت وسعادت حاصل کرتا ہے:

علامہ شہرستانیؒ فرماتے ہیں:

"ثم المجتهدون من أئمة الأمة محصورون في صنفين لا يعدوان الى ثالث، أصحاب الحديث و أصحاب الرأى، أصحاب الحديث و هم أهل الحجاز و أصحاب مالك بن أنس و أصحاب محمد بن ادريس الشافعي و أصحاب سفيان الثوري و أصحاب أحمد بن حنبل و أصحاب داؤد بن علي بن محمد الأصفهاني و انما سموا أصحاب الحديث لأن عنايتهم بتحصيل الحديث و نقل الأخبارو بناء الأحكام على النصوص ولايرجعون الى القياس الجلي و الخفي ما وجدوا خبرا أو أثرا.... أصحاب الرأى و هم أهل العراق هم أصحاب أبي حنيفه النعمان بن ثابت ومن أصحابه محمدا بن الحسن وأبو يوسف يعقوب بن ابراهيم بن محمد القاضي و زفر بن هذيل و الحسن بن زياد اللؤلؤيوابن سماعه و عافية القاضي و أبو مطيع البلخي و البشر

Marfat.com

المريسي و انما سموا أصحاب الراي لأن عنايتهم بتحصيل و جه القياس و المعنى المستنبط من الأحكام و بناء الحوادث عليها ، و ربما يقدمون القياس الجلي علي الأخبار الآحاد"

﴿الملل النحل. ج ۱ /ص: ۲۰۶-۲۰۷﴾

ائمۂ مجتہدین کی صرف دو ہی قسمیں ہیں، اصحاب الحدیث اور اصحاب الرائے ،اصحاب الحدیث کا مسکن اور جائے قرار سرزمین حجاز ہے، امام مالکؒ اور ان کے شاگرد، امام شافعیؒ اور ان کے شاگرد، سفیان ثوریؒ اور ان کے رفقاء، امام احمدؒ اور ان کے تلامذہ اور امام داؤد بن علی ظاہریؒ کے رفقاء اور ساتھی، انہیں اصحاب الحدیث اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کی توجہ اور عنایت علم حدیث اور اخبار کی طرف ہے اور وہ اپنے احکام کی بنیاد نصوص پر رکھتے ہیں، جب تک کہ حدیث موجود ہو وہ قیاس جلی اور خفی کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

اصحاب الرائے کا مسکن اور جائے قرار عراق ہے اور انہیں اہل الرائے کہا جاتا ہے اور وہ امام ابوحنیفہؒ اور ان کے تلامذہ ہیں، انہی میں امام محمد بن حسنؒ، امام ابو یوسف یعقوب بن ابراھیم بن محمدؒ، امام زفر بن ہذیلؒ، حسن بن زیاد لؤلؤی، ابن سماعہ، قاضی عافیہ، ابو مطیع بلخی اور بشر مریسی وغیرہ ہیں، انہیں اصحاب الرائے سے اس لئے یاد کیا جاتا ہے کہ ان کی توجہ اور عنایت قیاس پر مرکوز رہی اور انہوں نے اسی پر اپنے مسائل کے استنباط و استخراج کی بنا رکھی اور رکھتے ہیں، اور بسا اوقات اس راہ میں خبر آحاد یعنی غیر متواتر احادیث نبویہ پر قیاس جلی کو مقدم کیا اور کرتے ہیں۔

علامہ ابن خلدونؒ فرماتے ہیں:

"و انقسم الفقه فيهم الیٰ طريقين طريق أهل الرأى و القياس و هم

Marfat.com

أهل العراق، وطريقة أهل الحديث وهم أهل الحجاز وكان الحديث قليلا في أهل العراق لما قدمناه فاستكثروا من القياس ومهروا فيه فلذلک قيل أهل الرأى ومقدم جماعتهم الذي استقر المذهب فيه و في أصحابه أبو حنيفة"

﴿مقدمة ابن خلدون. ص: ۳۸۹﴾

اور فقہ دو حصوں میں تقسیم ہوگی، پہلی قسم اہل الرائے اور قیاس کی جس کا مرکز عراق ہے، اور دوسری قسم فقہ اہلحدیث کی جس کا مرکز حجاز ہے، اہل عراق میں حدیث کا رواج کم تھا، انہوں نے کثرت سے قیاس ورائے پر اپنا زور صرف کیا اور اس فن میں وہ ماہر ہو گئے، اس لئے انہیں اہل الرائے کہا گیا اور جس جماعت میں اس مذہب نے جڑ پکڑی، ان میں سرفہرست امام ابوحنیفہؒ اور ان کے تلامذہ ہیں.

اور شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

"باید دانست کہ سلف در استنباط مسائل وفتویٰ بر دو وجہ بودند یکے آنکہ قرآن و حدیث وآثار صحابہ جمع می کردند واز انجا استنباط می نمودند، دریں طریقہ اصل راہِ محدثین است، ودیگر آنکہ قواعد کلیہ کہ جمع از ائمہ تنقیح وتہذیب آں گروہ اند یاد گیرند بملاحظہ مآخذ آنہا پس مسئلہ کہ وارد می شد جواب آں از ہما قواعد طلب می کردند، وایں طریقہ اصل راہِ فقہاء است، وغالب بر بعض سلف طریقہ اولیٰ بودو بر بعض آخر طریقہ ثانیہ"

﴿مصفی. ج اص: ۴ بحوالہ تحریک آزادئ فکر...۱۰۸-۱۰۷﴾

سلف میں مسائل کے استنباط کے متعلق دو طریقے رائج تھے، پہلا طریقہ یہ تھا کہ قرآن وحدیث اور آثار صحابہ جمع کئے جائیں، اور انہیں اصل مان کر ان کی

Marfat.com

روشنی میں پیش آمدہ مسائل پر غور کیا جائے، یہ محدثین کا طریقہ ہے، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ائمہ کے تنقیح و تہذیب کیے ہوئے قواعد کلیہ کو اصل قرار دے کر ان ہی کے ذریعے پیش آمدہ مسائل کا حل تلاش کیا جائے، اور اصل مآخذ کی طرف توجہ کی ضرورت نہ سمجھی جائے یہ فقہاء کا طریقہ ہے، سلف کا ایک بڑا گروہ پہلے طریقے کا پابند ہے ور ایک گروہ دوسرے طریقے کا.

مذکورہ پہلا اقتباس چھٹی صدی ہجری کے اوائل کے مشہور مورخ اسلام علامہ شہرستانیؒ کا ہے، جب کہ تقلیدی مکاتب فکر کی باضابطہ تشکیل ہو چکی تھی، دوسرا اقتباس آٹھویں صدی ہجری کے اواخر کے مشہور تاریخ داں اور تنقید نگار علامہ ابن خلدونؒ کا ہے، جب کہ تقلیدی مکاتب فکر میں باہمی زور آزمائی کا سلسلہ عروج پر تھا، اور تیسرا اقتباس بارہویں صدی ہجری کے شاہ ولی اللہ محدث و محقق دہلویؒ کا ہے، جب کہ امت اسلام تقلیدی مکاتب فکر کے ساتھ باطل تصوف اور اپنی اقتدار کی تنزلی کے دور سے گزر رہی تھی.

ان تینوں مذکورہ اقتباسات سے یہ امر بخوبی واضح ہوتا ہے کہ جماعت اہل حدیث تاریخ کے ہر دور میں کتاب و سنت کے مطابق اپنے فقہی مسائل کی بنیاد رکھتی، اور کتاب و سنت کی نصوص کی موجودگی میں قیاس کی طرف ادنی التفات نہیں کرتی، اس امر کی مزید وضاحت کتاب و سنت کے حاملین و عاملین اور داعین کی ذیل کی فہرست سے ہوتی ہے، جو "تحریک آزادی فکر.......ص:۱۰۲" سے ماخوذ ہے.

ائمہ محققین	سنین وفیات
بقی بن مخلد	۲۰۶ھ
احمد بن عاصم	۲۸۷ھ

Marfat.com

قاسم بن محمد اندلسی	۲۷۶ھ
حافظ ابن خزیمہ	۳۱۰ھ
علامہ ابن منذر	۳۱۸ھ
حسین بن محمد سنجی	۳۱۵ھ
حافظ ابو یعلیٰ	۳۴۶ھ
حسن بن سعد قرطبی	۳۳۱ھ
ابن شاہین	۳۸۵ھ
حافظ محمد بن علی ساحلی	۴۴۱ھ
امام حمیدی	۴۸۸ھ
محمد بن طاہر مقدسی	۵۰۷ھ
امام عبدری	۵۴۴ھ
ابوزرعہ بن محمد	۵۶۶ھ
حافظ ابن رومیہ	۶۳۷ھ
شیخ الاسلام ابن تیمیہ	۷۲۸ھ
محمد بن یعقوب فیروز آبادیؒ	۸۱۷ھ
محمد ابو یوسف ابو حیان اندلسی	۷۴۵ھ
شیخ شہاب الدین	۹۵۱ھ
سید یحیٰ بن حسین	۱۰۸۰ھ
صالح بن محمد حمیدی	۱۱۰۸ھ
عبد القادر بن علی بدری	۱۱۶۰ھ
سید محمد بن اسماعیل امیر یمانی	۱۱۸۲ھ

Marfat.com

تین مغالطوں کا ازالہ

گویا تاریخ کے ہر دور میں محدثین محققین پیدا ہوتے رہے، جنہوں نے کسی امام کی تقلید کے بجائے کتاب وسنت اور آثار صحابہ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا، انہی پر اپنے فقہی مسائل کی تفریع کی، اور ان ہی کی لوگوں کو دعوت دی، اور اسی تاریخی عمل کا نام تحریک اہلحدیث ہے.

یہاں پر ان تین مغالطوں کا ازالہ ضروری ہے، جنہیں تقلیدی مکاتب فکر کے اصحابِ علم و ہنر اور ارباب دانش وبینش وقفہ وقفہ سے اس تحریک کو بدنام، اور اس کے چہرے کو داغدار کرنے کے لئے اس کے حاملین پر لگاتے رہتے ہیں، حالانکہ آج کے تحقیقی دور میں اس طرح کے مغالطوں کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے، پھر بھی سادہ لوح حضرات اس قسم کے مغالطے میں آجاتے ہیں، وہ تین مغالطے یہ ہیں:

﴿۱﴾ تحریک اہل حدیث کے قائدین و محققین کو مقلدین ثابت کرنا.

﴿۲﴾ تحریک اہل حدیث کوئی مکتب فکر نہیں.

﴿۳﴾ فروعی مسائل میں شدت اور اصول سے انحراف.

پہلا مغالطہ اور اس کی تردید

پہلا مغالطہ تحریک اہلحدیث کے ہر دور کے حاملین و محققین کو کسی نہ کسی تقلیدی مکتب فکر کی طرف منسوب کر دینا ہے، جیسے ابن رشدؒ، شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ، ابن القیمؒ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ وغیرہم، اس امر کی حقیقت صرف

Marfat.com

اتنی ہے کہ ان ائمہ کی پیدائش کسی نہ کسی تقلیدی مکتب فکر میں ہوئی، اور انہوں نے فطرۃً انہی کے اصول وضوابط کے مطابق تعلیم حاصل کی، اور ان میں سے کسی پر اس کا اثر باقی رہا اور کسی نے بالکل ہر طرح کے اثرات سے الگ ہو کر گروہِ محدثین کے طرز پر اپنی بنا رکھی، جس امر کو موجودہ دور کے مجدد شیخ بن بازؒ اور محدث محمد ناصر الدین البانیؒ کی ذات گرامی سے بخوبی سمجھا جا سکتا ہے، اول الذکر کی ولادت باسعادت حنبلی گھرانے میں ہوئی اور انہوں نے انہی کے اصول وضوابط پر مسائل کے استنباط واستخراج کی بنا رکھی، لیکن انہوں نے اس امر کی وضاحت کر دی کہ میرا یہ عمل تقلید کی راہ سے نہیں بلکہ اتباع کی راہ سے ہے اور کتاب وسنت کے خلاف کوئی عمل پاتا ہوں تو اسے ترک کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا بلکہ ضروری سمجھتا ہوں، راقم السطور نے ان کی حیات وسیرت پر لکھی گئی اپنی کتاب ''مجدد ملت'' میں ''حنبلیت'' اور ''سلفیت'' کے دو عنوانوں سے اس امر کی اچھی طرح گرہ کشائی کر دی ہے، جو قارئین اس امر کی تفصیل چاہتے ہیں وہ اس کتاب کی طرف رجوع فرمائیں، لیکن راقم السطور یہاں پر مجدد ملت شیخ بن بازؒ کی سلفیت پر ایک مثال دے دینا چاہتا ہے، انہوں نے ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک ماننے کے سلسلے میں بادشاہِ وقت امام عبد العزیزؒ اور اپنے استاد گرامی سماحۃ الشیخ محمد بن ابراہیمؒ مفتی سعودی عرب کی بھی پرواہ نہ کی.

ثانی الذکر محدث ناصر الدینؒ البانی حنفی گھرانے میں پیدا ہوئے اور فطرۃً انہی کے اصول وضوابط پر تعلیم حاصل پائی لیکن اپنے عالم دین والد محترم کی بھی اس راہ میں پرواہ نہ کی اور ٹھیٹ محدثین کی راہ اختیار کر کے تحریک اہلحدیث کو غذا بخشی، اب کوئی شخص مجدد ملت کو حنبلی اور محدث وقت کو حنفی کہے تو دنیا آج اسے مالیخولیا کا مریض ہی کہے گی، کیوں کہ اہل سنت والجماعت کا ہر موافق ومخالف

Marfat.com

گروہ ان دونوں شخصیات کو موجودہ تحریک اہلحدیث کا سرخیل، روح رواں اور مسیحا جانتا اور مانتا ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اس قبیل کی ایک مثال ابن جریرؒ کے بارے میں پیش کی ہے، فرماتے ہیں:

”ومعنى انتسابه الىٰ الشافعي أنه جرى علىٰ طريقته في الاجتهاد و استقراء الأدلة و ترتيب بعضها على بعض ووافق اجتهاده و اذا خالف أحيانا لم يبال بالمخالفة ولم يخرج عن طريقته الا في مسائل و ذلک لايقدح في دخوله في مذهب الشافعي“ ﴿الانصاف في بيان أسباب الاختلاف. ص: ٧٦﴾

امام شافعی کی طرف ان کی نسبت اس معنی میں ہے کہ انہوں نے اپنے اجتہاد کی بنیاد ان ہی کے مقرر کیے گئے اصول وضوابط پر رکھی، دلائل کی بحث و تحقیق اور ترتیب میں انہی کا طریقہ اختیار کیا، لیکن اگر کبھی ان کے اجتہاد سے اختلاف کیا تو اس کی کوئی پرواہ نہ کی، اس کے باوجود انہوں نے امام شافعی کے اصول و ضوابط سے چند ہی مسائل میں خروج کیا جو انہیں شافعی ہونے سے خارج نہیں کرتا۔

محدث دہلویؒ کے اس اقتباس کی آخری بات کہ انہیں اپنے امام سے اختلاف اور ان کے اصول وضوابط سے چند مسائل میں خروج کے باوجود انہیں شافعیت سے خارج نہیں کرتا، ان کی یہ بات ان کی تبحر علمی کے اقرار اور ان کی بلند و بالا شخصیت کے احترام کے باوجود میری نگاہ میں کم از کم محل نظر ہے، کیوں کہ کوئی شخص مجتہد کے رتبے تک پہونچ گیا تو اسے پھر کسی تقلیدی مکتب فکر میں داخل رکھنا کوئی معنی نہیں رکھتا، ہاں شیخ بن بازؒ کی طرح تقلید کی راہ سے نہیں بلکہ

Marfat.com

اتباعِ کتاب وسنت کی راہ والی تعبیر یہاں بھی کارگر ہوسکتی ہے، جس کی بنیاد پر انہیں شافعی کہنا درست نہ ہوگا، بلکہ کتاب وسنت کا براہ راست حامل وعامل کہا جائیگا، یہاں پر ایک طرح کی اور تاویل کی جاتی ہے کہ اس طرح کے افراد مجتہد في المذهب ہوا کرتے ہیں، لیکن یہ بھی تقلیدی فکر کا نتیجہ ہے، ورنہ علم وتحقیق کے میدان میں اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے.

پھر شاہ صاحبؒ خود ہی آگے لکھتے ہیں:

" البالغون الیٰ رتبة الاجتهاد ، و المجتهد لا يقلد مجتهدا و انما ينسب اليه لجريهم على طريقه في الاجتهاد واستعمال الأدلة و ترتيب بعضها علىٰ بعض"

﴿الانصاف في أسباب الاختلاف. ص: ۷۷﴾

جوافرادرتبۂ اجتہاد پر فائز ہوجاتے اور مجتہد ہوجاتے ہیں وہ دوسرے کسی مجتہد کی تقلید نہیں کرتے، لیکن ان کے طریقۂ اجتہاد پر اجتہاد کرنے، دلائل کی بحث و تحقیق اور بعض کو بعض پر پیش کر کے ترتیب دینے کی وجہ سے ان کی طرف انہیں منسوب کیا جاتا ہے،

دوسرا مغالطہ اور اس کی تردید

فقہی مکاتب فکر کی طرف سے تحریک اہلحدیث پر دوسرا الزام یہ ہے کہ تاریخ کے ہر دور میں علم حدیث کے حفاظ اور اس فن کے ماہرین کو اہل حدیث کہا گیا ہے، نہ یہ کوئی مکتب فکر ہے، اور نہ ان کے اندر فقیہانہ شان پائی جاتی ہے، یہ ایک ایسا تاریخی مغالطہ ہے، جس کی تصدیق نہ تو تاریخ کرتی ہے، اور نہ اس امر کا اعتراف گروہِ محدثین کا عمل کرتا ہے، اور نہ اسے انسان کی فطرت سلیم اور عقل

Marfat.com

وادراک قبول کرتی ہے کیوں کہ کسی بھی علم کے ماہر کے عقیدت منداور اس کے پیروکار کا ہونا ایک ایسا تاریخی عمل ہے جس کا ہر فرد بشر معترف ہے الا یہ کہ اس کی بصیرت پر عنصریت کی چادر چڑھ گئی ہو، اور اس کی بصارت پر تعصب کی پٹی بندھ گئی ہو۔

چنانچہ محدثین کی تدوین کردہ احادیث کے مجموعے اور ان پر ان کی تبویب اس امر کی شاہد عدل ہیں کہ انہوں نے فقہاء کی طرح استدلال واستنباط سے کام لیا ہے، لیکن دونوں میں فرق یہ رہا ہے کہ محدثین جو احادیث رسول کے جویاں اور شیدا رہے ہیں، انہوں نے اپنے تفقہ کی بنیاد خالص ارشادات رسول پر رکھی اور فقہاء نے اپنے تفقہ کی بنیاد رائے واجتہاد پر رکھی، گر چہ انہوں نے بھی کتاب وسنت ہی کو اپنا پیشوا مانا۔

اسلام کی ابتدائی تاریخ ہی سے اہل سنت والجماعت کے ہر طبقے کے افراد نے گروہِ محدثین کی قدر ومنزلت علم وہنر کے دیگر گروہوں سے زیادہ کی ہے، کیوں کہ ان کی خدمات کی نسبت براہ راست اللہ کے رسول ﷺ سے جا ملتی ہے پھر جن کی عقیدت اور قدر ومنزلت لوگوں کے دلوں میں دوسروں سے زیادہ ہو، ان کے اَتباع کا نہ ہونا ایک عجیب سی بات معلوم ہوتی ہے، ہاں انہوں نے باضابطہ کسی پلیٹ فارم کی تشکیل نہ دی، کیوں کہ یہی اسلام کا عین تقاضا ہے، مثال کے طور پر ماضی میں احمد بن حنبلؒ اور حاضر میں محمد ناصر الدین البانیؒ، لیکن ان دونوں کے اَتباع ہیں، امام احمد بن حنبلؒ کے اتباع بعد میں چل کر حنبلی کہلائے لیکن ان کے یہاں فقہی مسائل میں رائے کے مقابلے میں احادیث رسول سے استدلال کا طریقہ غالب ہے، اور البانیؒ کے بھی اَتباع ہیں جنہیں ہر کوئی جانتا ہے۔

Marfat.com

گروہِ محدثین کے اَتباع کی عدم شہرت اور عدم شیوع کی دوسری وجہ ان کا حکومت کے عہدوں سے عموماً دور رہنا ہے، کہ یہ راہ بہت ہی پر خطر ہے، دنیا کی لالچ اور اقتدار وقت کی صحیح اور غلط پالیسیوں کی حمایت کا امکان ہر گھڑی اس راہ میں سر پر تلوار کی طرح لٹکتا رہتا ہے، یہی وجہ کہ اسلام کی ابتدائی تاریخ میں فقہائے اسلام نے بھی اس امر سے دوری اختیار کی، اس سلسلے میں امام ابوحنیفہؒ کی شان نرالی اور مثالی ہے، لیکن بعد میں چل کر یہ سلسلہ باقی نہ رہ سکا اور خود ان کے شاگرد رشید امام ابو یوسفؒ نے منصب قضاء قبول فرمایا اور ان کے دوش پر حنفی مکتب فکر کو فروغ ملا، یہی حال دوسرے فقہاء کے اَتباع اور تلامذہ کا ہے، لیکن گروہِ محدثین کی اکثریت نے اپنی پرانی روایات کو باقی رکھا۔

جب سے دنیا میں جمہوریت کا چلن عام ہوا ہے تو گروہِ محدثین کی تحریک اہل حدیث کو ان کے اَتباع اور تلامذہ کے دوش پر باضابطہ فروغ ملا ہے، نیز امام احمد بن حنبلؒ کے ماننے والوں کو اللہ تعالیٰ نے کتاب وسنت کی اِتباع کی برکت کی وجہ سے دنیا کے ایک خطے میں سربلندی عطا کی ہے تو اس راہ سے بھی تحریک اہل حدیث کو معقول غذا فراہم ہوئی ہے، کیوں کہ دراصل امام احمد بن حنبلؒ کے اَتباع تحریک اہلحدیث کے اَتباع ہیں، یا کم از کم ان سے عقیدہ اور فقہی استدلال واستنباط میں قریب تر ہیں، اسی موافقت کی بنا پر دنیا کے مبصرین اور عالم اسلام کے خرافی اور سیاسی گروہوں نے سعودی حکومت کو سلفی حکومت سے تعبیر کیا ہے، لیکن فقہی مکاتب فکر کے دیگر گروہوں نے سعودی حکومت کو خالص حنبلی مسلک کا حامل قرار دینے میں اپنا سارا زور صرف کر رکھا ہے، تاکہ سلفیوں کی حمایت کا سلسلہ بند کرایا جاسکے، لیکن آج بحث وتحقیق کی دنیا میں اس طرح کی ناروا سازش اور ریشہ دوانی کامیاب نہیں ہوسکتی۔

Marfat.com

بہرصورت! گروہِ محدثین کی ذات پر صرف حفظ حدیث اور عدم تفقہ کے الزام کی دیوار مذکورہ بیان سے منہدم ہوجاتی ہے اور اگر اس کا کچھ حصہ پاش پاش ہونے سے باقی رہ گیا ہے تو شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے ذیل کے اس بیان سے چور چور ہوجاتا ہے:

”وهذه الطبقة هي الطراز الأول من طبقات المحدثين فرجع المحققون منهم بعد احكامهم فن الرواية و معرفة مراتب الأحاديث الى الفقه فلم يكن عندهم من الرأى أن يجمع على تقليد رجل ممن مضى مع مايرون من الأحاديث و الآثار المناقضة في كل مذهب من تلك المذاهب فأخذوا يتتبعون أحاديث النبي ﷺ و آثار الصحابة و التابعين والمجتهدين على قواعد أحكموها في نفوسهم... كان عندهم أنه اذا وجد في المسألة قرآن ناطق فلا يجوز التحول منه الى غيره، و اذا كان القرآن محتملا لوجوه فالسنة قاضية عليه ، فاذا لم يجدوا في كتاب الله أخذوا سنة رسول الله سواء كان مستفيضا دائرا بين الفقهاء أو يكون مختصا بأهل بلد أو أهل بيت أو بطريق خاصة، و سواء عمل به الصحابة و الفقهاء أولم يعملوا به.

و متى كان في المسألة حديث فلا يتبع فيها خلاف أثر من الآثار ولا اجتهاد أحد من المجتهدين“

﴿حجة الله البالغة. ج ۱ ص: ۱۴۹﴾

گروہِ محدثین کا سب سے اعلیٰ طبقہ محققین اہل حدیث کا ہے جنہوں نے فن روایت میں پختگی اور مراتب حدیث میں پوری معرفت حاصل کرکے فقہ کی

Marfat.com

طرف توجہ کی، لیکن انہوں نے ماضی کے بزرگوں میں سے کسی خاص شخص کی تقلید پر اتفاق نہیں کیا، کیوں کہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ ہر مروجہ مذہب میں متناقض احادیث اور آثار موجود ہیں، اس لئے انہوں نے احادیث رسول اور آثار صحابہ وتابعین اور ائمۂ مجتہدین کے قواعد وضوابط کی روشنی میں غور وفکر کیا، اس سلسلے میں ان کا طریقہ یہ رہا کہ اگر زیر بحث مسئلے میں کوئی نص قرآنی مل جاتی تو پھر کسی دوسری چیز کی طرف توجہ نہ کرتے، اور اگر نص قرآنی چند معانی کی محتمل ہوتی تو اس کا فیصلہ سنت رسول کے ذریعے فرماتے، اور اگر نص قرآنی نہیں پاتے تو سنت رسول کو لیتے، سنت چاہے درجۂ مستفیض کی ہوتی، جس کا چلن فقہاء کے درمیان عام ہوتا یا کسی شہر یا کسی گھرانے یا کسی خاص طریقے سے معنون ہوتی، جس پر صحابہ اور فقہا نے عمل کیا ہو یا نہیں کیا ہو، انہیں ان امور سے کوئی بحث نہیں ہوتی۔

اور جب بھی پیش آمدہ مسئلے میں کوئی حدیث دستیاب ہو جاتی تو اس کے خلاف کسی اثر یا کسی مجتہد کے کسی اجتہاد کی اتباع نہیں کرتے۔

تیسرا مغالطہ اور اس کی تردید

تحریک اہل حدیث کے خلاف فقہی مکاتب فکر نے لوگوں کے درمیان تیسری غلط فہمی یہ پھیلانے کی کوشش کی ہے کہ اس کے حاملین فروعی مسائل میں شدت اور اصولی مباحث سے تغافل برتتے ہیں۔

اس الزام کا جواب دو طریقے سے دینا بہتر ہے:

﴿۱﴾ کوئی بھی تحریک اپنے اصول وضوابط پر قائم و دائم رہتی ہے اور اپنے اعمال وافعال اور کردار وگفتار سے پہچانی جاتی ہے، الحمدللہ تحریک اہلحدیث روز

Marfat.com

اول ہی سے اسلامی عقیدہ کی حامل اور اصلاحِ رسوم اور بدعات وخرافات کی بیخ کنی پر قائم ودائم ہے، نہ یہاں شخصیت پرستی ہے، نہ ان کی ذات میں غلو ہے، اسی جرم میں انہیں ایک ٹولہ گستاخِ رسول بھی کہتا ہے، نہ ان کے یہاں خانقاہی نظام کا چلن ہے، نہ تزکیہ واحسان کے نام پر تصوف کی باطنی تعلیمات سے ان کا دامن تار تار ہے، اور نہ ان کے یہاں باطل رسوم اور بدعات وخرافات کے لئے کوئی جگہ ہے، نہ ان کے عقیدے میں کسی خلل کی کوئی گنجائش ہے، یہ دنیا کی تنہا تحریک اور جماعت ہے جس کے عوام اور علماء دونوں ہی کتاب وسنت کے حامل ہیں، جب انہیں کتاب وسنت کی روشنی میں عقیدہ تو دور کی بات معمولی فقہی رائے کا علم ہوجاتا تو وہ اس پر بلاچون وچرا عمل کرتے ہیں اور تقلیدی مکاتب فکر کی طرح جمود وتعطل کا شکار نہیں ہوتے، مثال کے طور پر ماضی قریب تک تحریک اہلحدیث ہند کے حاملین فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کیا کرتے تھے، لیکن جب تحقیق کے بعد انہیں معلوم ہوا کہ دعا کی یہ کیفیت اللہ کے رسول ﷺ سے ثابت نہیں ہے تو انہوں نے اسے بلا تردد چھوڑ دیا، اور تشہد کی حالت میں بالاستمرار شہادت کی انگلی کو حرکت دینا کتاب وسنت کی روشنی میں راجح رائے ہے تو انہوں نے اس پر بلاتردد عمل کرنا شرع کردیا، راقم السطور کا بھی ان دونوں مسئلوں میں یہی حال ہے کہ سن شعور کو پہونچنے اور دینی تعلیم کی تکمیل کے بعد ان دونوں مسئلوں کی واقفیت ہوئی تو اپنا پرانا عمل یکلخت ترک کردیا، کیوں کہ تحریک اہلحدیث کا اصل منشا کتاب وسنت کی اتباع اور ان کی روشنی میں راجح رائے کا اختیار کرنا ہے چاہے وہ جس امام اور عالم دین کے ذریعے حاصل ہو۔

﴿ب﴾ فروعی مسائل کی ابلاغ وتبلیغ میں شدت کا جہاں تک تعلق ہے تو دراصل اسلام میں اصول وفروع کی تقسیم بعد کی پیداوار ہے، صحابہ اور قرون اولیٰ

Marfat.com

کے مسلمان اپنے ماں باپ اور علماء اور معلمین سے طہارت ونظافت، وضو، نماز و روزہ، حج وزکاۃ، اخلاق و عادات اور اسلامی عقیدہ کی تعلیم بلا اصولی اور فروعی تقسیم کے حاصل کیا کرتے تھے، اور اس پر عمل کرنے میں کوئی تفریق نہیں کیا کرتے تھے، کیوں کہ یہی طریقہ زیادہ آسان اور انسانی فطرت کے زیادہ قریب ہے، آج بھی عوام تو دور کی بات علماء تک کو بالتفصیل اسلامی فرائض کے جملہ شروط وارکان اور واجبات وسنن کا علم رکھنا مشکل ہے، لیکن ساتھ ہی اس حقیقت کا اعتراف کرنا ضروری ہے کہ اصول وفروع کی علمی تقسیم اعمال کی ادائیگی کی کوتاہیوں کے وقت افرادِ امت کے لئے آسانیاں لاتی ہے، مثلا نماز میں اگر کوئی شخص سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورہ پڑھنا بھول گیا تو اس سے اس کی نماز باطل نہیں ہوتی ہے، لیکن افسوس کہ اس راہ میں کچھ ایسی تقسیم بھی ہوئی جو شریعت کی روح کے تقاضے کو پوری نہیں کرتی، مثلا بعض تقلیدی مکتب فکر کے نزدیک ''رکوع'' مجرد جھکنے کا نام ہے، اگر کوئی نمازی صرف جھک کر فورا اٹھ کھڑا ہوتا ہے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی، کیوں عربی زبان میں رکوع کا معنی مجرد جھکنا ہے، حالانکہ عربی زبان کی لغوی اور شرعی حیثیتوں میں شارع علیہ السلام نے فرق کیا ہے جس کا ملحوظ خاطر رکھنا امت اسلام کے لئے ضروری ہے، مثلا صلاۃ کا لفظ عربی زبان میں دعا کے معنی میں آیا ہے لیکن کیا کوئی شخص ہاتھ اٹھا کر دعا کرلے تو اس کی نماز ادا ہوجائیگی، ظاہر ہے اس کا جواب نفی میں ہے، لغوی رعایت کے ساتھ شارع علیہ السلام کے مقرر کردہ شرعی معنی کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے.

بہر صورت! فروعی مسائل میں شدت کی راہ شروع میں تقلیدی مکاتب فکر کی باہم معرکہ آرائی ہی سے شروع ہوئی، جیسے مذکورہ رکوع کے مسئلے ہی کو لیجئے کسی مکتب فکر کے نزدیک اس سے نماز باطل نہیں ہوتی اور کسی تقلیدی مکتب فکر کے

Marfat.com

نزدیک اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے کیوں کہ حالت رکوع میں تعدیل ان کے یہاں فرض ہے اور فرض کے ترک سے نماز کا بطلان لازم آتا ہے.

تحریک اہلحدیث نے ان کے درمیان اس معرکہ آرائی کو ختم کرانے کی کوشش کی اور کررہی ہے، وہ اس طرح کہ اس قسم کے مسائل میں نبی کریم ﷺ کے ارشاد کو حکم مان کر اس خلیج کو پاٹ دیا جائے، ہاں اس راہ میں تحریک اہل حدیث کے بعض افراد کی جانب سے بھی شدت کا مظاہرہ ہوا ہے، اور آئندہ بھی ہوگا، کیوں کہ یہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ جب اس پر کسی راہ سے حملہ کیا جائے تو وہ بھی امکان بھر حملہ کا جواب دینے کی کوشش کرتا ہے، مثلا تحریک اہل حدیث کے حاملین کو لامذہبی، وہابی، ظاہر پرست، اور گمراہ فرقہ جیسے تنابز بالالقاب سے نوزا گیا تو انہوں نے بھی اس راہ سے ان کی خبر لی، لیکن اس خبر لینے کی کمیت اور معقولیت دونوں ہی میں تقلیدی مکتب فکر سے وہ پیچھے ہیں.

ابھی بساط ہند پر غازی پور، یوپی کے تقلیدی مکتب فکر کے ابھرتے ہوئے قائد اعظم مولانا ابوبکر غازی پوری کے حملے اس کی زندہ مثال ہیں، انہوں نے ''لا مذہبیہ'' ''غیر مقلدین کے مسائل'' وغیرہ کتابیں تحریر فرما کر اور ''مجلۂ زمزم'' کے پلیٹ فارم سے جو کارنامے انجام دیا ہے، اور دے رہے ہیں، شاید اس کی تلخیاں تادیر تحریک اہلحدیث کے دلوں سے محو نہ کی جاسکے، وہ اس راہ سے تحریک اہل حدیث کو جتنی گالیاں دے چکے ہیں، اس کا عشر عشیر بھی تحریک اہلحدیث کی جانب سے پیش نہ کیا جاسکا ہے، یہ تو ہوئی کمیت کی بات، اور جہاں تک معقولیت کا سوال ہے تو کوئی انصاف پسند صاحب دل غازی پور کے قائد اعظم کے حملے اور جامعہ سلفیہ بنارس کے آرگن میں ''سلفیت کا تعارف'' کے عنوان سے ڈاکٹر محمد رضاء اللہ کی دفاعی کاروائی کا موازنہ کرے تو حقیقت روز روشن کی طرح کھل

Marfat.com

کر سامنے آجائیگی، قائد اعظم نے تو سلفیان برصغیر کو شیخ بن باز کو احتراما! والد نا کہنے پر ان کی گھریلو زندگی پر حملہ کیا ہے، جس کے ذکر سے شرم وحیا کی قبا چاک ہو جاتی ہے، اور اسلامی اخلاق و آداب کا جنازہ نکل جاتا ہے، بلکہ اسلامی حدود و تعزیرات کی دیوار بھی متزلزل ہو جاتی ہے کہ ایسے بے تکے ہرزہ سرا کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟؟؟ الأماں والحفیظ۔

راقم السطور طبعی اور ذاتی طور پر ایک ہی کلمے کے ماننے والوں کے درمیان اس طرح کی رد وقدح کو اسلامی اخلاق اور دعوتی مصالح کے خلاف سمجھتا ہے، لیکن ساتھ ہی علمی پیرائے میں حقیقت کے رخ سے پردہ اٹھانا دعوتی مصالح کا ایک حصہ سمجھتا ہے، اور تحریک اہل حدیث کی اکثریت اسی امر کی قائل، حامل اور عامل ہے، اور اس تحریک کے اصول وضوابط کا بدیہی تقاضا بھی یہی ہے، لیکن انسانی طبائع مختلف واقع ہوئے ہیں، ان میں نرم خو اور حلیم و بردبار اور شدت پسند اور جذباتی بھی واقع ہوئے ہیں، لہذا ان کے بعض افراد کی طرف سے تقلیدی مکتب فکر کی ہرزہ سرائیوں کا جواب دیدیا جاتا ہے تو یہ ایک فطری عمل ہے جسے روکا نہیں جا سکتا، لیکن باہمی کوشش اور تفاہم سے اسلامی تعلیمات کو حکم مان کر اس خلیج کو پاٹا جا سکتا ہے، اور امت کو وحدت کی لڑی میں پرویا جا سکتا ہے:

منفعت ایک ہے اس قوم کی، نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی، دین بھی، ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلماں بھی ایک

Marfat.com

گروہِ محدثین کا بٹوارہ

دنیا میں باضابطہ اسلام کے نام پر فقہی مکاتب فکر کی تشکیل، اور شخصی تعصبات کی بنیاد پر مختلف پلیٹ فارموں کی تقسیم کے بعد جماعتِ محدثین بھی دو حصوں میں بٹ گئی، پہلے گروہ نے حسب سابق کتاب وسنت اور آثار صحابہ کی بنیاد پر اپنے مسائل کی تخریج واستنباط کو جاری رکھا، جس کی ایک جھلک گزشتہ سطور میں محققین محدثین کی ہر دور کی ایک فہرست سے دکھائی جا چکی ہے، اس کے برعکس محدثین کا دوسرا گروہ کسی نہ کسی تقلیدی مکتب فکر کا کسی حد تک یا بہت حد تک پابند ہو گیا، جیسے ابن حجر عسقلانیؒ صاحب فتح الباری شرح البخاری شافعی مکتب فکر، بدرالدین العینیؒ صاحب عمدۃ القاری شرح البخاری حنفی مکتب فکر اور ابن العربیؒ صاحب عارضۃ الأحوذی شرح سنن الترمذی مالکی مکتب فکر کے تحت مسائل کی تنقیح وتوضیح کرنے کے بہت حد تک عادی ہو گئے، لیکن ان کے یہاں پھر بھی قدرے توازن باقی رہا اور اگر کوئی اجتہادی مسئلہ صحیح حدیث کے خلاف پڑتا تو وہ اس کی تردید کرنے اور اس کے ترک کرنے میں کوئی حرج نہ سمجھتے، لیکن اس کے بعد کے ادوار میں تقلیدی مکاتب فکر کے گروہِ محدثین پر تقلید وجمود کا رنگ گہرا ہوتا گیا، جیسے محمد زاہد الکوثریؒ اور استاذ گرامی عبدالفتاح ابوغدہؒ پر حنفی مکتب فکر اور استاذ گرامی ملا محمد خاطر الخلیل حفظہ اللہ محقق سبل السلام پر شافعی مکتب فکر کا، تاریخ کے اس دور میں بھی حسب سابق کتاب وسنت اور آثار صحابہ پر اپنی تحقیق اور مسائل کی توضیح کی بنا رکھنے والے گروہِ محدثین نے اپنا کام جاری رکھا جیسے محمد علی شوکانیؒ صاحب نیل الأوطار، محمد امیر صنعانیؒ صاحب سبل السلام اور محمد ناصر الدین البانیؒ صاحب الأحادیث الصحیحۃ.. والأحادیث الضعیفہ والموضوعہ

Marfat.com

وغیرھم.

تحریک اہل حدیث اور برصغیر

برصغیر ہندو پاک میں تحریک اہل حدیث کو سمجھنے کے لئے اسے تین تاریخی ادوار میں تقسیم کرنا مناسب ہے:

﴿۱﴾ پہلا دور:۔ ۹۲ھ سے چوتھی صدی ہجری تک یا بعض تاریخی روایت کی بنیاد پر اس دور کا آغاز ۱۵ھ ہی سے ہوا.

﴿۲﴾ دوسرا دور:۔ چوتھی صدی ہجری سے لیکر تقریبا ۱۲۶۲ھ تک.

﴿۳﴾ تیسرا دور:۔ ۱۲۶۲ھ سے لیکر زمانہ حال تک.

پہلا دور کتاب وسنت کے حقیقی سر چشمہ سے براہ راست سیراب ہوا اور اس دور میں مذہبی تعصب، خانقاہی لعنت اور شاہی جبر واستبداد کا رواج عام نہ ہوسکا تھا، دوسرے دور میں یہ تینوں معایب شریعت کے نام پر امت اسلام میں در کر آئے، تیسرے دور میں شاہی جبر واستبداد کے بجائے استعماری طاقتوں کے دباؤ نے مسلمانوں کے وقار اور عزت وناموس کو خاک میں ملا دیا، اور اسکے ساتھ ہی دوسرے دور کی طرح مذہبی تعصب اور خانقاہی نظام کا رواج عام رہا بلکہ اس میں دن دونی اور رات چوگنی ترقی ہوئی.

پہلا دور ﴿از ۱۵ھ یا از ۹۲ھ تا چوتھی صدی ہجری﴾

فتوح البلدان وغیرہ تاریخی کتب کی روایات کے مطابق اس دور کا آغاز خلافت فاروقی ہی میں تقریبا ۱۵ھ سے ہوگیا تھا، خلیج کی موجودہ دور یاستوں

Marfat.com

بحرین اور سلطنت عمان کے اُس وقت کے گورنر عثمان بن ابوالعاص اور ان کے بھائی حکم بن ابوالعاص اور مغیرہ بن ابوالعاص کی سرکردگی میں سندھ کے علاقے پر حملہ کیا گیا، اسلامی سپہ سالاروں کو کامیابی ہوئی اور انہیں بہت سارا مال غنیمت حاصل ہوا، لیکن زیادہ مشہور اور مستند تاریخی روایت کے مطابق اس امر کا آغاز ۹۲ھ سے ہوا، ہوا یوں کہ پہلی صدی ہجری میں بعض اسلامی بحری قافلوں کو بحری قزاقوں نے سندھ کے علاقے میں لوٹ لیا، اسلامی خلافت کی جانب سے اس زیادتی کی سرکوبی کے لئے سندھ کے راجہ داہر کو خط لکھا گیا، لیکن اس نے اس کا جواب ضد، ہٹ دھرمی اور انا سے دیا، لہٰذا جواباً اسلامی خلیفہ ولید بن عبد الملک کے حکم سے ان کے ایک گورنر حجاج بن یوسف ثقفی کی زیرسرپرستی اسلامی خلافت کے ایک نوجوان سپہ سالار محمد بن قاسم نے سندھ کے علاقے پر ۹۲ھ میں فوج کشی کی، جس کا سلسلہ ۹۵ھ تک جاری رہا، اس فوج کشی اور اسلامی جہاد کے نتیجے میں سندھ، ملتان اور قنوج کے علاقے اسلامی خلافت کے زیرنگیں آ گئے۔

میری سمجھ سے اللہ کے رسول ﷺ کی ذیل کی پیشین گوئی اسی گروہ کے حق میں تھی، اللہ کے رسول ﷺ کی اس پیشین گوئی اور اس قسم کی دوسری پیشین گوئیوں کو آج کی تاریخ پر منطبق کی جانے کی کوشش کی جارہی ہے، جو بہرصورت محل نظر ہے، اللہ کے رسول کی وہ پیش گوئی یہ ہے:

"عن ثوبان مولیٰ رسول الله ﷺ عن النبي ﷺ " عصابتان من أمتي أحرزهما الله من النار: عصابة تغزو الهند، و عصابة تكون مع عيسى ابن مريم عليهالسلام" ﴿النسائی و أحمد﴾

رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ کے رسول سے روایت کرتے ہیں کہ میری امت کے دو گروہوں کو اللہ تعالیٰ نے جہنم کی

Marfat.com

آگ سے محفوظ کر دیا ہے، ایک وہ گروہ جو سرزمین ہند پر غزوہ کریگا اور دوسرا وہ گروہ جو عیسیٰ علیہ السلام کا ساتھ دیگا.

یہ حدیث متکلم فیہ ہے، کیوں کہ اس کی سند میں بقیہ بن ولید مدلس راوی آتے ہیں اور دوسرے راوی ابو بکر زبیدی ہیں جو محدثین کے نزدیک مجہول الحال ہیں، لیکن شیخ البانیؒ نے ان دونوں راویوں کی تدلیس اور جہالت کو اصول حدیث کی روشنی میں دور کر دیا ہے اور اس کی سند کو جید کہا ہے.

﴿سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ.. ج ۴ ص: ۵۷۰-رقم الحدیث: ۱۹۳۴﴾

مطلع ہند پر اسلام کا یہ سورج براہ راست عربوں کے ہاتھوں طلوع ہوا تھا، جس کی روشنی اور ضیاء پاشی ہر طرح کی غیر اسلامی ملاوٹ سے پاک تھی، اس وقت تک مشہور تقلیدی مکاتب فکر کے کسی امام کی مسند درس و تدریس بھی نہ بچھی تھی، لہذا بدیہی طور پر توحید کے اس قافلے کے اتباع سرزمین ہند پر عالم اسلام کے دیگر خطوں کی طرح چار سو سالوں تک کتاب و سنت کے شیدا، حامل و عامل رہے، بالفاظ دیگر تحریک اہل حدیث کے خوگر اور ناشر رہے، سرزمین سندھ میں شاہ بدیع الدینؒ کا عظیم کتب خانہ جو کتاب وسنت کی بیش بہا قدیم کتابوں سے لبریز ہے، اس کی زندہ مثال ہے.

دوسرا دور ﴿از چوتھی صدی ہجری تا ۱۲۶۲ھ﴾

سلطان محمود غزنوی نے چوتھی صدی ہجری میں پے در پے ہندوستان پر حملے کیے، اور اس وقت تک عالم اسلام میں تقلیدی مکاتب فکر کا قدرے رواج ہو چکا تھا، خود سلطان حنفی مکتب فکر کے حامل و عامل تھے، وہ ایران اور افغانستان کی راہ سے آئے تھے، اور ان کی تعلیم و تربیت حنفی مکتب فکر کے ساتھ ایرانی تصوف پر

Marfat.com

ہوئی تھی، ظاہر ہے ''الناس علی دین ملوکھم'' کے تحت آہستہ آہستہ برصغیر کے لوگ تقلید اور تصوف کے گرویدہ ہوتے گئے، اور کتاب وسنت کی خالص تعلیم اس کے تلے دبتی چلی گئی، شخصی حکومتیں غزنوی، غوری، تیموری، تغلقی اور شیر شاہ سوری وغیرہم بدلتی رہیں، اور تقلیدی افکار، ایرانی تصوف نیز شیعیت کو کرسی اقتدار کے ذریعے غذا فراہم ہوتی رہی، لیکن تاریخ کے اس پورے دور میں حنفی مکتب فکر اور ایرانی تصوف ہندو جوگی پن کی آمیزش کے ساتھ عوامی اور حکومتی دونوں سطحوں پر غالب رہے، یہاں تک کہ ۱۸۵۷ء میں مغلیہ سلطنت کا خاتمہ ہوگیا.

لیکن برصغیر کے بعض علاقے مالابار موجودہ کیرالا، تامل ناڈو، کرناٹک اور مہاراشٹر پر عرب تاجروں کے ذریعے اسلام پہونچا، اور کیرالا میں صدفی صد اور دیگر علاقوں میں قدرے شافعی مکتب فکر کو رواج ملا، لیکن ایرانی تصوف اور ہندو جوگی پن کے اثرات نے ان علاقوں میں بھی پوری طرح اپنا کرشمہ دکھایا.

لیکن تاریخ کے اس دور میں غوری عہد سلطنت میں دوسرے عہدوں کے مقابلے میں سلفیت کو آگے بڑھنے کا موقع ملا کیوں کہ سلطان شہاب الدین غوری ﴿وفات: ۶۰۲ھ﴾ اور ان کے بھائی سلطان غیاث الدین ﴿وفات: ۵۹۵ھ﴾ شافعی مسلک کے حامل رہے، لیکن ان کے یہاں تعصب نام کی چیز نہ تھی، اس لئے سلفیت کو فروغ ملا تحریک اہلحدیث کے بعض افراد نے انہیں سلفی حکام میں شمار کیا ہے، لیکن میری رائے میں امام سبکی کی رائے زیادہ قرین قیاس ہے کہ وہ حکام شافعی مسلک کے حامل تھے جن کا ذکر انہوں نے اپنی کتاب ''الطبقات الکبریٰ للشافعیۃ. ج ۸ میں کیا ہے.

تاریخ کے اس تاریک دور میں بھی گروہِ محدثین اور مجددین اسلام نے اسلامی تعلیمات کی شمع کسی نہ کسی طرح اپنے دوش پر روشن رکھی، جس کی

Marfat.com

وضاحت ان کی ذیل کی اس فہرست سے بخوبی ہو جاتی ہے:

شیخ رضی الدین صغانی لاہوری	۵۷۷ھ-۶۵۰ھ
شیخ علی متقی ہندی	۸۸۵ھ-۹۷۵ھ
شیخ محمد طاہر پٹنی گجراتی	۹۱۲ھ-۹۸۶ھ
شیخ عبدالحق محدث دہلوی	۹۵۸ھ-۱۰۵۲ھ
شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی	۹۷۱ھ-۱۰۳۴ھ
سید مبارک محدث بلگرامی	۱۰۳۳ھ-۱۱۱۵ھ
میر عبدالجلیل بلگرامی	۱۰۷۱ھ-۱۱۳۸ھ
محمد فاخر الہ آبادی	۱۱۲۰ھ-۱۱۶۴ھ
مرزا مظہر جانجاناں	۱۱۱۰ھ-۱۱۹۵ھ
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	۱۱۱۰ھ-۱۱۷۶ھ
شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی	۱۱۵۹ھ-۱۲۳۹ھ
سید احمد بریلوی شہید	۱۲۰۱ھ-۱۲۴۶
شاہ محمد اسماعیل شہید	۱۲۰۳ھ-۱۲۴۶ھ
شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی	۱۱۹۲ھ-۱۲۶۲ھ

لیکن اس گروہِ محدثین اور مجددین اسلام پر تقلیدی مکتب فکر اور تصوف کا اثر کسی پر کم اور کسی پر زیادہ باقی رہا، اس اثر سے پوری طرح صرف شاہ اسماعیل شہیدؒ کی ذات گرامی محفوظ رہی، لیکن تاریخ کے جن تاریک ادوار میں ان محدثین ومجددین نے اسلامی تعلیمات کو زندہ رکھا، وہ بڑی عزیمت اور دل گردے کی بات تھی، خاص کر سید احمد سرہندیؒ، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ نے جس طرح سرزمین ہند میں اسلام کی پاسبانی کی ہے، اس

Marfat.com

کی مثال تاریخ اسلام میں کم ملتی ہے، اول الذکر شخصیت نے اپنی مجددانہ کوششوں سے اکبر کے قائم کردہ دین الٰہی کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا، یہ صحیح ہے کہ جب ان کی کی عمر چالیس سال کی ہوئی تو دین الٰہی کا امام منچلا بادشاہ اکبر اس دنیا سے چل بسا تھا اور انہوں نے دو بدو اس کے دربار میں دین الٰہی کے خلاف آواز نہیں اٹھائی، لیکن انہوں نے اپنے شاگردوں کے دوش پر پورے ملک بلکہ ایوان شاہی میں بھی اس دین الٰہی کے خلاف ایک ایسی فضا قائم کردی کہ درباری علماء اور شیعی گروہ میں بھونچال آگیا اور انہوں نے آپ کو اذیت دینے کے لئے طرح طرح کی سازشیں کر کے اکبر کے بیٹے اور جانشیں جہانگیر کے دربار میں بلوایا، شاہی آداب کے مطابق بادشاہ کو سجدۂ تعظیمی کرنا تھا، لیکن آپ نے عزیمت کی راہ اختیار کی اور سجدہ سے انکار کردیا:

گردن نہ جھکی جس کی جہاں گیر کے آگے
جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرار
وہ ہند میں سرمایۂ ملت کا نگہباں
اللہ نے بر وقت کیا جس کو خبردار

جس کی پاداش میں آپ کو تین سال کے لئے قلعہ گوالیار اور آگرہ کی کال کوٹھریوں میں بند کردیا گیا، لیکن اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ جہاں جہاں ان کے قدم کے نشان پڑے وہاں وہاں کی فضا ان کے حق میں ہموار ہوتی چلی گئی، یہاں تک کہ بادشاہ وقت بھی متاثر ہو کر ان کا ہمنوا ہو گیا اور اپنے باپ کے قائم کردہ دین الٰہی کے خلاف اقدام کرنا شروع کردیا، اور پھر اس کے بیٹے شاہ جہاں اور اس کے پوتے عالم گیر نے دین الٰہی کی ناپاک سازش میں آخری کیل ٹھوک دی، اس سلسلے میں مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات جو ملک کے گورنروں اور رئیسوں کو لکھے

Marfat.com

گئے تھے شاہد عدل ہیں.

دوسری شخصیت شاہ ولی محدث دہلویؒ کی ہے جنہوں نے تقلید اور تصوف کے غلبے اور شاہانہ جبر و استبداد اور عیاشی و انارکی کے ماحول میں صور اسرافیل بن کر باطل تصوف اور جامد تقلید کے خلاف ایسی آواز اٹھائی کہ خانقاہی نظاموں میں زلزلہ آ گیا اور جامد تقلید کے کنگوڑے ہل گئے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

" و أشهد لله با لله ان كفر با لله أن يعتقد في رجل من الأمة ممن يخطي و يصيب أن الله كتب علىٰ أتباعه حتما و أن الواجب علىٰ هو الذي يوجبه هذاالرجل و أن الشريعة الحقة قد ثبت قبل هذاالرجل بزمان"

﴾تفہیمات. ج ا ص:۲۱۱ بحوالہ تحریک آزادئ فکر...ص:۱۱۳﴿

میں اللہ کے نام کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ امت کے کسی ایسے آدمی کے بارے میں جو خطا اور صواب دونوں کا مرتکب ہوسکتا ہے، یہ اعتقاد رکھنا کہ اس کی اتباع واجب ہے، اور جسے یہ واجب کہے وہی امر واجب ہے، یہ اللہ تعالی کے ساتھ کفر کے برابر ہے، کیوں کہ شریعت اس شخص سے کہیں پہلے سے موجود ہے.

تیسری شخصیت سید احمد شہیدؒ کی ہے جنہوں نے مسلمانوں کی پستی کو دور کرنے اور ان کی عزت و ناموس کی پاسبانی کے لئے برصغیر میں پہلی اسلامی تحریک کی بنا ڈالی، اور اسی راہ میں اپنی جان قربان کر ڈالی، ان کی شخصیت اور کارنامے کے سلسلے میں "تحریک جہاد" کے باب میں گفتگو کی جا چکی ہے، لہذا یہاں پر ان کی املاء کردہ کتاب "صراط مستقیم" سے قارئین کے لئے صرف ایک اقتباس نقل کیا جاتا ہے جس سے اندازہ ہوگا کہ سرزمین ہند میں وہ کس طرح کا نظام قائم کرنا چاہتے تھے، اور ان کے فکر رسا ذہن کی پرواز کتنی بلند تھی، وہ

Marfat.com

فرماتے ہیں:

''حدیث صحیح کے بالمقابل کسی بھی مجتہد کی تقلید ہر گز مت کرو اور اہل حدیث کو اپنا پیشوا بناؤ، ان سے محبت وعقیدت رکھو، نیز تقلید از گردن خود دریافت انداخت، اپنی گردن سے تقلید پرستی کا قلادہ اتار پھینکو اور لشکر محمدی سے منسلک ہو جاؤ''

﴾صراط مستقیم ص: ۶۳ بحوالہ ضمیر کا بحران ص: ۳۹۱﴿

چوتھی شخصیت شاہ اسماعیل شہیدؒ کی ہے جنہوں نے تحریر و تقریر اور میدان کارزار میں یکساں جوہر دکھلایا، تحریر میں ان کی کتاب ''تقویۃ الایمان'' تقریر کیلئے دہلی کی شاہی جامع مسجد کی ہر اینٹ اور تیر و سنان کے لئے مشہد بالاکوٹ کی مٹی گواہ ہے، مختصر مدت میں ان کی ان نوع بنوع خدمات کو دیکھ کر شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ یاد آتے ہیں، اس کے علاوہ برصغیر کی موجودہ تحریک اہل حدیث انہی کی رہین منت ہے. اللہ ان کی مغفرت فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے. آمین.

تیسرا دور ﴾از ۱۲۶۲ھ تا حال﴿

افسوس کے یہ دور دو حصوں میں تقسیم ہو گیا، حالانکہ مذکورہ بالا چاروں عظیم شخصیتوں کی کوششوں کا ثمرہ یہ ہونا چاہیئے تھا کہ برصغیر کے مسلمان ایک لڑی میں پرو جاتے، اور ان سے ملکی حالات وظروف کا بھی یہی تقاضا تھا اور ہے، لیکن کسی بھی تاریخی عمل کو ہماری چاہت اور اس پر ہمارا افسوس کناں ہونا نہیں روک سکتا.

﴾۱﴿ پہلا حصہ یا گروہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح کتاب وسنت کا شیدا ہو گیا، اور ہر طرح کی تقلید اور تصوف کی باطنی تعلیمات سے کنارہ کش ہو کر مذکورہ چاروں عظیم شخصیتوں کی کوششوں کو اصولی طور پر عملی جامہ پہنایا، جس کا سہرا شاہ

Marfat.com

ولی اللہ محدث دہلویؒ کے پوتے شاہ اسماعیل شہیدؒ، مسند ولی اللہی کی آخری یادگار سید نذیر حسینؒ بہاری ثم دہلوی، نواب صدیق حسن خاںؒ اور مولانا ولایت علی صادق پوریؒ کے سر بندھتا ہے.

اس گروہ کے حاملین و داعین برصغیر میں باضابطہ تحریک اہلحدیث کے نام سے جانے پہچانے گئے، جس کی مثالی شخصیتوں میں ذیل کی شخصیتیں نہایت اہم ہیں:

☆ شاہ اسماعیل شہیدؒ صاحب ''تقویۃ الایمان''

☆ نواب صدیق حسن خاںؒ، صاحب تصانیف کثیرہ.

☆ سید نذیر حسین محدث دہلویؒ. مسند ولی اللہی کے آخری جانشیں.

☆ ولایت علیؒ اور عنایت علیؒ صادق پوری تحریک جہاد کی نشأۃ ثانیہ کے قائدین.

☆ عبدالعزیز رحیم آبادیؒ صاحب ''حسن البیان''

☆ ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسریؒ تحریک اہلحدیث کے مناظر قائد.

☆ شمس الحق ڈیانویؒ صاحب ''عون المعبود شرح سنن ابی داؤد.

☆ عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ صاحب ''تحفۃ الأحوذی شرح سنن الترمذی''

☆ عبیداللہ مبارک پوریؒ صاحب ''مرعاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح''

☆ محمد حنیف بھوجیانویؒ صاحب ''التعلیقات السلفیہ علی سنن ابن ماجہ''

وغیرہم.

﴾۲﴿ دوسرا حصہ یا گروہ سابق تقلیدی مکتب فکر اور قدرے تصوف سے ہم آہنگ رہا جس کا نام مولانا ابوالحسن علی ندویؒ احسان و تزکیہ رکھتے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں:

''جس کی اصل حقیقت تزکیہ و احسان کے ماثور و شرعی الفاظ میں پہلے سے موجود

Marfat.com

تھی، اور جس کا عرفی واصطلاحی نام بعد کی صدیوں میں تصوف پڑ گیا"

﴿تعمیر ملت. مفکر اسلام نمبر، ص: ۲۸، مجریہ ۱۰ر جولائی تا ۲۵ر اگست ۲۰۰۰ء﴾

بہر صورت اس گروہ کی مثالی شخصیتوں میں ذیل کی شخصیتیں نہایت اہم ہیں:

☆ محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند.

☆ انور شاہ کشمیریؒ صاحب "فیض الباری شرح البخاری"

☆ محمد خلیل سہارن پوریؒ شارح "سنن ابوداؤد"

☆ اشرف علی تھانویؒ صاحب تصانیف کثیرہ.

☆ شیخ الہند محمود الحسنؒ صاحب "تحریک ریشمی رومال"

☆ محمد شبیر عثمانیؒ صاحب "تفسیر القرآن"

☆ عبدالحی لکھنویؒ صاحب "نزہۃ الخواطر"

☆ محمد مفتی شفیعؒ صاحب "معارف القرآن"

☆ محمد زکریا کاندھلویؒ صاحب "أوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک.

☆ حبیب الرحمٰن أعظمیؒ محقق کتب أحادیث عدیدہ.

☆ ابوالحسن علی ندویؒ صاحب تصانیف کثیرہ. وغیرہم.

تصوف اور خانقاہیت

پہلے دور کو چھوڑ کر دوسرے اور تیسرے ادوار میں اہل سنت والجماعت کے نام پر باطل تصوف اور خانقاہی نظام کا رواج عام رہا اور ہے، اور جسے حکومت وقت کی ہمیشہ سرپرستی حاصل رہی اور آج بھی ہے، اس سلسلے میں راہِ تصوف کے سالک مولانا ابوالحسن علی ندویؒ خود ہی فرماتے ہیں:

"وہ پیشہ ور اور جاہ طلب وحقیقت فروش اور الحاد شعار اور فاسد العقیدہ، نام نہاد

Marfat.com

صوفی ہیں جنہوں نے دین میں تحریف کرنے، مسلمانوں کو گمراہ کرنے، معاشرہ میں انتشار پیدا کرنے، آزادی و بے قیدی کی تبلیغ کرنے کے لئے تصوف کو آلۂ کار بنایا، اوراس کے محافظ وعلمبردار بن کر لوگوں کے سامنے آئے، نتیجہ یہ ہوا کہ اہل غیرت واہل حمیت مسلمانوں کی ایک بہت بڑی تعداد ان سے بدظن ہوگئی، کچھ غیر محقق صوفی ایسے تھے جو اس شعبہ کی روح اوراس کے حقیقی مقاصد سے نا آشنا تھے، وہ مقصد ووسیلہ میں تمیز نہ کرسکے، بعض اوقات انہوں نے وسائل پر تو بہت اصرار کیا، اور مقاصد کو نظر انداز کردیا، اوراس شعبہ یا اس فن میں ایسی چیزیں داخل کیں جن کا اس سے کوئی تعلق نہیں تھا اوراس کو فن کی روح اوراس کا کمال قرار دیا بلکہ مقصود ومطلوب سمجھ بیٹھے'' ﴿تزکیہ واحسان ص: ۱۵-۱۶ بحوالہ تعمیر ملت. مفکر اسلام نمبر ص: ۲۸. مجریہ ۱۰/ جولائی تا ۲۵/ اگست ۲۰۰۰ء﴾

تمدن، تصوف، شریعت، کلام ☆ بتانِ عجم کے پجاری تمام!
حقیقت خرافات میں کھوگئی ☆ یہ امت روایات میں کھوگئی
وہ صوفی کہ تھا خدمتِ حق میں مرد ☆ محبت میں یکتا، حمیت میں فرد
عجم کے خیالات میں کھوگیا ☆ یہ سالک مقامات میں کھوگیا

تحریک اہل حدیث کا مسلک

دورنبوی اور دورصحابہ کے بعد آہستہ آہستہ امت اسلام میں دین کی سمجھ اور تعلیم وتربیت کے لئے تین بنیادی فنی طریقے رائج ہونے لگے:

﴿۱﴾ عقیدہ براہِ علم کلام. ﴿۲﴾ فقہی مسائل براہِ ائمہ. ﴿۳﴾ تصوف بنام تزکیہ و احسان.

Marfat.com

﴿۱﴾ عقیدہ براہِ علم کلام

یونانی علم کلام سے متاثر ہوکر اسلام کے دعویداروں نے اسلامی عقیدہ کو تعقل کی راہ سے سمجھنا چاہا، نتیجۂ قدریہ، مرجیہ، معتزلہ اور جہمیہ وغیرہ جیسے گمراہ فرقوں کا وجود عمل میں آیا، اور وہ دین اسلام سے خارج ہو گئے.

اہل سنت والجماعت کے نام سے جن اہل اسلام نے عزیمت کی راہ اختیار کی، ان کے یہاں بھی اُشعریت اور ماتریدیت کی راہ سے اسلامی عقیدہ میں تعقل پسندی نے اپنا اثر دکھلایا.

جو فرقے اپنی فکری آوارگی اور تعقل پسندی کی وجہ سے دین اسلام سے خارج ہو گئے، راقم السطور ان پر کچھ لکھنا اپنی بات کو طول دینا سمجھتا ہے، ہمارے جن قارئین کو ان گمراہ فرقوں کی حقیقت جاننے سے دلچسپی ہو وہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی "منہاج السنۃ" شہرستانیؒ کی "الملل و النحل" اور ابن حزمؒ کی "الفصل" وغیرہ کتابوں کی طرف رجوع کریں، ویسے بھی ان فرقوں کا وجود ان ناموں سے معدوم ہو چکا ہے، اور معدوم شی کے ذکر سے کوئی فائدہ نہیں، ہاں ہمارے اردو قارئین اس سلسلے میں قادیانیت، بریلویت، اور شیعیت وغیرہ پر لکھی گئی کتابوں سے اپنی عقل وفکر کو غذا بخش سکتے ہیں.

اُشعری اور ماتریدی دونوں فرقوں کی تعقل پسندی کا اثر اہل سنت والجماعت کے بعض گروہوں پر رہا ہے اور قدرے اب بھی باقی ہے، اس لئے ان کی قدرے وضاحت کر دینا ضروری ہے.

﴿۱﴾ اُشعری:

اُشعری فرقے کے بانی خواجہ ابوالحسن اسماعیل بن علی الاُشعری ہیں، جن کا

Marfat.com

سلسلۂ نسب نو پشتوں سے ابو موسی الأشعری ؓ سے جا ملتا ہے، ان کی ولادت بمقام بغداد ۳۲۰ھ میں ہوئی، یہ دراصل فکرِ اعتزال کے حامل تھے، انہوں نے تقریباً چالیس سال تک رئیس المعتزلہ ابو علی جبائی سے علم کلام کی تعلیم حاصل کی، لیکن توفیق الٰہی سے فکر اعتزال سے تائب ہو کر اہل سنت والجماعت سے آملے، اور عقلی دلائل سے معتزلہ اور اس جیسے گمراہ فرقوں کی تردید میں اپنے علم کلام کا سارا زور صرف کیا۔

گرچہ انہوں نے اپنے تئیں ہر ممکن کوشش کی کہ عقیدہ کے باب میں سب سے اہم شخصیت امام احمد بن حنبلؒ کی پیروی کریں، جیسا کہ انہوں نے اس امر کا دعویٰ اپنی کتاب ''الابانۃ عن أصول الدیانۃ'' میں کیا ہے، جو حال ہی میں سعودی عرب سے شیخ بن بازؒ کی تقریظ کے ساتھ شائع ہوئی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کوشش کے باوجود چالیس سالہ اعتزالانہ زندگی کے بعض اثرات ان پر باقی رہے، ان کے علم کلام کے عقلی دلائل کو بدیہی طور پر اہل سنت والجماعت کے درمیان بڑا فروغ ملا، امام غزالیؒ صاحب ''احیاء علوم الدین'' اور امام رازیؒ صاحب ''التفسیر الکبیر'' جیسے فلسفہ وحکمت کے عباقرۂ روزگار نے ان کی فکر کو غذا بخشی، مجاہد الاسلام سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کی سطوت وجلال نے ان کی فکر کو پروان چڑھایا، اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ یہ تینوں شخصیات شافعی مکتب فکر کی حامل تھیں.

(ب) ماتریدی:

اس فرقے کے بانی منصور بن محمد بن محمد ہیں، جو خواجہ ابو الحسن الأشعری کے ہم عصر ہیں، سمرقند کی ایک بستی ''ماتریدہ'' میں پیدا ہوئے، اور علم کلام میں کمال حاصل کیا جو مسلکاً حنفی تھے، انہوں نے بھی معتزلہ اور اس جیسے دیگر گمراہ فرقوں کی

Marfat.com

تردید میں اپنا پورا زورِ کلام صرف کیا، لیکن ان کی فکر کو غذا بخشنے کے لئے امام غزالیؒ اور امام رازیؒ جیسی شخصیات پیدا نہ ہوسکیں، اور نہ سلطان صلاح الدین ایوبیؒ جیسی قوت وسطوت کی انہیں حمایت حاصل ہوسکی، لہذا! اشاعرہ کی طرح ماتریدیہ کو فروغ نہ مل سکا۔

حاصل کلام یہ کہ ان دونوں ماہرین علم کلام نے اہل سنت والجماعت کے پلیٹ فارم سے اسلام کے نام پر پیدا ہونے والے گمراہ فرقوں کی تردید عقل و برہان کی روشنی میں خوب خوب کی، لیکن بعض مسائل میں تعقل پسندی کے شکار ہوگئے، یہاں پر راقم السطور صرف اس قبیل کی ایک مثال دیکر اپنی بات آگے بڑھائیگا۔

عقیدے کے باب میں ''الاستثناء'' کی بحث اہل علم کے نزدیک بہت ہی معروف ومشہور ہے، یعنی شافعی مکتب فکر کے یہاں ''أنا مؤمن ان شاء اللہ'' میں ان شاء اللہ مومن ہوں کہنا درست اور صحیح ہے، اس لئے کہ ایمان کا اصل اعتبار خاتمہ بالخیر پر ہے، کیوں کہ اگر کوئی شخص اپنی وفات کے پہلے ایمان کا منکر ہوگیا تو وہ مومن نہ رہا، اس کے برعکس حنفی مکتب فکر کے نزدیک ''أنا مؤمن ان شاء اللہ'' کہنا درست نہیں ہے، کیوں کہ ایک مومن یہ جملہ کہہ کر اپنے ایمان میں شک پیدا کرتا ہے، اور ایمان میں شک پیدا کرنا حرام ہے، بلکہ ترک ایمان کو دعوت دینا ہے، ان دونوں آراء کے بیچ کی رائے کتاب وسنت سے زیادہ قریب ہے وہ یہ کہ جس نے اپنے ایمان کو مشیت الٰہی کے تابع ہونے کی نیت سے یہ جملہ کہا تو درست ہے، اور اگر کسی نے شک کی نیت سے یہ جملہ کہا تو غلط ہے، اس بیچ کی راہ کو عقیدہ کے باب میں تحریک اہلحدیث نے اختیار کیا، اور امام احمد بن حنبلؒ کے مسئلۂ اثبات اور عدم تفویض کو گلے سے لگایا کہ جو امر کتاب اللہ اور

Marfat.com

سنت رسول ﷺ میں جس طرح ذکر ہوا ہے، اسے بلا کسی تحریف و تعطیل، تشبیہ و تمثیل اور تجسیم کے مان لیا جائے، جیسے اللہ تعالی کا ارشاد "الرحمٰن علی العرش استویٰ" ﴿طہ:۵﴾ یعنی اللہ تعالی عرش پر مستوی ہے.

استواء کی کیفیت معلوم نہیں، ہاں اللہ کی ذات بلند و بالا ہے، اس کے متعلق یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ وہ عرش پر پر مستولی ہے، کیوں کہ اس کے لئے کتاب اللہ اور سنت رسول سے کوئی دلیل نہیں، بلکہ شرعی نصوص اللہ کی علویت اور عرش پر مستوی ہونے کو واضح کرتی ہیں.

اس سلسلے میں "مذہب السلف أسلم و مذہب الخلف أعلم" کہنا یعنی سلف صالحین کا مذہب زیادہ درست اور صحیح ہے اور متاخرین کا مذہب علم و عرفان کا زیادہ حامل ہے، ایک موہوم، خیالی اور امت اسلام کو دھوکہ میں ڈالنے والی بات ہے، اس لئے کہ جو چیز زیادہ درست اور صحیح ہے اسی کی اتباع میں امت اسلام کی اصلاح و نجات ہے، اور اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث "خیر القرون قرنی.... ہمیں اسی امر کی تعلیم دیتی ہے، اور امام مالک بن انسؒ کا یہ قول "لن یصلح آخر ھذہ الأمۃ الا بما صلح بہ أولھا" اس امت کے متاخرین کی اصلاح اسی امر یعنی کتاب و سنت سے ہو سکتی ہے جس کے ذریعے سلف صالحین کی اصلاح ہوئی تھی.

اگر متاخرین کے علم کو سلف صالحین کے علم سے اعلیٰ و ارفع مان لیا جائے تو اس سے ان کے علم کی توہین لازم آتی ہے.

لہذا حق اور درست بات یہ ہے کہ سلف صالحین کے مذہب کے اسلم کی طرح ان کا علم بھی اعلم تھا.

Marfat.com

﴿۲﴾ فقہی مسائل از راہ أئمہ

فقہی مسائل کی تفہیم وتفریع کے لئے امت اسلام کے مشہور ومعروف فقہی مکاتب فکر نے اصول وضوابط مقرر کئے، جنہیں ''علم فقہ'' کی دنیا میں ''اصول فقہ'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، جیسے:

﴿۱﴾ حنفی مکتب فکر کے یہاں ''اصول الشاشی'' اوراس جیسی دیگر کتابیں.

﴿۲﴾ مالکی مکتب فکر کے یہاں ''تنقیح الفصول'' اوراس جیسی کتابیں.

﴿۳﴾ شافعی مکتب فکر کے یہاں ''الرسالۃ'' اوراس جیسی دیگر کتابیں.

﴿۴﴾ حنبلی مکتب فکر کے یہاں ''روضۃ الناظر'' اوراس جیسی کتابیں.

اور ہر مکتب فکر نے اپنے ان مقرر کردہ اصولوں پر فقہی مسائل کی تفریع کی اور ''فن فقہ'' کے میں بڑی بڑی کتابیں لکھی. جیسے:

﴿۱﴾ الھدایۃ اوراس جیسی دیگر کتابیں فقہ حنفی میں.

﴿۲﴾ المدونۃ الکبریٰ اوراس جیسی کتابیں فقہ مالکی میں.

﴿۳﴾ المجموع شرح المھذب اوراس جیسی کتابیں فقہ شافعی میں.

﴿۴﴾ المغنی اوراس جیسی دیگر کتابیں فقہ حنبلی میں.

گرچہ ان مکاتب فکر نے فقہی مسائل کی تفریع کے وقت اصل مأخذ کتاب و سنت ہی کو بنایا، لیکن اس راہ میں ان کے اصولوں کے خلاف کوئی ارشاد رسول پڑا تو اس کی تاویل کردی یا اسے منسوخ مان لیا، اس راہ میں حنفی مکتب فکر نے دیگر مکاتب فکر کے مقابلے میں اپنا کچھ زیادہ ہی زور صرف کیا، حتیٰ کے ان کے بعض بڑے فقیہوں نے یہاں تک کہدیا ''کل آیۃ أوحدیث یخالف ماعلیہ أصحابنا فھو مؤول أومنسوخ''، یعنی ہر وہ آیت قرآنی اور حدیث نبوی جو ہمارے مکتب فکر

Marfat.com

کے خلاف ہو وہ یا تو مؤول یا منسوخ ہے۔

یہ قول حنفی مکتب فکر کے مشہور ومعروف اصولی فقیہ امام کرخیؒ کا ہے، لہذا! راقم السطور یہاں پر اسی مکتب فکر کے اصولوں پر تفریع کیا گیا ایک مسئلہ بطور مثال قارئین کی خدمت میں پیش کریگا، جس سے انہیں اس امر کا صحیح اندازہ ہو سکے گا:

حنفی مکتب فکر کے فقہ کا ایک اصولی قاعدہ ہے: ''الخاص لا یحتمل البیان لکونہ بیّنا'' یعنی جو لفظ خاص ہو وہ کسی بیان کا محتاج نہیں کیوں کہ وہ خود واضح ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''ارکعوا واسجدوا'' میں وارد الفاظ رکوع اور سجدہ خاص ہیں، اور جن کے معانی واضح ہیں یعنی رکوع کے معنی جھکنا اور سجدہ کے معنی پیشانی زمین پر ٹیکنا، لہذا اگر کوئی شخص حالت نماز میں رکوع کرتے ہوئے صرف جھک گیا اور سجدہ کرتے ہوئے اپنی پیشانی کو صرف زمین سے ٹچ کر دیا تو اس کے رکوع اور سجدے دونوں ارکان ادا ہو گئے، تعدیل یعنی رکوع اور سجدہ کو آہستہ آہستہ اور ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا ضروری نہیں، لہذا تعدیل کو نماز کے ارکان کے ساتھ ملحق کرنا درست نہیں، اس کے برعکس امام شافعیؒ کے نزدیک تعدیل رکوع اور سجدہ کی طرح نماز کا ایک رکن ہے، کیوں کہ اس سلسلے میں اللہ کے رسول نے نماز کا طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا ہے:

''ثم ارکع حتیٰ تطمئن راکعاً ،ثم ارفع حتی تستوي قائما، ثم اسجد حتیٰ تطمئن ساجدا، ثم ارفع حتی تطمئن جالسا'' ﴿البخاری و مسلم﴾

پھر تم اطمینان سے رکوع کرو، پھر اچھی طرح سر اٹھا کر کھڑے ہو جاؤ، پھر اطمینان سے سجدہ کرو، پھر اطمینان سے سر اٹھا کر بیٹھ جاؤ۔

یہ اسی حدیث کا ایک حصہ ہے جس میں اللہ کے رسول نے ایک اعرابی کو

Marfat.com

جلدی جلدی نماز ادا کرنے پر تنبیہ فرمائی تھی:

"ارجع فصل فانک لم تصل" ﴿البخاری و مسلم﴾

لوٹ کر پھر نماز پڑھو کہ تم نے نماز پڑھی ہی نہیں

نیز اللہ کے رسول اس سلسلے میں فرماتے ہیں:

"لاتجزي صلاة لا يقيم فيها الرجل صلبه في الركوع و السجود" ﴿صحيح الجامع.. رقم الحديث: ٧٢٢٥﴾

آدمی کی وہ نماز مقبول نہیں ہے جس میں اس نے رکوع اور سجدہ کے درمیان اپنی پیٹھ کو سیدھی نہ کی.

گرچہ حنفی مکتب فکر کے مقابلے میں دیگر فقہی مکاتب فکر کے یہاں کتاب و سنت کی نصوص کی تاویل و تنسیخ کی مثال کم ملتی ہے یا نہیں ملتی، کیوں کہ درحقیقت قرون اولیٰ کے آخری دور تک دو ہی مکاتب فکر کا وجود عمل میں آسکا تھا، ایک اصحاب الحدیث اور دوسرے اہل الرائے، اصحاب الحدیث میں امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ آجاتے تھے، بعد میں چل کر ان کے شاگردوں نے ان کے یا اپنے مقرر کردہ اصولوں کی روشنی میں مسائل کی تفریع کی کثرت دکھلائی، لیکن گروہِ محدثین اور اہل حدیث نے قرون اولیٰ کی طرح ہمیشہ کتاب وسنت کو حرز جاں بنائے رکھا، اور اس راہ میں خاص مروجہ فقہی اصول و قواعد کی پرواہ نہ کی، بلکہ براہِ راست کتاب وسنت سے حسب ضرورت مسائل کا استنباط و استخراج فرمایا، لیکن ساتھ ہی فقہی مکاتب فکر کے اماموں کا بہر طور احترام ملحوظ خاطر رکھا، اور ان کی آراء اور اصول وضوابط سے بہر امکان استفادہ کیا، نیز اس راہ کی ہر اس کوشش کو گلے سے لگایا جو مذہبی تعصب سے ہٹ کر اعتدال پسندی، کتاب وسنت کی اشاعت اور وحدت امت کے لئے کسی بھی پلیٹ فارم سے کی گئی، جیسے

Marfat.com

اصول فقہ میں ''ارشاد الفحول الی تحقیق علم الأصول لمحمد علی الشوکانی'' ''اصول الفقہ لمحمد خضری بک'' مذکرة في أصول الفقه للشنقيطي''اور تیسیر الأصول لحافظ ثناء اللہ الزاھدی، اور تاریخ تشریع اسلامی میں ''تاریخ التشریع الاسلامی لمحمد خضری بک'' اور ''الوجیز في أصول التشریع الاسلامی للدکتور محمد حسن ہیتو'' اور علم فقہ میں 'بدایۃ المجتھد ونھایۃ المقتصد لابن رشد، الروضۃ الندیۃ لنواب صدیق حسن خاں اور فقہ السنۃ للسید سابق وغیرہ۔

﴿۴﴾ تصوف بنام تزکیہ واحسان

تزکیہ واحسان کی راہ سے دینی بصیرت ومعرفت کے حصول کی خاطر تصوف کافن ایجاد ہوا، اس کے سالکین نے دعویٰ کیا کہ ''تصوف ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکارنہیں کیا جاسکتا، لیکن جن حضرات کو اس کے صحیح حاملین اور اس راہ کے معتبر اور صحیح رہنماؤں کی صحبت وزیارت کی توفیق نہیں ہوسکی ان کے سامنے تصوف کی اصطلاح ایک معمہ اور چیستاں بن کر رہ گئی'' تصوف وسلوک ایک الہامی نظام ہے'''' یہ وہ شعبہ ہے جس کا تعلق قال سے کم اور حال سے زیادہ ہے، یہ شنیدن سے زیاد چشیدن ہے'''' اس گروہ کی افادیت اور اس کی خدمات سے انکار یا تو وہ شخص کریگا جس کی تاریخ اسلام پر نظر نہیں یا جس کی آنکھوں پر تعصب کی پٹی بندھی ہوئی ہے'' ﴿تعمیر ملت. مفکر اسلام نمبر ص: ۲۸/۲۹/۳۰ مجریہ. ۱۰/ جولائی تا ۲۵/ اگست ۲۰۰۰ء﴾

علامہ اقبالؒ جیسے دور اندیش نے انہی کی زبان میں بات کی، یا انہوں نے ان کی زبان میں بات کی:

Marfat.com

جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی ! کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں
نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

اب راقم السطور اس الہامی نظام اور حال وقال کی حقیقت کو جاننے کے لئے تاریخ اسلام پر نظر ڈالنا چاہتا ہے تاکہ آنکھوں پر بندھی تعصب کی پٹی کھل جائے اور تزکیہ واحسان کے نور سے دل منور ہو جائے.

تاریخ پر نظر ڈالنے سے یہ وضاحت ہوتی ہے کہ ایران وعراق اور جزائر و مصر کی راہ سے دوسری صدی ہجری میں اسلام کے نام پر تصوف کو غذا ملنی شروع ہوئی ،لیکن اس فن کی باضابطہ تشکیل قرون اولیٰ کے بعد ہوئی ،جس کی وضاحت تصوف کے مشہور ومعروف سلسلوں کے بانی سالکین کی تاریخ پیدائش اور ان کی اس راہ کی کوششوں یا ان کے شاگردوں کی کوششوں سے بخوبی ہو جاتی ہے.

امت اسلام میں اس راہ کے چھ سلسلے زیادہ معروف ومشہور ہیں، پھر ان کی سیکڑوں شاخیں بطور خانقاہی نظام عالم اسلام بلکہ دنیا کے خطے خطے میں قائم ہیں، راقم السطور ان میں سے صرف چھ مشہور اور بنیادی سلسلوں پر قدرے روشنی ڈال کر اپنی بات کو آگے بڑھائے گا.:

﴾۱﴿ سلسلۂ قادریہ

یہ سلسلہ عبدالقادر جیلانیؒ کی طرف منسوب ہے، اور جن کے تصوف وتقشف کی بساط سرزمین بغداد سے شروع ہو کر دنیا میں پھیل گئی، وہ سنت الٰہی کے مطابق ۵۶۱ھ میں وفات پا کر وہیں مدفون ہوئے، قابل ذکر بات یہ ہے کہ یہ

Marfat.com

حنبلی مسلک کے حامل تھے، لیکن ان کے تزکیہ واحسان سے زیادہ تر حنفی مسلک کے ماننے والے مستنیر ہیں، گویا اس راہ میں فقہی مکتب فکر کے وجوب کی بندش توڑ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، بلکہ ایک سالک کے لئے اس راہِ سلوک پر چلنا بہتر واولی اور اصل دین وایمان ہے.

(ب) سلسلۂ نقشبندیہ

اس سلسلے کے بانی بہاء الدین محمد بن احمد فاروقیؒ ہیں، جن کے تزکیہ واحسان کا چشمہ سمرقند و بخارئ سے جاری ہوا اور جس سے ترکیا، ترکستان اور ہندوستان کے صاحب دلوں نے اپنے دلوں کو خوب خوب روشن کرنے کا دعویٰ کیا ہے، ان کی وفات ۷۹۱ھ میں ہوئی.

(ج) سلسلۂ سہروردیہ

اس سلسلے کے بانی عمر بن محمد شہاب الدینؒ ہیں سہرورد میں پیدا ہوئے اور بغداد میں ۶۳۲ھ میں وفات پائی، یہ شافعی مسلک کے حامل تھے اور بغداد ہی کی سرزمین سے ان کے وجد وحال کی کیفیات کی کرشمہ سازیاں شروع ہوئیں.

(د) سلسلۂ رفاعیہ

اس سلسلے کے بانی ابو العباس احمد الحسنیؒ ہیں، عراق میں پیدا ہوئے اور اسی کی ایک بستی ''ام عبید'' میں ۵۷۸ھ میں وفات پائی، یہ بھی شافعی مسلک کے حامل تھے، اور ان کے تزکیہ واحسان کی چادر بھی پہلے پہل عراق کی زرخیز

Marfat.com

سرزمین پر پہنچی، اور جس کی روشنی آہستہ آہستہ عالم عرب میں خاص کر اور دنیا کے دیگر خطوں میں عام طور پر پھیل گئی.

(ھ) سلسلۂ تیجانیہ

اس سلسلہ کے بانی ابو العباس احمدؒ فقہ مالکی کے حامل تھے، ان کی ولادت جزائر میں ہوئی، اور ان کے وجد و حال اور تزکیہ و احسان کا براعظم افریقہ کے عربی ممالک میں خاص طور سے چرچا ہے، ان کی وفات ۱۲۳۰ھ میں ہوئی.

(و) سلسلۂ چشتیہ

اس سلسلے کے بانی برصغیر کے مشہور و معروف ولی نظام الدین اولیاء یعنی ولیوں کے ولی ۶۳۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۷۲۵ھ میں وفات پائی، یہ سلطان الاولیاء کے لقب سے ملقب ہوئے، اور انہی کے نام کی بستی نظام الدین میں ان کا مزار ہے.

فنِ تصوف کے یہ سارے سلسلے چھٹی صدی ہجری اور اس کے بعد تزکیہ و احسان اور زہد و استغنا کے نام پر باضابطہ قائم ہوئے، اور جس نے کشف و کرامات، مراقبہ والہام، وحدۃ الوجود، وحدۃ الشہود اور فنا فی اللہ وغیرہ متصوفانہ اصطلاحوں کے ذریعے خلق خدا کے باطنی اصلاح کا بیڑا اٹھانے کا دعویٰ کیا.

جب دوسری صدی کے اخیر میں امت کے کچھ افراد نے یونانی، ایرانی، ہندی جوگی پن اور یہود و نصاریٰ کی راہبانہ زندگی سے متاثر ہو کر اس راہ پر قدم رکھنا شروع کیا تھا تو امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کی دور رس نگاہوں نے اس کے

Marfat.com

خطرناک پہلوؤں کو بھانپ لیا تھا، اور اس سے امت کو دور رہنے کی تلقین اور اس راہ پر گامزن ہونے کو حماقت و سفاہت سے تعبیر فرمایا تھا: چنانچہ امام شافعیؒ فرماتے ہیں:

"لو أن رجلاً تصوف أول النهار لا يأتي الظهر حتى يصير أحمق"
اگر کسی نے شروع دن میں صوفیانہ زندگی اختیار کر لی تو وہ دو پہر تک احمق ہو جائیگا۔

"ما لزم أحد الصوفيين أربعين يوما فعاد عقله"
جس کسی نے متواتر چالیس دن تک کسی صوفی کی صحبت اختیار کی تو اس کی عقل دوبارہ لوٹ کر نہیں آئے گی۔

اور امام السنہ احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

"حذروا من الحارث أشدّ التحذير، الحارث أصل البلبلة يعني في حوادث كلام جهم، ذاک جالسه فلان و فلان و أخرجهم الى رأى جهم مازال مأوى أصحاب الكلام، حارث بمنزلة الأسد المرابط انظر أيّ يوم يثب على الناس"

﴿الفكر الصوفي في ضوء الكتاب و السنة. ص: ۶۸۳/۶۸۴﴾

حارث صوفی سے جہاں تک ہو سکے بچو، کیوں کہ وہ مصیبت کی جڑ ہے، جہم بن صفوان کے کلام کے حوادث کا شکار ہے، دیکھتے نہیں کہ فلاں اور فلاں اشخاص اس کے ہم جلیس ہیں، جس نے ان کو جہم بن صفوان کی رائے کا پابند بنا دیا ہے، جواب تک علم کلام والوں کا ملجیٰ و ماویٰ ہے، حارث کی مثال گھات میں رہنے والے شیر کی ہے، دیکھو وہ کس دن حملہ کرتا ہے۔

اماماِن رشد و ہدایت کے ان تحذیری بیانات کے باوجود اوہام و وساوس اور

Marfat.com

خیالی دنیا کے صیادوں نے اپنی کمین گاہوں سے سادہ لوح مسلمانوں کے شکار کا عمل جاری رکھا، اور روز بروز اس میں ترقی ہوتی گئی، یہاں تک کہ چھٹی صدی ہجری تک فن تصوف کے مستقل سلسلے قائم ہو گئے، جس کا قدرے بیان اوپر ہو چکا ہے، پھر اس میں مزید ترقی ہوئی، اس کے لئے باضابطہ خانقاہیں قائم ہونے لگیں، سجادہ نشینی اور گدہ نشینی کے دور کا آغاز ہوا، اسلام میں ایک ہی خلیفہ کی بیعت مشروع تھی، لیکن فن تصوف کے ہر سلسلے کی جانب سے سیکڑوں خلفاء مقرر کئے جانے لگے، اور ان کی بیعت مشروع قرار پائی، اس میں ایک قدم اور ترقی ہوئی اور بزرگانِ دین کی قبروں پر حاضری اور ان سے استفادے کا سلسلہ شروع ہوا، وہاں سے تبرکات کی تقسیم اور موئے مبارک کی رونمائی کا سلسلہ جاری ہوا، ہر بزرگ کی وفات پر ان کی خانقاہ میں واقع قبر پر سالانہ عرس کا نظام قائم کیا گیا، بجشی اور اس قسم کی دیگر جنتریوں کو دیکھئے تو سال کے اکثر و بیشتر دنوں میں کسی نہ کسی بزرگ کے عرس کی تاریخ مقرر کی گئی ہے.

افسوس کہ جو قوم حرکت وعمل اور دنیا کی امامت وقیادت اور ان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے مبعوث کی گئی تھی، وہ عرسوں اور میلوں ٹھیلوں میں الجھ کر اپنی توانائیوں کو صرف کرنے لگی، دنیا کی حکومتوں نے عموما ان کا ساتھ دیا اور دے رہی ہیں تاکہ وہ اطمینان سے دنیا پر اپنی مرضی کے مطابق حکومت کرسکیں.

اس امر کے لئے کتاب وسنت سے دلیلیں ڈھونڈھ نکالی گئیں، جیسے:

"واعبد ربک حتی یأتیک الیقین" ﴿الحجر: ۹۹﴾

اور آپ اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کو موت آجائے

اس آیت کے اندر واقع "الیقین" کا معنی موت ہے یعنی اے محمد ﷺ آپ ہر حال میں اپنے رب کی عبادت وریاضت میں لگے رہیے اور دشمن اسلام کی

Marfat.com

بھبتیوں کی پرواہ نہ کیجیے، لیکن صوفیا کی اصطلاح میں اس لفظ کا معنیٰ دل کی راہ سے غیبی مشاہدہ ٹھہرا، جس کا نام شریعت میں قرآن کی معنوی تاویل وتحریف ہے.

"أن تعبد الله كأنك تراه، فان لم تكن تراه فانه يراك"

﴿مسلم﴾

اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر ایسا نہ کر سکو تو بہر حال وہ تمہیں دیکھ رہا ہے.

اس ارشاد نبوی کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کی عبادت بندہ نہایت خشوع وخضوع اور اتقان واخلاص کے ساتھ کرے یہی احسان اور حسنِ عبادت ہے. لیکن صوفیا کی اصطلاح میں اس کا معنیٰ نور بصیرت کے ذریعے مشاہدۂ حق کا متحقق ہونا قرار پایا.

اس یقین اور نور بصیرت نے صوفیا کے دلوں پر علوم واخبار غیبیہ کا الہام کرنا شروع کر دیا، اس طرح کشف ومراقبہ کے ذریعے تصور شیخ، توجہ الی الشیخ، وحدۃ الشہود اور وحدۃ الوجود تک معاملہ پہونچ گیا، شاہد ومشہود ایک ہو گئے، ہر چیز اللہ ہو گئی اور اللہ ہر چیز ہو گیا، لہذا اس بنیاد پر "اَنا الحق" میں ہی اللہ ہوں، "مافی جبتی الا اللہ" میرے جبے میں ماسوا اللہ کے کچھ نہیں ہے، اور "سبحانی ما اُعظم شانی" میرے سبحان میری شان کتنی عظیم ہے وغیرہ کے نعرے خانقاہوں سے بلند ہونے لگے. العیاذ باللہ

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری
کہ فقر خانقاہی ہے فقط اندوہ و دلگیری
تیرے دین وادب سے آ رہی ہے بوئے رہبانی
یہی ہے مرنے والی امتوں کا عالم پیری

Marfat.com

عشق مجازی اور عشق حقیقی کی اصطلاحیں گڑھی گئیں، اجر دامرد خوبرو حسین و جمیل نوخیز نوجوانوں کو دیکھنا عشق مجازی ٹھہرا اور پھر اس کے ذریعے عشق حقیقی یعنی اللہ کی ذات تک رسائی حاصل کی گئی، اس امر کی حقیقت کو جاننا ہو تو جلالی و رومی اور نظیری و فردوسی اور اس راہ کے دیگر شعراء کے فارسی کلام کو پڑھیے، قارئین کے تواضع کی خاطر راقم السطور اس باب سے فارسی کے دو تین اشعار ان کی نذر کرنا چاہتا ہے:

اگر آں ترک شیرازی بدست آرد دلِ مارا
بخالِ ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

اگر وہ شیراز کا ترکی خوب رولڑکا ہمارے دل کو ہاتھ آجائے تو میں اس کے ایک تل کے بدلے سمرقند و بخاری کی سلطنت بخشنے کو تیار ہوں.

بے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نہ بود زراہ ورسم منزلہا

اگر پیر مغاں یعنی گرو گھنٹال پیر و مرشد تجھے جائے نماز کو شراب سے آلودہ کرنے کو کہے تو کر ڈال، کیوں کہ وہ راہِ تصوف کا ایسا سالک ہے جو تصوف کی تمام منزلوں کی راہ ورسم سے بخوبی واقف ہے.

تو وطوبی مابقامت یار☆ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

تجھے جنت مبارک ہو مجھے تو اپنے محبوب کی قد وقامت کا حسن و جمال ہی چاہیے، ہر شخص کی فکر اس کی ہمت کے اندازے سے ہوتی ہے.

علامہ اقبالؒ نے بھی انہی کی زبان میں بات کی:

یہ جنت مبارک رہے زاہدوں کو
کہ میں آپ کا سامنا چاہتا ہوں

Marfat.com

کیوں کہ دراصل ان کی شاعری کاخمیر مغربی فلسفہ کے بعد ایرانی تصوف کی راہ سے ہی اٹھا تھا، گرچہ امت اسلام کے درد و سوز اور ان کے کلام کی بلندی نے برصغیر کے مسلمانوں کو ایک نیا پیغام اور جوش وولولہ عطا کیا، لیکن ان کے کلام میں تصوف کی گل کاری باقی رہی.

الحمد للہ گروہِ محدثین کی راہ پر گامزن تحریک اہل حدیث نے ان تینوں راہوں ﴿۱﴾ عقیدہ میں اشاعرہ اور ماتریدیہ کی تعقل پسندی ﴿۲﴾ فقہی مسائل میں تقلید. ﴿۳﴾ فن تصوف میں کشف ومراقبہ کے الہامی نظام سے گریز کیا، اور خالص کتاب وسنت پر قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح اپنے عقیدہ وعمل کی طرح ڈالی، اور اسی کا نام مسلکِ تحریکِ اہل حدیث ہے، اس جرم میں اسے مختلف پلیٹ فارموں سے غدر و بے وفائی اور کفر وشرک کی گالیاں دی گئیں، جس کا سلسلہ آج بھی جاری ہے:

غدارِ وطن اس کو بتاتے ہیں برہمن
انگریز سمجھتا ہے مسلماں کو گداگر
پنجاب کے ارباب نبوت کی شریعت
کہتی ہے کہ مومن پارینہ ہے کافر

حالانکہ انہوں نے یہ طریقہ اس لئے اختیار کیا ہے کہ ان کے پیش نظر کتاب وسنت کی یہ واضح نصوص موجود ہیں:

"يا أيها الذين آمنوا أطيعوا الله و أطيعوا الرسول و أولي الأمر منكم، فان تنازعتم في شيئ فردوه الى الله و الرسول ان كنتم تؤمنون بالله واليوم الآخر ذلك خير و أحسن تأويلاً" ﴿النساء: ۵۹﴾

Marfat.com

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو! اور اولیاء الأمور کی، پھر کسی چیز میں اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ تعالی اور رسول اللہ کی طرف لوٹا دو! اگر تمہیں اللہ تعالی اور قیامت کے دن پر ایمان ویقین ہے، یہ بہت بہتر اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے.

"وما كان لمؤمن و لا مؤمنة اذا قضىٰ الله و رسوله أمرا أن يكون لهم الخيرة من أمرهم، و من يعص الله و رسوله فقد ضل ضلالاً مبيناً﴿الأحزاب: ٣٦﴾

اور دیکھو! کسی مومن مرد وعورت کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے فیصلے کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، یادرکھو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کریگا وہ صریح گمراہی میں پڑیگا.

"أوصيكم بتقوى الله عز وجلّ والسمع و الطاعة، و ان تأمّر عليكم عبد حبشي، فانه من يعش منكم فسيرىٰ اختلافا كثيرا، فعليكم بسنتي و سنة الخلفاء الراشدين المهديين، عضوا عليها بالنواجذ، وايا كم و محدثات الأمور فان كل محدثة بدعة و كل بدعة ضلالة"﴿الترمذي﴾

میں تمہیں تقویٰ الٰہی اور سمع وطاعت کی وصیت ونصیحت کرتا ہوں، اگر کوئی حبشی غلام بھی تم پر امیر مقرر کردیا جائے تو اس کی اطاعت کرو! کیوں کہ جو تم میں سے زندہ رہیگا وہ بڑے بڑے اختلاف دیکھے گا، تو اس وقت میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑے رہنا، اسے دانتوں سے مضبوطی سے تھام لینا، اور دینی امور میں پیدا شدہ نئی نئی بدعتوں سے بچتے رہنا، اس لئے کہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے.

Marfat.com

"ألا و أن من قبلكم من أهل الكتاب افترقوا على ثنتين و سبعين ملة، و ان هذه الملة ستفترق على ثلاث و سبعين، ثنتان و سبعون في النار وواحدة في الجنة وهي الجماعة"﴿الترمذي﴾

آگاہ ہو جاؤ! تم سے پہلے اہل کتاب بہتر ملتوں اور فرقوں میں بٹ گئے، اور یہ ملت عنقریب تہتر ملتوں اور فرقوں میں بٹ جائیگی، ان میں سے ایک ہی فرقہ جنتی ہوگا اور وہی جماعت ہے۔

افسوس کہ اس شیوۂ احتیاط اور کتاب وسنت کی پیروی کے نیک جذبے کے باوجود اپنوں نے بھی برہمنوں، انگریزوں اور ارباب نبوت کی شریعت کے شیدائیوں سے قدرے ہٹ کر اور لہجہ بدل کر تحریک اہل حدیث کے حاملین کو عطار اور خود کو جوہری بتایا، انہیں گستاخ رسول اور خود کو محبّ رسول ٹھرایا، بلکہ انہیں دین اسلام سے خارج کرنے کی کوشش کی گئی، اور خود نصوصِ کتاب وسنت کی تاویل وتنسیخ کر کے ملت اسلام کے پاسباں ٹھرے۔

قربان جایئے ان کے ذوق تحقیق اور جستجوئے حق پر کہ حق کو ناحق اور ناحق کو حق کر دکھایا، علامہ اقبالؒ کہتے ہیں:

گر نہیں ہے جستجوئے حق کا تجھ میں ذوق وشوق
"امتی" کہلا کے پیمبر کو رسوا نہ کر!!!!
ہے فقط توحید وسنت امن وراحت کا طریق
فتنہ وجنگ وجدل "تقلید" سے پیدا نہ کر

تحریک اہل حدیث ہند اور نجد کی اصلاحی تحریک

اس موضوع پے دو حیثیتوں سے گفتگو کرنا بہتر ہے:

Marfat.com

﴿۱﴾ تحریکِ جہاد ہند اور نجد کی اصلاحی تحریک. ﴿۲﴾ تحریک اہل حدیث ہند اور نجد کی اصلاحی تحریک.

﴿۱﴾ تحریکِ جہاد ہند اور نجد کی اصلاحی تحریک

یہ دونوں اسلامی تحریکیں دو مختلف مقامات اور ظروف و حالات کی پیداوار ہیں، نجد کی اصلاح و تجدید کے قائد شیخ الدعوۃ و الارشاد محمد بن عبدالوہابؒ ۱۲۰۶ھ میں دنیا سے چل بسے، اور تحریک جہاد ہند کے قائد سید احمد شہید بریلویؒ ﴿۱۲۰۱ھ-۱۲۴۶ھ﴾ کی پیدائش ان کی وفات سے صرف پانچ سال پہلے ہوئی، لہذا دونوں عظیم شخصیتوں کی ملاقات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، سید احمد شہیدؒ اپنے رفقاء اور تلامذہ کے ساتھ ۱۲۳۷ھ میں حج بیت اللہ سے فارغ ہوئے، اس سے پہلے یعنی ۱۲۲۷ھ میں شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کی تحریک کے شیدائیوں کو ترکوں اور مصریوں نے انگریز سے ساز باز کر کے حرمین سے نکال باہر کیا تھا، ان کے لیے ان مقامات مقدسہ میں قیام کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہ تھا، توحید کے ان متوالوں کے خلاف صرف سیاسی حربے استعمال نہ کئے گئے، بلکہ ترکی اور مصری اور دیگر مقامات کے ان کے ہم خیالوں نے انہیں مرتد اور کافر ٹھرایا، برصغیر کے علماء کی اکثریت کا بھی یہی حال تھا، ایسے ظروف وحالات میں ایک تحریک کا دوسری تحریک سے متاثر ہونا تاریخی اور عقلی دونوں ہی اعتبار سے کم از کم محل نظر ضرور ہے، لہذا! بعض قدیم وجدید مؤرخین کا ایک تحریک سے دوسری تحریک کا رشتہ جوڑنا بے معنی سی بات ہے، نیز سید احمد شہیدؒ کی تحریک کا بنیادی مقصد جہاد تھا، اور نجد کی تحریک کا بنیادی مقصد توحید کی تعلیم عام کرنا تھا، چنانچہ سید احمد شہیدؒ کے تمام ''مکتوبات'' میں اشارے کنائے اور اصطلاحی زبانوں میں

Marfat.com

جہاد کی ترغیب موجود ہے، جب کہ شیخ محمد بن عبدالوھابؒ کی ''کتاب التوحید'' میں جہاد کا کوئی مضمون شامل نہیں ہے، یہ الگ کی بات ہے کہ دعوت کی کامیابی کے بعد ضرورۃً جہاد سے کام لیا گیا۔

سید احمد شہیدؒ کی تعلیم و تربیت تصوف اور حنفی مسلک پر ہوئی تھی، جب کہ شیخ محمد بن عبدالوھابؒ کی تعلیم و تربیت حنبلی مسلک اور تصوف سے کوسوں دور ہوئی تھی، یہی وجہ ہے کہ شہیدین کی شہادت کے بعد ان کے ماننے والوں کے درمیان عقیدۂ غیوبیت کا مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا جو عرصہ تک ان کے ماننے والوں کے دلوں پر مستولی رہا، اور شیخ محمد بن عبدالوہاب کی وفات پر اس طرح کے عقیدۂ غیوبیت کے مسئلے کے اٹھ کھڑے ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا تھا، کیوں کہ ان کے مشن کا بنیادی مقصد توحید کی تعلیم اور تصوف کے گورکھ دھندوں سے دور رہنا تھا۔

لہٰذا! راقم السطور مولانا مسعود عالم ندویؒ کے اس تجزیے سے متفق ہے:

''دورانِ بحث و تمحیص نجد کی وہابی تحریک ﴿جیسا کہ عام طور پر کہا جاتا ہے﴾ کا ذکر بار بار نظر سے گزرا، اور ایسی غلط بیانیوں اور افترا پردازیوں سے دوچار ہوا کہ یارائے ضبط نہ رہا، سب سے بڑی غلط فہمی جس میں دوست اور دشمن دونوں مبتلا ہیں، یہ کہ ہندوستان کی تحریک وہابیت یعنی حضرت سید صاحبؒ کی تحریک تجدید و امامت نجد کی وہابی تحریک کی ایک شاخ ہے، اس میں شک نہیں کہ دونوں تحریکوں کا مأخذ ایک اور دونوں کے چلانے والے کتاب و سنت کے علم بردار اور یکساں سرگرم مجاہد تھے، لیکن یہ حقیقت اپنی جگہ پر اٹل ہے کہ ایک کا دوسرے سے دور کا بھی تعلق نہیں، یعنی ایک نے دوسرے کی تعلیمات سے بالکل فائدہ نہیں اٹھایا، دونوں دعوتیں الگ الگ اپنے مخصوص ماحول اور حالات کے مطابق

Marfat.com

پھلیں پھولیں، اس لئے اصولی اتحاد ﴿یعنی کتاب وسنت کی طرف لوٹنے کی دعوت﴾ کے باوجود دونوں پر اپنے مخصوص مقامی اثرات کی چھاپ بھی محسوس ہوتی ہے اور ایک دوسرے سے اختلاف بھی رکھتی ہیں''

﴿محمد بن عبدالوہابؒ ایک مظلوم اور بدنام مصلح ص:۱۶﴾

﴿۲﴾ تحریک اہل حدیث ہند اور نجد کی اصلاحی تحریک

اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ سید احمد شہید بریلویؒ کی قیادت میں شاہ اسماعیل شہیدؒ ﴿۱۱۹۶ھ-۱۲۴۶ھ﴾ نے برصغیر کی تحریک جہاد کا بھرپور ساتھ دیا، لیکن ساتھ ہی شیخ الدعوہ محمد بن عبدالوہابؒ کی اصلاح وتجدید کی طرح توحید کی تعلیم سے تحریک جہاد کو بھرپور غذا بخشی، جس کی زندہ مثال عقیدۂ توحید پر ان کی لکھی ہوئی کتاب ''تقویۃ الایمان'' ہے، جو شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کی ''کتاب التوحید'' کی طرح توحید کے مضامین پر مشتمل ہے، راقم السطور کی رائے میں اصلاح عقیدہ کے موضوع پر اس طرح کی اب تک برصغیر میں کوئی مستقل کتاب لکھی نہیں جاسکی ہے.

شہیدین کی شہادت کے بعد تحریک جہاد معنوی طور پر دو حصوں میں بٹ گئی، ایک وہ گروہ جن کے دل شاہ اسماعیل شہیدؒ کے توحیدی بیان اور کتاب وسنت کی ٹھیٹ دعوت سے معمور ہو چکے تھے، دوسرا وہ گروہ جن پر جہاد سے سرشاری کے باوجود حنفی مسلک اور تصوف کا رنگ باقی رہا، جن کے دل توحید اور کتاب وسنت کی تعلیم سے معمور ہو چکے تھے، کچھ عرصہ بعد انہیں مولانا ولایت علیؒ کی جہاد کی قیادت سے مزید غذا فراہم ہوئی.

ادھر شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی مسند تدریس کے آخری یادگار سید نذیر

Marfat.com

حسین محدث دہلویؒ نے توحید اور کتاب وسنت کی روح اپنے ارشد تلامذہ کے دوش پر پورے برصغیر میں پھونک دی، نیز بھوپال کی سرزمین سے نواب صدیق حسن خاں قنوجیؒ نے توحید اور کتاب وسنت کی اشاعت صرف برصغیر ہی میں نہیں بلکہ پورے عالم اسلام میں کی۔

اب گویا تحریک جہاد ہند تحریک اہل حدیث کا ہم معنی ہوگئی، کیوں کہ اس کا پہلا بنیادی مقصد شہیدین کی شہادت کے بعد پورا ہوا، گرچہ اس مشن کو خاندان صادق پور نے تحریک اہلحدیث کی حمایت سے تقسیم ہند ۱۹۴۷ء تک جاری رکھا، رہا اس کا دوسرا بنیادی مقصد اصلاح رسوم اور ردّ بدعات وخرافات تو اسے بڑھ کر تحریک اہل حدیث کے متوالوں نے اپنے کندھوں پر اٹھالیا۔

حسنِ اتفاق کہ اُدھر نجد کی تحریک اصلاح وتجدید کو دوبارہ سرزمین حجاز پر سر بلندی حاصل ہوئی، اور اس تحریک کے خلاف جو بدگمانیاں انگریزوں اور بریلویوں حتیٰ کہ حنفی مکتب فکر کی جانب سے پھیلائی گئی تھیں، اس کا مطلع قدرے صاف ہوا، اور توحید اور کتاب وسنت کی تعلیم میں دونوں تحریکوں کی یکسانیت نے اپنے ثمرات دکھلانے شروع کیے، ان دونوں میں قربت بڑھی اور آہستہ آہستہ پروان چڑھنے لگی۔

گرچہ شیخ الدعوہ محمد بن عبدالوہابؒ فروعی مسائل میں حنبلی مکتب فکر کے متبع تھے، لیکن یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ حنبلی مکتب فکر دراصل گروہِ محدثین کی ترقی یافتہ شکل ہے، اس کی واضح دلیل اس مکتب فکر کے ماننے والوں کا کتاب وسنت کی روشنی میں کسی مسئلے کی وضاحت کے بعد اسے بلا جھجک چھوڑ دینا ہے، نیز عقیدے کے باب میں اشعریت اور ماتریدیت کی تعقل پسندی کی آمیزش اور تصوف کی رنگینیوں سے ان کے دامن کا پاک ہونا ہے، اسی راہِ اعتدال کا ثمرہ

Marfat.com

ہے کی سعودی عرب میں فقہِ مقارن کی خوب خوب آبیاری ہو رہی ہے، اور اس کی کوکھ سے چوٹی کے سلفی علماء جیسے شیخ بن بازؒ، شیخ محمد صالح عثیمین اور شیخ صالح فوزان الفوزان حفظہما اللہ پیدا ہوئے ہیں.

اس راہ میں تحریک اہل حدیث کے بعض افراد کی جانب سے سلفی مقلد اور سلفی غیر مقلد کی تقسیم دعوتی مصالح کے خلاف ایک ناروا قدم اور ناعاقبت اندیشی ہے، اور فقہ مقارن کی کوششوں کی راہ کا سب سے بڑا پتھر ہے:

اپنے بھی خفا مجھ سے ہیں، بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

بہر صورت! اس راہ سے برصغیر کی تحریک اہل حدیث نجد کی تحریک اصلاح و تجدید سے قریب تر ہوتی گئی، اسی سلسلے کی ایک کڑی شیخ بن بازؒ کے استاد گرامی شیخ سعد بن حمد بن عتیقؒ ﴿۱۲۶۸ھ-۱۳۴۹ھ﴾ تھے، جنہوں نے نجد سے ہندوستان کا سفر کر کے سید نذیر حسین محدث دہلویؒ اور علامہ نواب صدیق حسن خاں قنوجیؒ سے شرف تلمذ حاصل کیا، نیز جب ترکوں اور مصریوں نے انگریزوں سے ساز باز کر کے نجد کی تحریک اصلاح وتجدید کو زک پہونچائی اور وہ مالی مشکلات سے دوچار ہوئی تو نواب صدیق حسن خاں قنوجیؒ نے ان کی چاول کی بوریوں سے نیز دیگر مادی اور معنوی مدد کی.

اب جب کہ نجد کی اصلاح وتجدید کی راہ پر گامزن حکومت وافراد کو اللہ تعالی نے کتاب وسنت کی اتباع اور پیروی کی بدولت دنیاوی مال ومتاع سے نوازا ہے اور وہ دوسروں کی طرح برصغیر کی تحریک اہلحدیث کی مادی اور معنوی مدد کرتے ہیں تو یہ توحید کی تعلیم، کتاب وسنت کی اتباع اور فکر وعمل میں یکسانیت کا ثمرہ اور نتیجہ ہے، نہ کہ تملق، چاپلوسی اور ریالوں کی چمک دمک میں تحریک اہل حدیث کا

Marfat.com

گم ہو جاتا ہے، جیسا کہ برصغیر کے بعض گروہوں کا اس تحریک کے ماننے والوں پر یہ الزام ہے، اللہ تعالیٰ ہر ایک کو حقیقت حال سمجھ کر اس کی روشنی میں اخلاص و للّٰہیت کی بنیاد پر فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور ہر طرح کی فرقہ بندی اور گروہ بندی سے محفوظ رکھے:

مدعا تیرا اگر دنیا میں ہے تعلیم دیں
ترکِ دنیا قوم کو اپنی نہ سکھلانا کہیں
وا نہ کرنا فرقہ بندی کے لئے اپنی زباں
چھپ کے ہے بیٹھا ہوا ہنگامۂ محشر یہاں

تحریک اہل حدیث اور سیاست

علم سیاست کی اب تک جو تعریف کی جا سکی ہے اس میں سب سے زیادہ جامع مانع تعریف یہ ہے:

"یہ علم انسانوں کے اس اجتماعی اور سیاسی رویے سے بحث کرتا ہے جس کے مطابق وہ اپنے تمام اجتماعی امور کو باقاعدہ منظم صورت میں انجام دینا چاہتے ہیں، تاکہ وہ اپنے مقاصد زیادہ سے زیادہ بہتر صورت میں حاصل کر سکیں"

﴾سیاست و ریاست. ص: ۸﴿

درحقیقت یہ تعریف شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی سیاست مدنیہ کی تعریف کا چربہ اور خلاصہ بلکہ اس کی وضاحت ہے، چنانچہ شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں:

"هی الحكمة الباحثة عن كيفية حفظ الربط الواقع بين أهل المدينه" ﴾حجة الله البالغة. ج ۱ ص: ۴۴﴿

سیاست اس حکمت و مصلحت کا نام ہے جو شہریوں کے مابین واقع روابط کی

Marfat.com

حفاظت کی کیفیت سے بحث کرتا ہے.

علم سیاست کی یہ تعریف اور وضاحت اس امر کی نشاندہی کرتی ہے کہ انسان مدنی الطبع واقع ہوا ہے، وہ اپنے حقوق کی حصول یابی اور ضروریات کی تکمیل کے لئے کوئی ایسا منظم اجتماعی لائحہ عمل مرتب کرنے کا خواہاں رہتا ہے، جو اس کے حقوق اور ضروریات کی تکمیل بدرجہ اتم پورا کر سکے.

اس وضاحت سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کے انسان فطرۃً جزوی یا کلی طور پر سیاست سے اپنا تعلق قائم رکھنے پر مجبور ہے، اس کے بغیر اس کے لئے زندگی کی شاہ راہ پر باضابطہ گامزن رہنا مشکل ہے، جب فرد کا یہ حال ہے تو کسی تحریک کا کیا حال ہوگا؟

لہذا! یہ مسئلہ اٹھانا کہ تحریک اہلحدیث ہند کا سیاست میں کوئی حصہ نہیں رہا ہے، یہ ایک غیر فطری، غیر حقیقی اور غیر منطقی بات ہے، جو فکر و عقل اور بحث و تحقیق کے میدان میں کوئی وقعت نہیں رکھتی، ہاں! ممکن ہے کہ وقت اور حالات و ظروف نے بعض افراد اور تحریکات کو خاموش کر دیا ہو، اور انہوں نے اپنا کام خفیہ طور پر انجام دیا ہو، تاریخ میں ''اخوان الصفاء'' کی تحریک علم وادب کی راہ سے اور ''کلیلہ ودمنہ'' کی زبان اسی امر کی عکاسی کرتی ہے، خود برصغیر میں شیخ الہند محمود الحسنؒ کی ریشمی رومال کی تحریک اور شہدین کی تحریک جہاد کی خفیہ اصطلاحیں اس امر کے واضح دلائل ہیں، جیسے چھوٹا گودام سے مراد پٹنہ، بڑا گودام سے مراد ستھانہ، رنگ روٹ سے مراد جہادی اور قافلہ سے مراد صادق پور کے علماء کے مکانات کے احاطے وغیرہ.

سیاست کی اس طبعی اور فطری حقیقت کی قدرے وضاحت کے بعد مغلیہ دور حکومت کے خاتمے کے بعد کی برصغیر کی سیاست کو تین خانوں میں تقسیم کر کے

Marfat.com

گفتگو کی جاتی ہے:

﴿۱﴾ اسلامی سیاست یا تحریک جہاد.

﴿۲﴾ جمہوری سیاست بالفاظ دیگر لادینی سیاست.

﴿۳﴾ اسلام کے نام پر جمہوری سیاست.

﴿۱﴾ اسلامی سیاست یا تحریک جہاد

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حاکمیت کا اقرار، اس کے قانون کی تنفیذ اور اس کی دعوت کی راہ میں اگر کوئی رکاوٹ آئے اور کوئی فتنہ سر اٹھائے تو اس کی سرکوبی کے لئے جہاد کرنا اسلامی سیاست کا ایک لازمی جزء ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" وقاتلوهم حتى لاتكون فتنة ويكون الدين لله فان انتهو ا فلا عدوان الاعلى الظالمين" ﴿البقرة:۱۹۳﴾

ان سے لڑو جب تک کہ فتنہ نہ مٹ جائے، اور اللہ تعالیٰ کا دین غالب نہ آجائے اگر یہ رک جائیں تو تم بھی رک جاؤ، زیادتی تو صرف ظالموں پر ہی ہے.

اسلامی سیاست کے اس منشا کی تکمیل کے لئے برصغیر میں پہلی صدی ہجری کے بعد پہلی اسلامی تحریک سید احمد شہید بریلویؒ کی قیادت میں شروع ہوئی جو ان کی اور ان کے رفیق خاص شاہ اسماعیل شہیدؒ کی مشہد بالاکوٹ میں شہادت پر منتج ہوئی، اول الذکر شخصیت، قائد جہاد اور صاحب دل نے حنفی مکتب فکر اور تصوف کی راہ سے اس تحریک کو برپا کرنے میں عظیم کامیابی حاصل کی، جس کی مثال تاریخ ہند میں نہیں ملتی، اور ثانی الذکر شخصیت، کتاب وسنت کا شیدا، عقیدۂ توحید کا پاسباں، تحریر وتقریر اور میدان کارزار کا بے مثال سپاہی اور برصغیر کی تحریک اہلحدیث کا بانی سید صاحبؒ کی قیادت پر رائے کے اختلاف کے باوجود

Marfat.com

دعوتی اور جہادی مصلحتوں کے پیش نظر ص کیا، بیعت کی اور تحریک جہاد کو بھرپور غذا بخش کر اوج کمال تک پہنچایا، ان کی تالیفات ''تقویۃ الایمان'' ''تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین'' اور ''عقبات تصوف وتجلیات الٰہیہ'' اس امر کی شاہد عدل ہیں.

رفع الیدین کے اثبات اور تصوف کے عقبات وتجلیات کے موضوع پر آج مطلع صاف ہو جانے ، بہت حد تک تحقیق کا میدان ہموار ہو جانے اور ایک دوسرے کو انگیز کرنے کے باوجود حنفی مکتب فکر کا کوئی فرد اس طرح کی مستقل کتاب نہیں لکھ سکتا، چہ جائیکہ اُس دور میں جب کہ ہر طرف انہی کا غلبہ تھا.

لیکن افسوس کہ تحریک جہاد کے جانشینوں میں ایسے افراد پیدا ہونے لگے جو تصوف کے عقبات کے بجائے تزکیہ واحسان کے نام سے اسے روحانیت کی معراج کہنے، ماننے اور عمل کرنے اور کرانے پر زور دینے لگے.

بہر صورت! دعوت کی راہ میں شاہ اسماعیل شہیدؒ کی اسی عزیمت کی بدولت ابوالکلام آزادؒ نے ان کے حق میں فرمایا تھا:

''بایں ہمہ یہاں جو کچھ ہوا تجدید و تدوین علوم ومعارف اور تعلیم وتربیت اصحاب استعداد تک محدود رہا، اس سے آگے نہ بڑھ سکا، فعلاً عمل ونفاذ اور ظہور وشیوع کا پورا کام تو کسی دوسرے ہی مرد میدان کا منتظر تھا، اور معلوم ہے کہ توفیق الٰہی نے یہ معاملہ صرف حضرت علامہ ومجدد شہیدؒ کے لئے مخصوص کر دیا تھا، خود حضرت شاہ ''ولی اللہ محدث دہلوی'' صاحب کا بھی اس میں حصہ نہ تھا''

﴿تذکرہ ص:۲۴۴﴾

اور ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ نے ان کے حق میں کہا تھا:

''اگر مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ کے بعد ان کے مرتبے کا ایک مولوی بھی پیدا ہو جاتا

Marfat.com

تو آج ہندوستان کے مسلمان ایسی ذلت کی زندگی نہ گزارتے''
﴿تاریخ اہلحدیث.ص:۴۲۲﴾

اور مولانا مسعودؒ عالم ندوی فرماتے ہیں:

''مگر خود سید احمد صاحب کی جماعت میں مولانا اسماعیل شہیدؒ ﴿۱۲۴۶ھ﴾ کے اثر سے خالص عاملین بالحدیث کا بھی ایک طبقہ پیدا ہو گیا تھا''
﴿ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک.ص:۲۸﴾

اور مولانا مسعود عالم ندویؒ، مولانا ولایت علیؒ کی سیاسی قیادت کے بارے میں فرماتے ہیں:

''فاجعہ بالاکوٹ کے بعد تمام ملک پر اداسی چھائی ہوئی تھی، جماعت تتر بتر ہو گئی، اچھوں اچھوں کے قدم لڑکھڑا رہے تھے، جہاد کا سارا کام درہم برہم ہوا چاہتا تھا کہ عظیم آباد پٹنہ محلہ صادق پور کے ایک فرد نے یہ گرتا ہوا علم اپنے ہاتھوں سے تھام لیا اور زندگی بھر اپنے سینوں سے لگائے رکھا اور پھر اس مرد کامل کے بعد اس کے بھائیوں، بھتیجوں، عزیزوں اور ماننے والوں نے جس طرح اپنے خون سے اس نخل خزاں دیدہ کی آبیاری کی ہے وہ اسلام ہند کی پوری تاریخ میں اپنی آپ مثال ہے'' ﴿ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک.ص:۵۶﴾

یہ بات پہلے ثابت کی جا چکی ہے کہ مولانا ولایت علی تحریک اہل حدیث کے ہراول دستے میں شمار ہوتے ہیں، اب ان کی تحریک جہاد کی قیادت کے گرتے ہوئے علم کو سنبھالنا اور اسے تقسیم ہند ۱۹۴۷ء تک قائم رکھنا کیا تحریک اہل حدیث کا برصغیر کی سیاست سے الگ ہو جانا ہے، یہی نہیں بلکہ سید نذیر حسین محدث دہلویؒ کے شاگرد رشید مولانا عبدالعزیز رحیم آبادیؒ جو تحریک اہل حدیث کے تنظیمی ڈھانچہ کے بانیوں میں سے ہیں، انہوں نے بھی خاندان صادق پور کی

Marfat.com

تحریک جہاد کی اس قیادت میں شرکت فرمائی، چنانچہ جب مولانا عبدالرحیم صادق پوریؒ ﴿۱۲۵۲ھ-۱۳۴۱ھ﴾ کو فرنگیوں نے جزیرۂ انڈمان میں قید کر دیا تو ان کی جگہ پر مولانا عبدالعزیز رحیم آبادیؒ ہی قائد مقرر کیے گئے، لیکن جب وہ جزیرۂ انڈمان سے ﴿۱۲۸۰ھ تا ۱۳۰۰ھ﴾ سزا کاٹ کر واپس ہوئے تو قیادت ان کے حوالے کر دی گئی، لیکن مولانا عبدالعزیز رحیم آبادیؒ نے مرتے دم تک تحریک جہاد کے صادق پوری قائدین کا مالی اور معنوی تعاون فرمایا، یہی وجہ ہے کہ فرنگیوں کی طرف سے ان کی وفات کے ﴿۱۹۱۸ء﴾ چند دنوں پہلے حبس دوام کا وارنٹ ان کی میز پر رکھا تھا.

راقم السطور کے خاندان کو بھی اسی راہ سے تحریک جہاد میں بھرپور شرکت کا موقع ملا ہے، جس کے لئے یہ کتاب لکھی گئی ہے، اللہ تعالی ہمارے اس عمل کو قبول فرمائے.

ان تاریخی حقائق کے باوجود اسلامی سیاست میں تحریک اہل حدیث کے حصہ نہ لینے والی بات غیر حقیقی، غیر منطقی اور حقیقت پر پردہ ڈالنے کی ایک ناروا کوشش ہے، اللہ ہر ایک کو حقیقت کے آئینے میں تاریخی حقائق کو دیکھنے اور پرکھنے کی توفیق عطا فرمائے.

ماضی قریب میں افغانستان کے اسلامی جہاد میں جب تحریک اہل حدیث کے قائد امیر سمیع اللہؒ کو ملک کی ایک ریاست پر غلبہ حاصل ہوا تو انہوں نے فورا ہی کتاب وسنت کی بنیاد پر اسلامی حکومت کی بنا ڈال دی، لیکن افغانستان کے دیگر جہادی گروپوں کو یہ عمل ایک نظر نہ بھایا اور انہوں نے ان کے قتل پر دم لیا، کوئی صاحب دل ان الزام تراشوں سے پوچھے کہ کیا یہ بھی ایک جھوٹ ہے؟

Marfat.com

اضطراری حالت میں عزیمت یا رخصت

قبل ازینکہ تاریخی حقائق کی روشنی میں تحریک اہلحدیث کی بعض اہم شخصیات پر الزام تراشیوں کی خبر لی جائے، شریعت کے دو قاعدے عزیمت اور رخصت پر راقم السطور ہلکی روشنی ڈال دینا مناسب سمجھتا ہے، جس سے آگے چل کر زیر بحث مسئلے کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

﴿۱﴾ عزیمت:

جب کسی کام کے کرنے کا حتمی فیصلہ کرلیا جائے تو اس کے لئے عزم اور عزیمت کے کلمات استعمال کیے جاتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"ولقد عهدنا الى آدم من قبل فنسى ولم نجد له عزما"

﴿طه:۱۱۵﴾

ہم نے آدم کو پہلے ہی تاکیدی حکم دے دیا تھا لیکن وہ بھول گیا اور ہم نے اس میں کوئی عزم نہیں پایا۔

اسی معنی میں بعض رسولوں کو اولوالعزمی کے صفات سے نوازا گیا ہے کیونکہ انہوں نے دعوت حق کی راہ میں اولوالعزمی سے کام لیا جیسے نوح، ابراہیم، عیسی، موسیٰ اور محمد علیہم الصلاۃ والسلام۔

فقہی اصطلاح میں عزیمت سے مراد شریعت کے وہ اصلی احکام ہیں جنہیں اللہ تعالی نے عام حالات میں ابتداء اپنے بندوں کے لئے مشروع کیا ہے، جیسے نماز و روزہ اور زکاۃ و حج وغیرہ۔

Marfat.com

﴿ب﴾ رخصت:

رخصت کا معنی تیسیر و تسہیل ہے اور شرعی اصطلاح میں اس سے مراد وہ احکام ہیں جنہیں اللہ تعالی نے اپنے بندوں کی ضروریات کی رعایت اوران کے اعذار کی خاطر از راہ سہولت وتخفیف مشروع کیا ہے، بشرطیکہ عزیمت کا حکم باقی رہے.

" واذا ضربتم فی الأرض فلیس علیکم جناح أن تقصروا من الصلاۃ" ﴿النساء: ۱۰۱﴾

جب تم سفر میں جارہے ہوتو تم پر نمازوں کے قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے.

فقہائے اسلام نے رخصت کی کئی قسمیں کی ہیں، واجب، مندوب اور مباح اور ہر ایک کے لئے کتاب وسنت سے دلائل پیش کی ہیں، راقم السطوران تفصیلات میں جانے کے بجائے عزیمت اور رخصت کے مضمون پر صرف دعوتی راہ سے ایک نظر ڈالنا چاہتا ہے.

دعوت کی راہ میں عزیمت کی راہ اختیار کرنا افضل اور رخصت کی راہ اختیار کرنا جائز ہے، بلکہ امام شاطبیؒ نے عزیمت اور رخصت کے شرعی قاعدوں کوانہی دونوں امور میں محصور کیا ہے، جو قارئین اس کی تفصیل چاہتے ہیں وہ امام شاطبیؒ کی کتاب "الموافقات. ج اص:۳۰۱" ملاحظہ کریں.

دعوت کی راہ میں عزیمت کی راہ اختیار کرنا افضل اور بہتر ہے اس سلسلے میں اولوالعزم رسولوں کی دعوتی مثالیں موجود ہیں، اور اللہ کے رسول کی یہ حدیث اس معنی کو مزید مبرہن کرتی ہے:

"أفضل الجهاد من قال كلمة حق عند سلطان جائر" ﴿الترمذی﴾

Marfat.com

اس شخص کا جہاد افضل ہے جس نے ظالم و جابر بادشاہ کے سامنے حق کا کلمہ کہا۔
بلال حبشی، حبیب بن زید، عبداللہ بن حذیفہ، سمیہ اور یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسی راہ فضیلت پر گامزن ہو کر اپنی جانیں قربان کر دیں لیکن راہ حق سے سر مو انحراف نہ کیا۔
انہی اصول و مبادی اور تاریخی حقائق کے پیش نظر علامہ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں:

"ولاشک أن الأفضل والأولی أن یثبت المسلم علی دینه ولو أفضی الی قتله" ﴿تفسیر ابن کثیر. ج ۲ ص: ۶۰۷﴾

اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمان کے لئے افضل اور بہتر راہ اپنے دین پر ثابت قدم رہنا اور عزیمت کی راہ اختیار کرنا ہے، گرچہ اسے اس راہ میں اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑے۔
لیکن عزیمت اپنی اس فضیلت کے ساتھ ہی اپنے دامن میں رخصت کا پہلو رکھتی ہے، جس پر امت اسلام کا اتفاق ہے، کیونکہ اس سلسلے میں قرآن مجید کی یہ واضح آیت موجود ہے:

"من کفر بالله من بعد ایمانه الا من أکره وقلبه مطمئن بالایمان"
﴿النحل: ۱۰۶﴾

جس شخص نے ایمان لانے کے بعد بدرجہ مجبوری کفر کیا ہو لیکن اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو تب تو اس کی خیر ہے۔
اس آیت کے شان نزول میں ابن کثیرؒ نے ابن جریرؒ کے حوالے سے عمار بن یاسرؓ کا قصہ نقل کیا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ مشرکین نے انہیں حالت کفر پر لوٹانے کے لئے ہر طرح کی ایذا دی یہاں تک کہ وہ مشرکین کے بعض ارادے کو پورا کرنے کے قریب ہو گئے، پھر اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر

Marfat.com

ہوئے اور اپنا حال سنایا، اس پر آپ نے فرمایا: ''کیف تجد قلبک'' یعنی تم اپنے دل کو کیسا پاتے ہو، انہوں نے کہا: ''مطمئنأ بالایمان'' یعنی میرا دل ایمان پر مطمئن ہے، تو آپ نے فرمایا: ''ان عادوا فعد'' یعنی اگر مشرکین تمہارے ساتھ دوبارہ ویسا ہی سلوک کریں تو تم بھی ان کے ساتھ اپنی پہلی روش اختیار کرلو''

﴿تفسیر ابن کثیر. ج ۲ ص: ۶۰۶﴾

عزیمت اور رخصت کے ان دو شرعی ضابطے کی قدرے وضاحت کے بعد اب ہم برصغیر کے ان حالات وظروف کی طرف لوٹتے ہیں جن میں وہاں کے مسلمان عام طور پر اور علماء خاص طور پر اور بالاخص تحریک اہلحدیث کے افراد اور علماء فرنگیوں کے پنجۂ استبداد کا شکار ہو رہے تھے، اس اضطراری اور مجبوری کی حالت میں برصغیر کے علماء کے موقف اور عمل کو تین خانوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے. ﴿ا﴾ عزیمت کی راہ. ﴿ب﴾ رخصت کی راہ براہ ہجرت. ﴿ج﴾ رخصت کی راہ براہ قیام برصغیر.

﴿ا﴾ عزیمت کی راہ

برصغیر میں قرون اولی کے بعد باضابطہ پہلی اسلامی تحریک کے حاملین نے دعوت وارشاد اور جہاد کی راہ سے عزیمت کا راستہ اختیار کیا، جس راہ کو سید احمد شہیدؒ کی قیادت وامامت اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی دعوت وارشاد نے اوج کمال بخشا، نیز جس میدان میں حنفی مکتب فکر کے دلوں پر شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے افکار وخیالات کو ان کے پوتے شاہ اسماعیل شہیدؒ ہی نے کتاب وسنت کی روشنی میں ایسا مہمیز دیا کہ اس کی کوکھ سے تحریک اہلحدیث کا ہراول دستہ جماعت محمدی کی شکل میں پیدا ہوا.

Marfat.com

شہیدین کی شہادت کے تھوڑا عرصہ بعد تحریک کی امامت وقیادت صادقان صادق پور پٹنہ کے جیالے سپوتوں مولانا ولایت علیؒ، مولانا عنایت علیؒ اور ان کے خانوادے میں منتقل ہوگئی، جس کا سلسلہ تقسیم ہند ۱۹۴۷ء تک جاری رہا.

اس عزیمت کی راہ میں حنفی مکتب فکر کے بعض علماء کے ساتھ ساتھ شاہ اسماعیل شہیدؒ، مولانا ولایت علیؒ، مولانا عنایت علیؒ، مولانا عبدالرحیم صادق پوریؒ اور مولانا عبدالعزیز رحیم آبادیؒ وغیرہم نے تحریک اہلحدیث کے پلیٹ فارم سے نمایاں کارنامہ انجام دیے.

﴿ب﴾ رخصت کی راہ براہ ہجرت

برصغیر کے ناگفتہ بہ حالات اور فرنگیوں کے جبر واستبداد سے تنگ آکر اپنے دین وایمان کی حفاظت کے لئے علماء کے ایک گروہ نے ہجرت براہ رخصت اختیار کر کے حرمین شریفین میں پناہ لی، جیسے مولانا امداداللہ مہاجر مکیؒ، شاہ محمد اسحاق محدث دہلویؒ اور محمد ابراہیم آرویؒ تنظیم اہل حدیث کے امیر اول وغیرہم.

ان علمائے کرام کی ہجرت کو وجوب کی راہ سے عزیمت قرار دینا میری رائے میں درست نہ ہوگا، کیونکہ اس وقت کے حالات میں ہجرت کرنا واجب نہ تھا، اس لئے کہ مسلمانوں کو برصغیر میں فرنگیوں کے ماتحت رہتے ہوئے اپنی عبادات اور دینی شعائر کو ادا کرنے کا حق حاصل تھا.

اگر اس وقت کے حالات سے ہندوستان کے موجودہ حالات کا موازنہ کیا جائے تو ابھی کے حالات زیادہ بدتر ہیں، لہذا! موجودہ حالت میں ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے ہجرت کرنا بدرجۂ اولی واجب ہوگا. واللہ اعلم بالصواب.

Marfat.com

ج رخصت کی راہ براہ قیام برصغیر

علماء کی ایک بڑی تعداد نے عزیمت اور ہجرت براہ رخصت کے بجائے برصغیر میں رہ کر مسلمانوں کی تعلیم وتربیت اوران کے دین وایمان کی بقاء کی جدو جہد میں نمایاں رول ادا کیا، جس میں ہر مکتب فکراور خیال کے علماء نے اپنی بساط بھر حصہ لیا، جس کی زندہ مثالیں دارالعلوم دیوبند، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، جامعہ ملیہ دہلی، دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ، بہار سرفہرست ہیں، انہی اداروں کی کوششوں کا ثمرہ ہے کے آج ہندوستان میں مسلمان اپنے دین وایمان پر قائم ہیں.

اب ان علمائے کرام میں سے کسی پر اس راہ میں کسی قسم کا الزام لگانا اوران کی ذات وعمل پر ناروا حملہ کرنا کم از کم اسلامی اخلاق کے خلاف ہے، ہاں جنہوں نے ایمان کی راہ ترک کر کے فرنگیوں کی حاشیہ برداری اور نمک خواری اختیار کرلی، وہ حضرات ہماری اس بحث سے خارج ہیں، لیکن جن علماء اور قائدین نے اپنے دین وایمان کو باقی رکھتے ہوئے مسلمانوں کی بقاء اور حفاظت کی کوششیں کیں اور اس راہ میں ان سے غلطیاں سرزد ہوئیں، میرے خیال میں ان کی نیتوں پر حملہ کرنا درست نہیں ہوگا، ہاں ان کے طریقۂ کار کو غلط کہنا وہ بھی علم وتحقیق کی راہ سے صحیح ہوگا، نہ کہ الزام تراشی اوران کی ذات پر ناروا حملہ کر کے.

اس راہ کے جملہ علماء اور قائدین پر تبصرہ کرنا اوران پر لگائے گئے الزامات کا علم وتحقیق اور تاریخی حقائق کی روشنی میں جائزہ لینا میرے موضوع کتاب سے باہر ہوگا، لہذا! راقم السطور موضوع کی مناسبت سے صرف تحریک اہل حدیث کی

Marfat.com

چار بڑی شخصیات پر لگائے گئے الزامات پر قدرے روشنی ڈال کر بات کو آگے بڑھائیگا۔

تحریک اہل حدیث کی چار اہم شخصیات پر الزام کی حقیقت

برصغیر کے دوسرے مکاتب فکر کی طرح تحریک اہل حدیث کے افراد وعلماء اور قائدین نے بھی وہاں کے ظروف و حالات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے عزیمت، رخصت براہ ہجرت اور رخصت براہ قیام برصغیر تینوں طریقے اختیار کیے۔

دعوت وارشاد اور راہِ جہاد میں عزیمت کی راہ چونکہ افضل واولیٰ ہے، اس لئے اسی راہِ عزیمت کے ایک عظیم مجاہد کی سنت سے اس باب کا آغاز کیا جاتا ہے۔

﴿۱﴾ مولانا ولایت علیؒ ﴿۱۲۰۵ھ-۱۲۶۹ھ موافق ۱۸۵۲ء﴾

راہ عزیمت کی اس عظیم شخصیت پر مولانا عبیداللہ سندھیؒ جیسے جہاں دیدہ شخصیت نے دو الزامات لگائے ہیں، مولانا مسعود عالم ندویؒ نے ان دونوں الزامات کی اپنی کتاب ''مولانا سندھیؒ اور ان کے افکار وخیالات پر ایک نظر'' میں اچھی طرح خبر لی ہے، لیکن راقم السطور ان دونوں الزامات پر ایک دوسرے گوشے سے نظر ڈالنا چاہتا ہے۔

ان پر پہلا الزام یہ ہے کہ مشہد بالاکوٹ کے بعد جماعت المجاہدین کے درمیان پھوٹ ڈال کر انہوں نے جماعت کی قیادت سنبھال لی۔

اور ان پر دوسرا الزام یہ ہے کہ شہیدین کی شہادت کے بعد عقیدۂ غیبو بیت کو مرکزی فکر دے کر مجاہدین کو اپنا ہمنوا بنایا۔

Marfat.com

(۱) پہلا الزام اور اس کی تردید

پہلے الزام کی صرف حقیقت یہ ہے کہ شہیدین کی شہادت کے بعد مجاہدین پر خوف وہراس اور سراسیمگی چھا گئی، مولانا ولایت علیؒ اس وقت مشہد بالاکوٹ میں موجود نہ تھے، بلکہ اپنے امیر سید احمد شہیدؒ کے حکم سے دکن کے تبلیغی اور جہادی دورے پر گئے تھے، ان کے غائبانے میں یکے بعد دیگرے چند امراء شیخ محمد ولی پھلتیؒ، مولانا نصیر الدین بنگلوری اور مولانا نصیر الدین دہلوی منتخب کیے گئے، ان امیروں کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد جماعت المجاہدین میں مزید ابتری آ گئی، اور ادھر مولانا ولایت علیؒ دکن کے دورے سے اپنے وطن مالوف صادق پور پٹنہ ہوتے ہوئے مشہد بالاکوٹ پہنچ گئے تاکہ اپنے امیر اور اپنی کوششوں کے بکھرے دانوں کو سمیٹ سکیں اور بحمد اللہ ایسا ہی ہوا، انہیں امیر چن لیا گیا اور حق بحق دار رسید کا عمل ظہور میں آیا، کیونکہ یہ تاریخی حقیقت ہے کہ شہیدین کی حیات طیبہ میں ہی فکری طور پر جماعت المجاہدین دو حصوں میں بٹ چکی تھی، ایک شاہ اسماعیل شہیدؒ کی کوششوں سے تحریک اہلحدیث کے حامی وناصر جو محمدی کے نام سے پکارے جاتے تھے، اور دوسرے سید احمد شہیدؒ کے حامی وناصر جو حنفی مکتب فکر کے حامل اور تصوف کی وادی سے آشنا تھے، ایسی صورت میں شہیدین کی شہادت کے بعد جماعت المجاہدین کا دو دھڑوں میں تقسیم ہو جانا ایک قدرتی فعل اور تاریخی عمل تھا، اس بحران کو روکنے کے لیے مولانا ولایت علیؒ سے بہتر کوئی دوسرا امیر نہیں ہوسکتا تھا، اس کے دو بنیادی وجوہات تھے:

(۱) مولانا موصوف ایک طرف سید احمد شہیدؒ کے معتقد، ان کے ہاتھ پر بیعت، لکھنو اور بریلی کے تربیت یافتہ تھے، اور دوسری طرف شاہ اسماعیل شہیدؒ

Marfat.com

اور محمد علی شوکانیؒ سے عمل بالحدیث کا درس لے چکے تھے، یعنی جماعت المجاہدین کے دونوں دھروں کے قائدین کے یکساں تربیت یافتہ اور محبوب نظر تھے۔

﴿ب﴾ خاندان صادق پور نے اس عزیمت کی راہ میں اور ان کے توسط سے بہار و بنگال کے مجاہدین نے جو اہم رول ادا کیا تھا، اور کر رہے تھے اس کا بدیہی تقاضا تھا کہ وہی امیر ہوں، دنیا کی کسی تحریک میں اس کے اصل قائد کے بعد وہی شخص اس کا جانشیں ہوتا ہے جو مجموعی صفات، عمل اور قربانی میں قائد کا ہم رتبہ ہو یا اس سے قریب تر ہو، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ مجموعی صفات، عمل اور ایثار وقربانی میں اس وقت مولانا ولایت علیؒ سے زیادہ اہم کوئی دوسرا شخص جماعت المجاہدین میں نہ تھا۔

ان دونوں وجوہات کی بنا پر جماعت المجاہدین نے مولانا موصوف کو اپنا امیر منتخب کر کے جو فیصلہ کیا وہ مبنی بر حقیقت تھا، اور اس حقیقی فیصلے کو انہوں نے اور ان کے خاندان والوں نے تقسیم ہند ۱۹۴۷ء تک اس طرح نباہا کہ جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں بہت کم ملتی ہے۔

لہذا مولانا ولایت علیؒ پر انقسام جماعت کا الزام لگانا ایک غیر حقیقی اور تعصب بھرا الزام ہے، اس طرح کی الزام تراشی تاریخی عمل میں کوئی نئی بات نہیں ہے، خود ابو بکرؓ و عمرؓ کی خلافت کو غاصب کہنے اور گالی دینے والے دنیا میں آج بھی موجود ہیں، لیکن اس طرح کے منفی رویے اور الزام تراشی سے حقیقتیں نہیں بدلا کرتیں۔

﴿ب﴾ دوسرا الزام اور اس کی تردید

مولانا ولایت علیؒ پر مولانا عبید اللہ سندھیؒ کی جانب سے لگایا گیا دوسرا الزام

Marfat.com

یہ ہے کہ انہوں نے اپنی قیادت کو غذا بخشنے کے لیئے مشہد بالاکوٹ کے بعد عقیدۂ غیبو بیت کو مرکزی فکر دے کر مجاہدین کو اپنے گرد جمع کیا۔

یہ ایک المناک حقیقت ہے کہ شہیدین کی شہادت کے بعد مجاہدین نے سراسیمگی کے عالم میں پس زنداں، ریگزاروں، وادیوں، صحراؤں اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر شہیدین کی آمد کا عرصہ تک انتظار کرتے رہے اور بڑے بڑے مجاہدین "درد" کے یہ اشعار بھی گنگنایا کرتے تھے:

اتنا پیغام درد کا کہنا ☆ جب صبا کوئے یار میں گزرے
کون سی رات آپ آئیں گے ☆ دن بہت انتظار میں گزرے

اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کے شہیدین کی شہادت کے بعد ان کی لاشوں کو سکھوں نے فوجی اعزاز کے ساتھ مقامی مسلمانوں کے توسط سے دفن کر دیا، جس کی خبر مجاہدین کو کافی دیر سے ہوئی، اور جس کی دوسری بنیادی وجہ خود سید احمد شہیدؒ کی بعض ایسی پیشن گویاں بنیں جنہیں سید صاحب اپنی زندگی ہی میں اپنے ماننے والوں کے سامنے کر چکے تھے، جن کا ذکر ہم آگے کریں گے۔

اوپر یہ بات گزر چکی ہے کہ مجاہدین فکری طور پر شہیدین کی زندگی ہی میں دو دھڑوں میں بٹ چکے تھے، پہلا دھڑا عمل بالحدیث یا تحریک اہل حدیث کا، اور دوسرا دھڑا حنفی مکتب فکر اور اہل تصوف کا، مولانا ولایت علیؒ کا رجحان عمل بالحدیث کی طرف تھا اور انہوں نے اپنے امیر سید احمد شہیدؒ کی بیعت اور امارت کی اطاعت کے ساتھ تحریک اہل حدیث کے بانی شاہ اسماعیل شہیدؒ اور محمد علی شوکانیؒ سے عمل بالحدیث کی غذا حاصل کر لی تھی، جہاں کشف والہام، تصور شیخ اور گردن جھکا کر مخفی چیزوں کو دیکھ لینا، سر راہ خضر والیاس اور دیگر اولیائے کرام کی رہنمائی کرنے کا تصور غیر ممکن ہے، پھر عقیدۂ غیبو بیت کے مسئلے کو ان کا اپنی قیادت کے

Marfat.com

لیے مرکزی فکر بنانا ایک غیر حقیقی عمل ہوگا، جس کا ادراک ادنیٰ فکر وفہم کا مالک انسان بآسانی کرسکتا ہے، کیونکہ جو شخص جس فکر ونظر کا حامل ہو اس سے اسی قسم کا عمل صادر ہوتا ہے، مثل مشہور ہے "کل اناء یترشح بمافیہ" ہر برتن سے وہی چیز ٹپکتی ہے جو اس میں ہوتی ہے۔

لہٰذا! مولانا ولایت علیؒ پر اس قسم کا الزام لگانا ایک غیر حقیقی عمل اور ایک مضحکہ خیز امر ہے، ہاں! مجاہدین کے دوسرے گروہ جن کے یہاں تصوف کی کسی حد تک عمل داری تھی، عقیدہ غیبوبیت کا تصور قائم ہونا زیادہ قرین قیاس ہے، اور اس قیاس کو خود سید احمد شہیدؒ کی بعض پیشین گوئیوں نے غذا بخشی تھی، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

"اگر بالفرض کسی ضرورت کے لیے ہم چند روز غائب ہو جائیں تو آپ لوگ مایوس نہ ہونگے"

﴿مولانا سندھی اور ان کے افکار وخیالات پر ایک نظر ص: ۷۵﴾

اور مولانا محمد جعفر تھانیسریؒ لکھتے ہیں:

"سید صاحب کی چھوٹی بیوی صاحبہ جن سے قبل از معرکہ بالاکوٹ سید صاحب نے اپنی غیبوبیت کی پیشین گوئی کی تھی، اور سید صاحب کے اکثر اقرباء اور اہل قافلہ آپ کی غیبوبیت کے قائل تھے" ﴿سوانح احمدی ص: ۱۳۷﴾

اور مولانا حکیم سید عبدالحیؒ رقم طراز ہیں:

"اس کے بعد کچھ حضرت سید صاحب کی غیبوبیت وظہور کا ذکر ہوا، ان سب لوگوں نے اس بے بضاعت سے پوچھا: میں نے کہا: اس میں تو شک نہیں کہ سید صاحب نے اس قسم کی پیشین گوئیاں فرمائی تھیں، لیکن وقوع میں اب تک اشتباہ ہے، مولوی محمود حسنؒ نے فرمایا: "یہی ہمارا اور ہمارے بزرگوں کا مسلک ہے اور

Marfat.com

پھر انہوں نے نہایت معتبر ذریعے سے یہ قصہ سنایا اور سب حاضرین نے اس پر اتفاق کیا“

﴾مولانا سندھی اور ان کے افکار و خیالات پر ایک نظر ص:۷۷﴿

قارئین! مذکورہ تینوں پیشین گوئیوں پر ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ تحریک کے دوسرے گروہ کے یہاں عقیدۂ غیبوبیت کا تصور قائم ہونا زیادہ ممکن تھا یا مولانا ولایت علیؒ، ان کے خاندان اور ماننے والوں کے نزدیک، اگر سراسیمگی کی حالت میں ان کے رفقاء کے یہاں اس قسم کا تصور قائم ہوا تو وہ ایک وقتی چیز تھی، اس کو اللہ کے رسول کی وفات پر حضرت عمرؓ کے موقف سے سمجھا جا سکتا ہے، کیوں کہ عقیدۂ غیبوبیت کو مرکزی فکر قرار دینا ان کے افکار و خیالات اور عمل بالحدیث کے یکسر منافی تھا، اس کے برعکس دوسرے گروہ کے اکابر نے اس طرح کی غیبوبیت کا سید صاحب کی پیشین گوئی کی روشنی میں خود ہی اعتراف کیا ہے، جس کا قدرے بیان مذکورہ بالا سطور میں ہو چکا ہے۔

اب کوئی صاحب دل مولانا عبید اللہ سندھیؒ اور ان کے حامیوں سے پوچھے کہ مولانا ولایت علیؒ کا مرکزی فکر عقیدۂ غیبوبیت تھا یا سید احمد شہیدؒ کے اصل ماننے والوں اور گھرانے کا؟

ممکن ہے یہاں پر ہمارے بعض قارئین کے دل میں جماعت المجاہدین کا فکری طور پر دو دھڑوں میں بٹنا کچھ تردد پیدا کرے، لیکن یہ ایک تاریخی حقیقت ہے جس کا نہ انکار کیا جا سکتا ہے اور نہ جس پر پردہ ڈالا جا سکتا ہے، اور جس کا خود مولانا عبید اللہ سندھیؒ نے شعوری یا غیر شعوری طور پر اعتراف کیا ہے یا ان کے دل سے حقیقت زبان پر آگئی ہے، فرماتے ہیں:

”ہمارا اپنا خیال مولانا ولایت علی کی تحریک کے متعلق یہ ہے کہ وہ مولانا شہید

Marfat.com

(سید احمد شہید) کی اس خاص جماعت (عمل بالحدیث یا تحریک اہل حدیث) کو زندہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، اور اسی لیئے مولانا نذیر حسین اور نواب صدیق حسن خاں جیسے عالم بھی ان کا ساتھ دیتے ہیں''

﴿مولانا سندھی اور ان کے افکار وخیالات پر ایک نظر ص:۷۹﴾

مولانا موصوف کی اس تحریر سے ذیل کے چند نتائج سامنے آتے ہیں:

☆ مولانا ولایت علی عمل بالحدیث یعنی تحریک اہل حدیث سے تعلق رکھتے تھے، اس لیے سید نذیر حسین محدث دہلویؒ اور نواب صدیق حسن خاں قنوجیؒ جیسے اہل حدیث علماء ان کی مدد اور ان کا ساتھ دیا کرتے تھے۔

☆ اس تحریر کی روشنی میں مولانا مسعود عالم ندویؒ کا یہ تجزیہ بھی غلط ثابت ہوتا ہے کہ مولانا عبدالرحیم صادق پوریؒ ﴿۱۲۵۲ھ-۱۳۴۱ھ﴾ تک علمائے صادق پور کا عمل حنفی مع القول بالترجیح تھا، راقم السطور اس کی تردید خود مولانا ولایت علیؒ کی بعض تحریرا اور دیگر شواہد سے پہلے کر چکا ہے۔

☆ سید نذیر حسین محدث دہلویؒ پر فرنگیوں کی حمایت کا الزام بھی سبوتاژ ہو جاتا ہے، کیونکہ وہ تحریک جہاد کے قائد مولانا ولایت علیؒ کا ساتھ دیا کرتے تھے۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ سید صاحب موصوف ایک خاموش اور سنجیدہ طبیعت انسان تھے، اور ان کا خاص مشغلہ درس وتدریس تھا، لیکن انہوں نے خاموشی سے تحریک جہاد کا بھی ساتھ دیا، اس سلسلے میں فرنگیوں کا ساتھ دینے کا جو الزام ان پر ہے اس کی تردید آگے آرہی ہے۔

نیز مولانا سندھی کی اس تحریر سے مولانا ابوالکلام آزادؒ کے اس تجزیے کو بھی تقویت ملتی ہے جسے انہوں نے اپنی کتاب ''تذکرہ'' میں کیا ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ تحریک جہاد میں اصل روح شاہ اسماعیل شہید کی کارفرما تھی، مولانا مسعود

Marfat.com

عالم ندویؒ کو اس امر سے اتفاق نہیں ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

''مولانا آزادؒ کو تمام جہادی سرگرمیوں میں مولانا شہید ہی کی روح کارفرما نظر آتی ہے، استادِ محترم مولانا سید سلیمان ندوی مدظلہ (رحمۃ اللہ علیہ) سید صاحبؒ اور مولانا شہیدؒ دونوں بزرگوں کو تجدید دین کی تحریک کا امام سمجھتے ہیں، مولانا سید ابوالاعلی مودودیؒ شہیدین کو امام ولی اللہ کی تجدید کا تتمہ سمجھتے ہیں، راقم کو مولانا ابوالکلام آزادؒ سے زیادہ اور ان دونوں بزرگوں سے تھوڑا سا مودبانہ اختلاف ہے، ہمارے نزدیک مجدد سرہندیؒ اور امام ولی اللہ دہلویؒ کی تیار کردہ عمارت کی تکمیل حضرت شہید دہلویؒ کے پیرومرشد حضرت سید شہید بریلویؒ کی ذات گرامی سے ہوئی ہے، اپنا اپنا تاثر اور اپنا اپنا وجدان ہے''

﴿ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ص:۴۴﴾

مولانا موصوفؒ نے اپنے وجدان اور تاثر کی بات کی ہے لہذا! راقم السطور کو بھی اپنے وجدان اور تاثر کے اظہار کا حق حاصل ہے، میری رائے میں مولانا ابوالکلام آزادؒ نے ذیل کے حقائق کی روشنی میں اپنا تجزیہ فرمایا ہے:

☆ شاہ اسماعیل شہیدؒ صحابہ کی طرح عامل بالکتاب والسنہ تھے، اور اسی کی جماعت المجاہدین کو تعلیم دیا کرتے تھے، جس کے نتیجے میں تحریک اہل حدیث کی پہلی پود ''محمدی'' کے نام سے تیار ہوئی۔

☆ شاہ صاحب کتاب وسنت کے کامل عالم باعمل تھے، اور دیگر فنی علوم اور فن سپہ گری کے ماہر تھے۔

☆ اسلامی جہاد سے سرشار تھے۔

یہ جملہ صفات تحریک جہاد کے دوسرے قائدین میں جمع نہ ہو سکی تھیں، لہذا! جو شخصیت اپنی صفات اور اعمال کے اعتبار سے بزرگ و برتر ہو وہ عنداللہ زیادہ

Marfat.com

مقبول ہے، اس راہ میں قلت وکثرت اور تابع ومتبوع کی بات کرنا بے جا ہے۔

(ب) نواب صدیق حسن خاںؒ (۱۲۴۸ھ-۱۳۰۷ھ)

نواب صاحب کی ہمہ گیر شخصیت حاسدین کی نگاہوں میں کانٹے کی طرح چبھتی اور کھٹکتی تھی، اس راہ سے ان پر طرح طرح کے الزامات لگائے گئے، ان میں ایک الزام جو راقم السطور کی نگاہ میں قابل ذکر اور قابل تردید ہے، وہ مولانا مسعود عالم ندویؒ کا یہ الزام کہ ان کا کلکتہ سے واپسی کے بعد خاندان صادق پور کے قائدین سے رات کی تاریکی میں چھپ چھپ کر ملنا عجیب ہے، لیکن انہوں نے اس امر پر غور نہیں کیا کہ نواب صاحب خود ہندوستان کی ریاست بھوپال کے منتظم کار تھے، انہوں نے بھوپال کو بغداد کی طرح علم کا گہوارہ بنا دیا تھا، عجم اور عرب سے تشنگان علم کا تانتا بندھا رہتا تھا اور اس چشمۂ علم وعرفان سے اپنی پیاس بجھا کر لوٹتے تھے، اور تصنیف تالیف کا ایسا نظام قائم کیا جس کی نظیر آج تک برصغیر کی تاریخ پیش کرنے سے قاصر رہی ہے، دوسری طرف وہ تحریک مجاہدین سے دلی تعلق اور قلبی لگاؤ رکھتے تھے، اور یہ چیز انہیں ورثے میں ملی تھی، ان کے والد سید اولاد حسن قنوجیؒ شیعہ مسلک سے تائب ہو کر سید احمد شہیدؒ سے بیعت کر لی تھی، اور ان کی تحریک جہاد میں بھرپور حصہ لیا تھا۔

نواب صاحب اپنی ریاست کے پلیٹ فارم سے کتاب وسنت کے ساتھ ساتھ پوشیدہ طور پر تحریک جہاد کی مدد کیا کرتے تھے، کیونکہ ان کی ریاست کے سر پر فرنگیوں کی تلوار ہمیشہ لٹکتی رہتی تھی، لہذا! ان کا تحریک مجاہدین کے قائدین سے راتوں کو چھپ چھپ کر ملنا اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔

بالآخر حاسدین فرنگیوں کے پاس یہ شکایت کرنے میں کامیاب ہو گئے کہ نواب صاحب تحریک مجاہدین کی پس پردہ مدد کرتے ہیں، اور وہ فرنگیوں کے

Marfat.com

بدخواہ اور خلاف ہیں.

جب اس حقیقت کا علم نواب صاحب کو ہوا تو انہوں نے ریاست سے علاحدگی اختیار کر لی اور فرنگیوں کی جانب سے جو خطاب ملا تھا، اسے واپس کر دیا اور بدستور کتاب وسنت کی اشاعت اور تحریک مجاہدین کی مدد کرتے رہے.

﴿ج﴾ سید نذیر حسین محدث دہلویؒ ﴿۱۲۲۰ھ-۱۳۲۰ھ﴾

ان پر الزام ہے کہ انہوں نے تحریک جہاد کا ساتھ نہیں دیا اور انگریزوں کی حمایت کی، جس کی بنیادی وجہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے ایام میں ایک انگریز میم کو پناہ دینا ہے.

میری رائے میں انہوں نے انسانیت کی بنیاد پر یہ قدم اٹھایا تھا، کیونکہ اسلام حالت جنگ میں بھی عورتوں، بچوں اور بوڑھوں پر بلا سبب ہاتھ ڈالنے سے پرہیز کرنے کی تعلیم دیتا ہے، اگر انہوں نے جنگ کی حالت میں کسی زخمی عورت کو اپنے گھر میں پناہ دے دی تو یہ ان کا اخلاقی عمل تھا، وہ بھی ایسی جنگ جسے حقیقی اسلامی جنگ نہیں کہا جا سکتا، بلکہ وہ ملک کی آزادی کے لئے ہندو مسلم کی ایک مشترکہ جدوجہد تھی جو ناکام ہوئی، یہی وجہ ہے کہ اسے بعض مسلمان مؤرخین نے بھی جنگ آزادی کے بجائے غدر سے تعبیر کیا ہے، کیوں کہ مغلیہ دور کے آخری بادشاہ بہادر شاہ ظفرؒ سے فرنگیوں کا عدم جنگ پر معاہدہ ہو چکا تھا، گرچہ یہ معاہدہ بحالت مجبوری کیا گیا تھا.

ان پر دوسرا الزام حکومت وقت سے بعض انعامات اور شمس العلماء کا خطاب قبول کرنے کی وجہ سے انہیں فرنگیوں کا وفادار بتانا ہے.

ان کے اس عمل کو اس وقت کے حالات وظروف کے تناظر میں دیکھنا

Marfat.com

چاہئے، وہ یہ کہ جنگ آزادی میں ناکامی کے بعد مسلمانان دہلی جس سراسیمگی اور خوف و ہراس میں مبتلا تھے اور جو بدحواسی ان پر طاری تھی، اس وقت کے حالات کا بعد کے حالات سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔

بس اس امر کی اتنی حقیقت ہے کہ جب انگریز میم صحت مند ہو کر اپنے گھر لوٹی اور سید صاحبؒ کے حسن سلوک کا ذکر کیا تو انگریزی حکومت نے انہیں شکرانے کے طور پر کچھ انعامات اور شمس العلماء کا خطاب عطا کیا، جنہیں انہوں نے بدرجۂ مجبوری قبول کیا، اس وقت ان کی عمر تقریباً ۹۵ سال کی ہو چکی تھی، اس عالم پیری میں انسان کے اندر راہ عزیمت اختیار کرنے کی عموماً صلاحیت نہیں ہوتی اور وہ عموماً رخصت کی راہ اختیار کرنے پر مجبور ہوتا ہے، اور میری رائے میں انہوں نے رخصت ہی کی راہ اختیار کی۔

اس کی وضاحت اس امر سے ہو جاتی ہے کہ وہ فرنگیوں کے انعامات اور خطاب سے خوش نہ تھے، چنانچہ جب لوگ خلعت و خطاب لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے فرمایا:

''ہم غریب آدمی خلعت و خطاب لے کر کیا کریں گے، خلعت و خطاب تو بڑے آدمیوں کو ملنا چاہئے، ہم کو دینا لا حاصل ہے، بعد اس گفت و شنید کے آپ نے اسی قدر فرمایا اچھا صاحب آپ حاکم ہو جو چاہو کہو!''

اس خطاب کے بعد رسالہ ''دلگداز لکھنؤ'' کے ایڈیٹر نے بعنوان ''شمس العلماء'' ایک مضمون لکھا جس کا ماحصل یہ ہے:

''مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی کی عزت افزائی تو اس خطاب سے ہو ہی نہیں سکتی، لیکن اس خطاب کو عزت و شرف اس نام کی برکت سے ضرور حاصل ہوا'' ﴿تاریخ اہل حدیث ص: ۴۳۰﴾

Marfat.com

ان کا انگریز میم کو انسانیت کی بنیاد پر پناہ دینا اور فرنگی حکومت سے بدرجۂ مجبوری خلعت وخطاب قبول کر لینا بہر صورت عزیمت کے بجائے رخصت پر عمل تھا.

(د) مولانا محمد حسین بٹالویؒ (۱۲۵۶ھ-۱۳۳۸ھ)

ان پر الزام ہے کہ انہوں نے انگریز کی حمایت کی اور اس غرض کی تکمیل کے لئے انہوں نے جہاد کی منسوخی پر ایک رسالہ بنام ''الاقتصاد فی مسائل الجہاد'' لکھ کر شائع کیا، تاکہ اپنی ذات اور جماعت اہل حدیث کو فرنگیوں کے عتاب سے بچا سکیں.

اس امر کی حقیقت یہ ہے کہ ان کی رائے میں برصغیر پر فرنگیوں کے کامل تسلط کے بعد حالات ایسے نہیں تھے کہ امیر جہادؒ ہندوستان میں رہ کر جہاد کا حکم دیں، اور اس طرح تحریک جہاد کا باقی ماندہ سرمایہ بھی ختم ہو جائے، اس غرض کے لئے انہوں نے تحریری اور تقریری کوششیں کیں، لیکن ساتھ ہی انگریزوں کے خلاف سرگرمیوں میں حصہ بھی لیتے رہے، جس کا ذکر ڈاکٹر قیام الدین نے اپنی کتاب ''ہندوستان میں وہابی تحریک'' میں کیا ہے، گویا عزیمت کی راہ پر گامزن تحریک اہل حدیث کے افراد سے انہیں اس وقت کے موجودہ حالات کی روشنی میں صرف طریقۂ کار میں اختلاف تھا اور بس.

مولانا جس تحریک سے بھی تعلق رکھتے ہوں وہ ایک انسان تھے اور ان سے غلطی کا صدور ممکن تھا، اگر بالفرض ان سے یہ غلطی سرزد ہوئی تو یہ ایک بشری تقاضا تھا، اس قسم کی چوک حالت جنگ میں بھی بعض بدری صحابی سے ہوئی، حاطب بن ابی بلتعہؓ نے اس وقت جب کہ اللہ کے رسول مشرکین کی بدعہدی کی

Marfat.com

بنا پر مکہ پر چڑھائی کی تیاری فرمارہے تھے،اس چڑھائی کی خبرانہوں نے تحریری طور پر اہل مکہ کولکھ بھیجی، لیکن اللہ کے رسول کواس امر کی اطلاع بروقت وحی کے ذریعے ہوگئی اور راستہ ہی سے خط لے جانے والی عورت گرفتار کر کے لائی گئی، اس کے بعد حاطب بن ابی بلتعہؓ سے اللہ کے رسول نے دریافت کیا تو انہوں نے معذرت کی کہ میں نے کفروارتداد کی نیت سے ایسانہیں کیا ہے، بلکہ میرے اہل وعیال مکہ میں ہیں اور میرا تعلق قریش سے نہیں ہے، جنگ کی صورت میں میرے اہل وعیال کونقصان پہونچنے کا قوی امکان ہے،اس لئے میں نے یہ قدم اٹھایا ہے، اللہ کے رسول نے ان کی سچائی کی وجہ سے انہیں معاف فرمادیا، اور فرمایا:''صدق حاطب فلاتقولوالحاطب الا خیراً'' یعنی حاطب نے سچ کہا، اسے خیر کے کلمہ کے سوا کچھ نہ کہو! ﴿البخاری ومسلم وتفسیر ابن کثیر. ج ۴ ص: ۳۴۴﴾

تاہم اللہ تعالیٰ نے تنبیہ کے طور پر سورۂ ممتحنہ کی شروع کی آیتیں نازل فرمائیں، جس کی پہلی آیت یہ ہے:

"یاأیها الذین آمنوا لا تتخذوا عدوي و عدوکم أولیاء تلقون الیهم بالمودة وقد کفروا بما جاء کم من الحق یخرجون الرسول و ایاکم أن تؤمنوا باللہ ربکم ان کنتم خرجتم جهادا في سبیلي و ابتغاء مرضاتي تسرّون الیهم بالمودة و أنا أعلم بما أخفیتم و ما أعلنتم و من یفعله منکم فقد ضل سواء السبیل" ﴿الممتحنة: ۱﴾

اے وہ لوگو! جوایمان لائے ہو، میرے اوراپنے دشمنوں کواپنا دوست نہ بناؤ، تم دوستی سے ان کی طرف پیغام بھیجتے ہواور وہ اس حق کے ساتھ جوتمہارے پاس آچکا ہے کفر کرتے ہیں، نبی کواور خود تمہیں بھی محض اس وجہ سے جلاء وطن کرتے ہیں کہ تم اپنے رب پر ایمان رکھتے ہو، اگر تم میری راہ میں جہاد کے لئے اور میری

Marfat.com

رضامندی کی طلب میں نکلتے ہوتو ان سے دوستیاں نہ کروتم ان کے پاس محبت کا
پیغام خفیہ طور پر بھیجتے ہواور مجھے خوب معلوم ہے جوتم نے چھپایا اور وہ بھی جوتم
نے ظاہر کیا،تم میں سے جو بھی اس کام کو کریگا وہ یقیناً راہ راست سے بہک جائیگا
جب ایک بدری صحابی سے خاندانی مصلحت کے پیش نظر اسلام کے جنگی
رازوں کو فاش کرنے کی چوک ہوسکتی ہے اور اللہ کے رسول انہیں معاف کر سکتے
ہیں ،گرچہ تنبیہ کے طور پر قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی،تو من باب
حسن ظن راقم السطور بھی امید کرتا ہے کہ اگر مولانا سے غلطی ہوئی تو اللہ انہیں
معاف فرمائے گا، بلکہ ان کے حق میں دعا کرتا ہے کہ اللہ انہیں معاف فرمائے.
نیز اگر انہوں نے ایسا کیا تو یہ ان کا ذاتی عمل اور ان کی غلطی تھی،اس کی وجہ
سے پوری تحریک اہل حدیث کو بدنام کرنا نہ عدل کا تقاضا ہے اور نہ اخلاق کا،
ویسے بھی تحریک اہل حدیث کے افراد نہ معصوم ہیں اور نہ فرشتے کہ ان سے کوئی
غلطی سرزد نہ ہو،تحریک اہل حدیث کا نظریہ دوسرے مکاتب فکر کے بارے میں
بھی یہی ہے، اگر حنفی مکتب فکر کے بعض علماء نے انہی ایام میں انگریزوں کی
سرپرستی میں قادیانیت اور بریلویت کے خاص پلیٹ فارم سے فرنگیوں کا ساتھ
دیا تو اس میں حنفی مکتب فکر کی کیا غلطی ہے؟
لہذا! امت اسلام کو چاہئے کے وہ ہر مقام پر عدل وانصاف سے کام لے،
اور ایسا نہ ہو کہ گروہی عصبیت کی بنا پر انہیں اپنی آنکھوں کا شہتیر تنکہ نظر آئے،
اور دوسروں کی آنکھوں کا تنکہ بھی انہیں شہتیر دکھائی دے:

﴿۲﴾ جمہوری سیاست بالفاظ دیگر لادینی سیاست

مسلمانوں کی زندگی میں اسلامی سیاست اور اس راہ میں جہاد ہی اصل ہے

Marfat.com

جس کا قدرے ذکر ''اسلامی سیاست'' کے باب میں کیا جاچکا ہے، اس کے علاوہ کسی جمہوری لادینی سیاست یا اس جیسے دیگر نظام ہائے سیاست میں حصہ لینا ان کے لئے وقت، ظروف وحالات اور زمان ومکان کی ایک اضطراری ضرورت ہوتی ہے، کیونکہ انسان مدنی الطبع واقع ہوا ہے، وہ جہاں بھی رہے گا وہاں کی سیاست میں اپنا رول ادا کر کے اپنے حقوق کی حصول یابی اور ضروریات کی تکمیل کرے گا، گرچہ اس کی نوعیت اور کیفیت زمان ومکان اور نظام سلطنت کے اعتبار سے جدا جدا ہوتی ہے، اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مجبوراً اسے سیاست سے سبک دوش ہونا پڑتا ہے. لیکن یہ ''الشاذ کالمعدوم'' کے ضمن میں آتا ہے.

بہر صورت! اسلام اپنے ماننے والوں کو زمان ومکان اور ظروف وحالات کے مطابق اپنے دین وایمان کی حفاظت کے ساتھ اپنے حقوق کی حصول یابی اور ضروریات کی تکمیل کے لئے کسی بھی نظام سیاست میں حصہ لینے سے نہیں روکتا.

اس معنی میں فرنگیوں کو ہندوستان سے بھگانے کے سلسلے میں ایک ہندو مسلم تحریک چلی، جس کی قیادت بحیثیت ہندو گاندھی جی اور بحیثیت مسلمان ابوالکلام آزادؒ نے سنبھالی، اور ابوالکلام آزادؒ کا اہل حدیث ہونا روز روشن کی طرح عیاں ہے، ان کی تالیف ''تذکرہ'' کے مضامین، ان کا تحریک اہل حدیث صادق پور کے ایک عالم دین سے کلکتہ میں کتاب وسنت کی تعلیم حاصل کرنا، ان کا اپنے آبائی خانقاہی ریاست کو خیر باد کہنا اور تحریک اہل حدیث کے جملہ کاموں کی پر زور حمایت کرنا وغیرہ تاریخ کا ایک اٹوٹ حصہ اور ایک اہم باب ہے، راقم السطور یہاں پر بطور تاریخی شواہد مولانا محمد جوناگڑھیؒ کے بنام ''اعلام الموقعین لابن القیمؒ'' کے ترجمہ پر ان کے لکھے گئے خطوط کے چند تراشے پیش کرتا ہے:

''حبی فی اللہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

Marfat.com

مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ نے حافظ ابن القیمؒ کی ''اعلام الموقعین'' کا اردو میں ترجمہ کیا ہے، مجھے اس خبر سے نہایت خوشی ہوئی، عرصہ ہوا میں نے بعض عزیزوں کو جو ترجمہ کے کام سے دلچسپی رکھتے ہیں، اس کام پر لگایا تھا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور شیخ الاسلام ابن القیمؒ کی مصنفات اردو میں منتقل کریں، چنانچہ منتخب کتابوں میں ''اعلام'' بھی تھی، لیکن کتاب ضخیم ہے اس لئے اس کی نوبت نہ آئی مختصرات شائع ہوگئیں، اب آپ اس طرف متوجہ ہوئے ہیں تو میں کہونگا، آپ نے ایک نہایت موزوں کتاب ترجمے کے لئے منتخب کی ہے، اللہ آپ کو مزید توفیق کار عطا فرمائے، مباحث فقہ وحدیث میں متاخرین کا کافی ذخیرہ موجود ہے، لیکن اس سے بہتر اور اصلح کوئی کتاب نہیں، اسے اردو میں ترجمہ کر دینا اس گوشے کی تمام ضروریات بیک دفعہ پوری کر دینا ہے، خصوصیت کے ساتھ اس کی ضرورت انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ کے لیے ہے، اس طبقہ میں بہت سے لوگ مذہبی ذوق سے آشنا ہو چکے ہیں، لیکن صحیح مسلک کی خبر نہیں رکھتے اور عربی سے نا آشنا ہونے کی وجہ سے براہ راست مطالعہ نہیں کر سکتے، اگر ''اعلام'' اردو میں شائع ہوگئی تو ان کی فہم وبصیرت کے لیے کافی مواد مہیا ہو جائے گا، میں نہایت خوش ہوں گا اگر اس ترجمہ کی اشاعت میں آپ کو کچھ مدد دے سکوں'' ''چونکہ اسلام کے اندرونی مذاہب ومشارب کی پیچیدگیوں سے عموماً مسلمان باخبر نہیں ہے، اس لئے بسا اوقات ان کا مذہبی شغف غلط راہوں مین ضائع ہوجاتا ہے، اس کتاب کا مطالعہ ان پر واضح کردے گا کہ حکمت ودانش کی حقیقی راہ کن لوگوں کی راہ ہے، متبعین کتاب وسنت کی یا اصحاب جدل وخلاف کی؟ خود صاحب اعلام اپنے قصیدہ نونیہ میں کیا خوب فرما گئے ہیں:

العلم قال الله قال رسوله ☆ قال الصحابة هم أولو العرفان

Marfat.com

ماالعلم نصبک للخلاف جھالة ☆ بین النبی و بین آراء فلان

یعنی علم دین وہی ہے جو قرآن وحدیث میں ہے، جو معرفت خداوندی میں ڈوبے ہوئے فیضان صحبت رسول کے فیض یافتہ صحابۂ کرام کی زبان سے ظاہر ہوا ہے، کسی کی رائے کو سنت وحدیث سے ٹکرانا، رائے کے غلبے کے لیے دلائل قائم کرنا اور اپنی جہالت کا ثبوت دیتے ہوئے رائے کے جھنڈے خلاف حدیث بلند کرنے کا نام علم دین نہیں'' ابوالکلام کان اللہ لہ از کلکتہ.

﴿مترجم أعلام الموقعین عن رب العالمین. ج ا ص: ۱۹-۲۰﴾

فقہی مکاتب فکر کے افراد'' أعلام الموقعین'' کا نام ہی سن کر خوف کھاتے ہیں، چہ جائکہ اس کا ترجمہ، اس کی تشجیع اور اس کے تعاون کی پیش کش کریں، یہ کام کتاب وسنت کا حامل وعامل اور ناصر وحامی ہی کرسکتا ہے، لہذا! راقم السطور اس سلسلے میں اس تاریخی دستاویز کے بعد کسی دوسرے ثبوت کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا.

کانگریس کے علاوہ برصغیر میں مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لئے جو بھی سیاسی ، فلاحی اور رفاہی تحریکیں اٹھیں، اس میں تحریک اہل حدیث نے فطرۃً شامل ہوکر اپنا رول ادا کیا ہے، خواہ وہ تحریک خلافت ہو یا تحریک احرار، یا جمعیت علمائے ہند، ماضی قریب میں مولانا عبدالوہاب آرویؒ جمعیت اہل حدیث کے صدر جو جمعیت علمائے ہند کے صدر بھی رہ چکے ہیں، اور کل تک مسلم پرسنل بورڈ کے رکن ڈاکٹر سید عبدالحفیظ سلفیؒ رہے ہیں، اور سر دست مولانا محمد مختار ندوی ہیں.

لہذا! تحریک اہل حدیث پر سیاست میں حصہ نہ لینے والا الزام معذرت کے ساتھ برصغیر کے مسلمانوں کو کشادہ دلی کا ثبوت پیش کرتے ہوئے واپس لے لینا چاہیئے.

Marfat.com

﴾۴﴿ اسلام کے نام پر جمہوری سیاست

برصغیر میں کانگریس کے متبادل اسلام کے نام پر مسلم لیگ کی تحریک اٹھی تاکہ وہاں کے مسلمانوں کو ان کا کھویا ہوا مقام واپس دلا سکے، راقم السطور اس اختلافی بحث میں الجھنا نہیں چاہتا کہ برصغیر کے مسلمانوں کے حق میں کانگرس کا ساتھ دینا درست تھا یا مسلم لیگ کا.

لیکن بعد کے حقائق نے یہ ثابت کر دیا کے جو تحریک کلمہَ لا الہ الا اللہ کے نام پر اٹھی تھی وہ اپنے حقیقی مقصد کو اب تک پورا نہ کر سکی، لیکن یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مسلمانوں کی تہذیب وثقافت، زبان وادب اور عزت ووقار کی بحالی کے لئے برصغیر میں ایک مسلم ملک معرض وجود میں آ گیا، اور جو اس راہ میں اپنا فریضہ بخوبی انجام دے رہا ہے.

ہمارا مقصد یہاں اس تحریک میں برصغیر کی تحریک اہل حدیث کے حصہ لینے یا نہ لینے سے ہے.

تاریخ گواہ ہے کہ برصغیر کی بساط سیاست پر اٹھنے والی کانگریس اور مسلم لیگ دونوں ہی تحریکوں میں تحریک اہل حدیث، حنفی مکتب فکر اور اسلام کے نام پر قائم دیگر جماعتوں نے برابر کا حصہ لیا ہے، خود دیو بند میں اس مسئلے پر علمائے کرام دو حصوں میں بٹ گئے، پہلا گروہ مولانا حسین احمد مدنیؒ کا جنہوں نے کانگریس کا بھرپور ساتھ دیا جن کی مخالفت میں علامہ اقبالؒ نے ذیل کے اشعار تک کہہ ڈالے:

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ
زدیو بند حسین احمد این چہ بوالعجبی است

Marfat.com

سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبرز مقام محمد عربی است

اہل عجم دین کے اسرار ورموز سے ناواقف ہیں ورنہ دیوبند کے حسین احمدؒ سے اس قسم کی بوالعجمی ظاہر نہیں ہوتی، انہوں نے سر منبر یہ فرمادیا کہ ملت کی تعمیر وطن سے ہوتی ہے، جو محمد عربی ﷺ کے مقام سے بے خبری کا نتیجہ ہے.

دوسرا گروہ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ کا تھا جنہوں نے مسلم لیگ کا ساتھ دیا، اور تقسیم ہند کے بعد کراچی جا کر انہوں نے اپنے ہاتھوں سے وہاں کا پہلا جھنڈا پھہرایا.

اسی طرح تحریک اہل حدیث نے کانگریس اور مسلم لیگ دونوں کا ساتھ دیا کانگریس کا ساتھ دینے کے موضوع پر گزشتہ سطور میں بات ہو چکی ہے، اب رہی بات مسلم لیگ کا ساتھ دینے کی تو راقم السطور یہاں پر تاریخ سے صرف ایک مثال دے کر اپنی بات ختم کریگا، وہ یہ کہ خاندان صادق پور پٹنہ جنہوں نے برصغیر کی اسلامی سیاست میں نمایاں کردار ادا کیا ہے، انہوں نے فطرۃً تقسیم کے وقت مسلم لیگ کا ساتھ دیا، ان کے افراد راتوں کو مسلم لیگ کا پمفلٹ تقسیم کرتے اور دیواروں پر چسپاں کرتے، پٹنہ سے لے کر ہمارے علاقے مظفر پور اور ڈھاکہ، چمپارن میں مسلم لیگ صرف اس لیئے ہار گئی کہ مولانا حسین احمد مدنیؒ کا اثر ورسوخ اس علاقے میں زیادہ تھا، ان کی ایک تقریر سے اس علاقے کی رکنیت آخری وقت میں مسلم لیگ کے بجائے کانگریس کی جھولی میں چلی گئی.

تقسیم کے بعد پاکستان کی جمہوری سیاست میں وہاں کی تحریک اہل حدیث نے بھرپور حصہ لیا اور لے رہی ہے، مثلاً مولانا محمد داود غزنویؒ اور مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ وہاں کی شریعت بل کے رکن رکین رہے، اور علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ

Marfat.com

نے اسلامی ریاست کے وعدے کو پورا کرنے پر اتنا زور دیا کہ انہوں نے اسی راہ میں جام شہادت نوش کیا، کیونکہ ان کی شہادت کے چند بنیادی اسباب میں ایک بنیادی سبب اس وقت کی حکومت وقت کا ہاتھ بھی بتایا جاتا ہے، سردار عبدالقیوم آزاد کشمیر کے وزیرِ اعظم رہ چکے ہیں، ابھی جنرل پرویز مشرف کی فوجی حکومت کے پہلے مسلم لیگ کی حکومت میں جناب ساجد میر امیر تحریک اہل حدیث ممبر پارلمنٹ رہے ہیں.

تحریک اہل حدیث کے مقاصد

تحریک اہلحدیث کی جامعیت کی طرح اس کے مقاصد بھی جامع مانع ہیں جو اپنے اندر ہر زمان ومکان کے مصالح اور تقاضوں کی تکمیل اور حل کی بدرجۂ اتم صلاحیت رکھتے ہیں، جنہیں ذیل کے نکات کے ذریعے بخوبی سمجھا جاسکتا ہے:

﴿۱﴾ تحریک اہل حدیث عقیدہ کے باب میں اثبات اور عدم تفویض کی راہ پر گامزن ہے، یعنی کتاب وسنت میں جن امور کا جس طرح بیان ہوا ہے، اسے بلا کسی تاویل، تعطیل، تمثیل، تجسیم اور تشبیہ کے دل وجان سے مانتی ہے:

"لیس کمثله شيء و هو السمیع البصیر" ﴿الشوریٰ: ۱۱﴾

اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ سننے اور دیکھنے والا ہے.

نیز اس کی بنا اللہ تعالی کی وحدانیت، عبادت، دعا، شدت و رخاء میں استقامت، ذبح ونذر للہ، توکل اور حکم بما أنزل اللہ کی تنفیذ پر قائم ہے.

﴿۲﴾ تحریک اہل حدیث کا نظام فقہی مسائل میں بھی کتاب وسنت اور آثار صحابہ پر قائم ہے، اور اہل ظاہر اور اہل تقلید دونوں کے درمیان کی معتدل راہ پر بلا افراط وتفریط عمل پیرا ہے.

Marfat.com

"فان تنازعتم في شئي فردوه الى الله والرسول" ﴿النساء: ۵۹﴾
پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹاؤ!
"تركت فيكم أمرين لن تضلوا ما تمسكتم بهما كتاب الله وسنة رسوله" ﴿سلسلة الأحاديث الصحيحة. ج ۴ ص: ۱۷۶۱﴾
تم میں دو چیزیں کتاب اللہ اور اس کے رسول کی سنت چھوڑے جا رہا ہوں، ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو ہر گز گمراہ نہ ہو گے.

﴿۳﴾ کتاب وسنت اور آثار صحابہ سے کسی پیش آمدہ مسئلہ کی گرہ کشائی نہ ہو سکے تو تحریک اہل حدیث بقدر ضرورت قیاس سے کام لیتی ہے، جس کی بنا اللہ تعالی کے اس ارشاد پر ہے:

"الله الذي أنزل الكتاب بالحق و الميزان" ﴿الشوریٰ: ۱۷﴾
اللہ تعالی نے حق کے ساتھ کتاب نازل فرمائی اور میزان بھی اتاری ہے.

﴿۴﴾ ائمہ اربعہ اور امت اسلام کے دیگر جملہ مجتہدین و محققین کی دل سے قدر کرتی اور ان کے ان آراء سے مستفید ہوتی ہے جو کتاب اللہ، سنت رسول اور آثار صحابہ سے زیادہ ہم آہنگ ہوں، کیوں کہ "ارشاد الہی" "واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا" کا یہی تقاضا ہے.

﴿۵﴾ شخصیات کی بے جا عقیدت اور ان کی محبت میں غلو سے بہر صورت پرہیز کرتی ہے، اور اپنی محبت و بغض کی بنیاد "الحب للہ والبغض للہ" پر رکھتی ہے، اور اس راہ میں ہر طرح کی بدعات و خرافات سے بچتی ہے کیوں کہ اللہ کے رسول کے اس ارشاد کا یہی تقاضا ہے:

"وایاکم و محدثات الأمور فان كل محدثة بدعة و كل بدعة ضلالة" ﴿الترمذي﴾

Marfat.com

اور دین میں نئے نئے ایجاد کردہ امور سے بچو! اس لئے کہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے.

﴿۶﴾ کتاب اللہ اور سنت رسول سے کسی کلام اور رائے کو کسی طرح مقدم نہیں جانتی، کیوں کہ امت اسلام کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہی حکم ہے:

"یا أیھا الذین آمنوا لا تقدموا بین یدي الله و رسوله، واتقوا الله ان الله سمیع علیم" ﴿الحجرات: ۱﴾

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے اپنے آپ کو مقدم نہ کرو! اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو! یقیناً اللہ تعالیٰ سننے اور جاننے والا ہے.

اور اللہ اور اس کے رسول کے علاوہ ہر کسی سے خطاء وصواب کے صدور پر ایمان رکھتی ہے، کیوں کہ اللہ کے رسول کا ایسا ہی حکم ہے:

"کل بني آدم خطاء، و خیر الخطائین التوابون" ﴿مسند احمد﴾

ہر آدمی خطا کار ہے اور بہترین خطا کار توبہ کرنے والے ہیں.

اور امام مالکؒ فرماتے ہیں:

"لیس أحد بعد النبي ﷺ الا یؤخذ من قوله و یترک الا النبي ﷺ"

نبی ﷺ کے بعد کوئی ایسی شخصیت نہیں جس کی بات صرف لی جائے اور چھوڑی نہ جائے.

﴿۷﴾ کتاب اللہ اور سنت رسول اور ان سے متعلق علوم کی ترویج و اشاعت پر امکان بھر عمل کرتی ہے، اور ہر حال میں اُمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ حسب استطاعت انجام دیتی ہے:

"ولتکن منکم أمة یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف

Marfat.com

و ینھون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون"

﴿آل عمران:۱۰۴﴾

تم سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے، نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے، اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں.

﴿۸﴾ اسلام کی سربلندی کے لئے جہاد کو قیامت تک کے لئے فرض سمجھتی ہے، اور اس سلسلے میں زمان و مکان اور ظروف و حالات کے اعتبار سے جہاد باللسان، جہاد بالقلم، جہاد بالمال اور جہاد بالنفس سے کام لیتی ہے:

" جاھدوا المشرکین بأموالکم و أنفسکم و ألسنتکم" ﴿ابو داؤد﴾

مشرکین سے اپنے مالوں، اپنی جانوں اور زبانوں سے جہاد کرو

﴿۹﴾ اپنے ایمان و عمل کی بنا پر یقین رکھتی ہے کہ اللہ کے رسول کی یہ بشارت اس کے حق میں سرفہرست ہے.

"لاتزال طائفة من أمتي ظاھرین علی الحق لا یضرھم من خذلھم حتی یأتي أمر اللہ" ﴿مسلم﴾

حق پر ایک جماعت ہمیشہ قائم رہیگی، اسے رسوا کرنے والے کی رسوائی نقصان نہیں پہونچائیگی یہاں تک کہ قیامت آجائے.

اللھم اجعلنا من أھل الحدیث و ارزقنا العمل بہ و محبة أھلہ"

اے اللہ ہمیں اہل حدیث بنا، اس کی اتباع اور عمل کی توفیق دے اور ان کی الفت ومحبت کا شیدا بنا. آمین.

اللہ

Marfat.com

اہل حدیث نام کی وجہ تسمیہ

کسی فرد، یا تحریک، یا قوم، کسی جگہ یا کسی چیز کا نام تعارف اور ایک دوسرے سے ممتاز کرنے کے لئے رکھا جاتا ہے، اس غرض سے اسلام نے اپنے ماننے والوں کے لئے مسلمین کا نام اختیار کیا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" هو سماكم المسلمين " ﴿الحج: ۷۸﴾

اسی اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے.

اور یہ نام لفظ اور معنی دونوں ہی اعتبار سے پیارا اور محبوب ہے، مسلم کا لفظ زبان سے ادا کرنے پر آدمی کے دونوں ہونٹ باہم مل جاتے ہیں جو ہمیں الفت اور یگانگت کا پیغام دیتا ہے، معنوی اعتبار سے یہ لفظ اپنے دامن میں صلح وآشتی، سلامتی اور بندے کا اطاعت کی غرض سے اپنی گردن کو دربار الہی میں جھکا دینا ہے.

اسلام نے انفرادی طور پر بھی اپنے ماننے والوں کو اچھے نام رکھنے اور اختیار کرنے کی تعلیم دی ہے، روایت ہے:

" انكم تدعون يوم القيامة بأسمائكم و أسماء آبائكم فاحسنوا أسمائكم " ﴿ابو داؤد﴾

تم بروز قیامت اپنے اور اپنے آباء و اجداد کے ناموں کے ذریعے پکارے جاؤ گے، لہذا! اپنے نام اچھے رکھو!

یہ حدیث گرچہ سند کے اعتبار سے منقطع ہے، کیوں کہ اس کی سند کے ایک راوی عبد اللہ بن ابوزکریا کی ملاقات ابودرداءؓ سے نہیں ہوئی ہے جو اس حدیث کے اصل راوی ہیں.

Marfat.com

لیکن اس حدیث کے آخری جزء "فأحسنوا أسماءکم" کی تصدیق وتوثیق دیگر احادیث اور عمل نبی اور عمل صحابہ سے بخوبی ہو جاتی ہے، جیسا کہ اللہ کے رسول ارشاد فرماتے ہیں:

"ان أحب أسمائكم الى الله عبد الله و عبد الرحمن" ﴿مسلم﴾

تمہارے ناموں میں سب سے بہترین نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں

"تسموا باسم الأنبياء و أحب الأسماء الى الله عبد الله و عبد الرحمن و أصدقها حارث و همام و أقبحها حرب و مرة" ﴿ابو داؤد﴾

نبیوں کے نام پر اپنے نام رکھو اور بہترین اور پسندیدہ نام اللہ تعالیٰ کے نزدیک عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں، سب سے سچا اور اچھا نام حارث و ہمام اور سب سے ناپسندیدہ نام حرب اور مرہ ہیں.

اس روایت کے راویوں میں ایک راوی عقیل بن شبیب مجہول الحال ہیں اور دیگر راوی ثقہ ہیں،

ان روایات کے مجموعی معنی سے اس امر کی بخوبی نشان دہی ہوتی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک اچھے نام پسندیدہ اور برے نام ناپسندیدہ ہیں، یہی وجہ ہے کہ جب ناپسندیدہ ناموں کا ذکر آپ کے سامنے ہوتا تو آپ انہیں اچھے ناموں سے بدل دیتے، جیسے ایک شخص کا نام حزن یعنی غم تھا تو آپ نے اسے سہل یعنی آسان سے بدل دیا، ایک شخص کا نام مرہ یعنی کڑوا تھا تو اسے برہ نیک یعنی معنوی میٹھا میں تبدیل کر دیا، عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا نام عبدالکعبہ تھا تو اسے عبدالرحمٰن سے بدل دیا، وغیرہ وغیرہ، اللہ کے رسول کے اس عمل کو حضرت عائشہؓ اس طرح مختصر انداز میں بیان فرماتی ہیں:

Marfat.com

"كان النبي ﷺ يغير الاسم القبيح"﴿الترمذی﴾

نبی ﷺ ناپسندیدہ نام بدل دیا کرتے تھے.

حاصل یہ کہ اچھے نام رکھنا اللہ اور اللہ کے رسول کو پسند اور محبوب ہے، لہذا!! مسلمانوں کو اسی راہ پر گامزن ہونا چاہئے.

ناموں کے سلسلے میں اس شرعی حقیقت کی روشنی میں جب ہم تاریخ اسلام پر نظر ڈالتے ہیں تو جماعتوں اور تحریکات کے ناموں میں مہاجرین وانصار کے بعد سب سے پیارا اور پسندیدہ اور محبوب نام اہل حدیث اور اصحاب الحدیث ہے، راقم السطور اپنے اس دعوے کو مبرہن کرنے کے لئے تاریخ اسلام کے ہر میدان کے مشہور ناموں کا ایک مختصر جائزہ لیتا ہے:

سیاست کے میدان میں جیسے: شیعہ یعنی حضرت علیؓ اور آل بیت کی عقیدت میں گمراہ ہونے والے، خوارج جن کا علیؓ اور معاویہؓ کے باہمی مشاجرات سے جذبات میں آ کر خروج کرنا اور ان دونوں گروہوں کو نعوذ باللہ کافر قرار دیکر خود دائرۂ اسلام سے خارج ہونے کی راہ پر گامزن ہونا.

عقیدے کی راہ میں جیسے: جہمیہ کا جہم بن صفوان کی طرف منسوب ہو کر اس کے تجہم اور لادینیت کا شکار ہونا، قدریہ کا تقدیر کے مسئلے میں الجھ کر اپنے مقدر کو خراب کر لینا، مرجیئہ کا اعمال کو ایمان سے جدا کر کے اہل سنت والجماعت سے جدا ہو جانا، جبریہ کا بندے کو اس دار العمل میں مجبور محض کا سبق دیکر راہ راست سے پھر جانا، اور اشعری اور ماتریدی فرقے کا خواجہ ابوالحسن الأشعری اور منصور محمد الماتریدی کی تعقل پسندی کا شعوری یا غیر شعوی طور پر شکار ہو کر ان کی راہ پر چل پڑنا.

فقہی مکاتب فکر کی راہ میں حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور ظاہریہ کا اپنے مشہور

Marfat.com

ومعروف اماموں کی طرف منسوب ہونا۔

تصوف کے میدان میں قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، رفاعیہ، تیجانیہ اور چشتیہ وغیرہم کا اپنے ائمہ سلوک وطریقت کی طرف منسوب ہوکر ہندو جوگی پن، یونانی رہبانیت اور ایرانی تصوف کا شکار ہونا۔

تاریخ اسلام میں اسلام کے نام پر پیدا ہونے والی ان تحریکوں اور جماعتوں کے ناموں پر کوئی انصاف پسند صاحب دل غور کرے تو اسے معلوم ہوگا کہ یہ تمام نام یا تو شخصیت پرستی جیسے شیعہ، انتہا پرستی جیسے خوارج، تعقل پسندی جیسے جہمیہ، قدریہ، مرجیئہ، جبریہ، اشعریہ اور ماتریدیہ وغیرہم، فقہی میدان میں شخصیت کی اتباع یا تقلید جیسے: حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، اور فن تصوف میں قدریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ، تیجانیہ، رفاعیہ اور چشتیہ وغیرہم جن کا کاروبار تصوف تزکیہ و احسان سے شروع ہوکر وحدۃ الوجود کے نعرۂ انا الحق پر اختتام پزیر ہوا۔

لیکن اہل حدیث نہ کسی شخصیت پرستی، نہ انتہا پرستی، نہ تعقل پسندی، نہ شخصی تقلید اور نہ تصوف کی پر پیچ وادی میں بھٹک کر اپنے نام اور کام سے دست بردار ہوئی، اور نہ سر مو کتاب وسنت سے انحراف کا شکار ہوئی، بلکہ قرون اولیٰ کی طرح آج تک ایک ہی راہ پر رواں دواں ہے، الحمد للہ والشکر لہ۔

دراصل شروع اسلام میں اہل سنت والجماعت کے درمیان دو ہی مکاتب فکر معرض وجود میں آئے، ایک اہل الرائے اور دوسرا اہل الحدیث، ان دونوں مکاتب فکر پر پچھلے ابواب میں بہت حد تک گفتگو کی جا چکی ہے، یہاں پر صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ ان دونوں ناموں میں بھی اہل الرائے کے مقابلے میں اہل الحدیث کا نام لفظی اور معنوی دونوں ہی اعتبار سے اقرب الی الکتاب والسنہ ہے، کیوں کہ حدیث کا لفظ ارشاد رسول کے ساتھ کلام اللہ کے لئے بھی بولا جاتا ہے،

Marfat.com

چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"فبأيّ حديث بعده يؤمنون" ﴿الأعراف:۱۸۵﴾

پھر قرآن مجید کے بعد کون سی بات پر ایمان لائیں گے

اور ارشاد رسول تو لغوی اور اصطلاحی دونوں ہی اعتبار سے حدیث کہلاتا ہے، جو کسی دلیل و برہان کا محتاج نہیں، اس کے مقابلے میں رائے کا لفظ اپنے اندر ظن وتخمین کا پہلو بھی رکھتا ہے جو ایک حد سے آگے بڑھ جائے تو شرعاً معیوب و مردود ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"ان بعض الظن اثم" ﴿الحجرات:۱۲﴾

یقیناً بعض بدگمانیاں گناہ ہیں.

اور اللہ کے رسول ارشاد فرماتے ہیں:

"ایاکم و الظن فان الظّنّ أكذب الحديث" ﴿مسلم﴾

اے ایمان والو! بدگمانی سے بچو کہ یقیناً وہ بدترین جھوٹ ہے.

بلکہ اللہ کے رسول نے کتاب وسنت میں رائے زنی سے پرہیز کرنے اور اس سلسلے میں سخت وعید سنائی ہے، فرماتے ہیں:

"من قال في القرآن برأيه فليتبوأ مقعده من النار" ﴿الترمذی﴾

جس نے قرآن میں اپنی رائے سے کام لیا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم کی آگ بنالے.

گرچہ یہ حدیث متکلم فیہ ہے، شیخ البانیؒ نے اسے ضعیف کہا ہے، لیکن شیخ احمد شاکرؒ نے اسے صحیح کہا ہے، لیکن رائے وقیاس کا وہ پہلو جس کو کتاب وسنت پر مسلط کیا جائے یقیناً معیوب اور مردود ہے.

بہر صورت! حدیث الٰہی اور حدیث رسول اپنے دامن میں قطعاً اس طرح کا معیوب پہلو نہیں رکھتا، بلکہ امت اسلام پر ان ہی کی اتباع فرض ہے بلکہ اس کے

Marfat.com

بغیر کسی کا ایمان معتبر نہیں.

یہی وجہ ہے کہ برصغیر کی کتاب وسنت کی تحریک نے اپنے لئے کتاب وسنت سے قریب تر نام ''اہل حدیث'' کا انتخاب کیا ہے.

یہاں پر سادہ لوح مسلمانوں کو یہ مغالطہ دیا جاتا ہے یا علمی طور پر یہ شبہ پیدا جاتا ہے کہ تاریخ میں اہل حدیث کا لفظ کسی مکتب فکر کے لئے استعمال نہیں ہوا ہے، بلکہ فن حدیث کے ماہرین اور اس راہ کے مسافرین کو اہل حدیث کہا گیا ہے، اس مغالطے اور شبہے کا تفصیلی جواب اسی نام سے پچھلے ایک مستقل باب میں دیا جا چکا ہے، جس کا یہاں پر اعادہ تحصیل حاصل ہوگا، لیکن موضوع کی مناسبت سے ایک دو دلائل بر سبیل مثال یہاں پر بھی دے دینا مناسب رہے گا، جس سے قرون اولیٰ کی دو بنیادی تقسیم اہل الرائے اور اہل الحدیث پر بھی روشنی پڑ جائیگی.

فقہ حنفی کی تاریخ جدید کے ایک بڑے فقیہ علامہ ابن عابدین شامیؒ ابو بکر الجوزجانیؒ کے عہد یعنی تیسری صدی ہجری کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جو امام محمدؒ کے شاگرد ہیں، اور جس واقعہ سے اِس الزام کی بھی تردید ہو جاتی ہے کہ برصغیر کے اہل حدیث صرف فروعی مسائل میں الجھ کر رہ گئے ہیں حالانکہ قدماء میں اس طرح کی شدت نہیں پائی جاتی تھی، بہر صورت علامہ شامیؒ کا بیان کردہ واقعہ یہ ہے:

"حکی أن رجلاً من أصحاب أبي حنيفة خطب الى رجل من أصحاب الحديث ابنته في عهد أبي بكر الجوزجاني فأبى الا أن يترك مذهبا فيقرأ خلف الامام و يرفع يديه عند الانحناء و نحو ذلک فأجابه فزوجه"

Marfat.com

﴿رد المختار شرح الدر المختار. ج۳ص:۲۹۳-۲۹۴ بحواله تاریخ اهل حدیث. ص: ۱۳۲-۱۳۳﴾

حکایت ہے کہ قاضی ابو بکر جوزجانیؒ کے زمانے میں ایک حنفی نے ایک اہلحدیث سے اس کی بیٹی کا رشتہ مانگا، اس اہلحدیث نے انکار کر دیا، لیکن اس شرط پر کہ وہ حنفی اپنا مذہب چھوڑ دے، امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھے اور رکوع جاتے وقت رفع الیدین کرے، اور اسی طرح اہل حدیث کے دیگر مسائل پر عمل کرے، اس حنفی نے اس شرط کو منظور کر لیا تو اس اہل حدیث نے اپنی لڑکی کی شادی اس سے کر دی.

اور چوتھی صدی ہجری کے علامہ بشاری مقدسیؒ جنہوں نے ۳۷۵ھ میں ہندوستان کی سیاحت کی تھی، وہ اپنے سفرنامے میں ''سندھ'' کے ایک علاقے ''منصورہ'' کے بارے میں لکھتے ہیں:

''یہاں کے ذمی بت پرست لوگ ہیں، مسلمانوں میں اکثر اہلحدیث ہیں''

﴿تاریخ سندھ. ج ا ص: ۱۲۴ بحوالہ تاریخ اہل حدیث. ص: ۱۳۴﴾

اور اہل حدیث کی معنوی حیثیت کے بارے میں مورخ اسلام خطیب بغدادیؒ فرماتے ہیں:

'' ولو أن صاحب الرأى شغل بما ينفعه من العلوم، و طلب سنن رسول رب العالمين لوجد ما يُغنيه عن سواه لأن الحديث يشتمل على معرفة أصول التوحيد و بيان ما جاء الوعد و الوعيد، و صفات رب العالمين، و الاخبار عن صفة الجنة و النار، و ما أعدّ الله فيها للمتقين و الفجار، و ما خلق الله في الأرضين و السماوات.... و في الحديث قصص الأنبياء و أخبار

Marfat.com

الزهاد و الأولياء و مواعظ البلغاء و كلام الفقهاء ، وخطب الرسول و معجزاته، و فيه تفسير القرآن الكريم و ما فيه من النبأ و الذكر الحكيم و أقاويل الصحابة في الأحكام المحفوظة عنهم... و قد جعل الله أهله(الحديث) أركان الشريعة، وهدم بهم كل بدعة شنيعة ، فهم أمناء الله في خليفته و الواسطة بين النبي و أمته، و المجتهدون في حفظ متنه، أنوارهم زاهرة و فضائلهم سائرة، و كل فئة تتحيز الى هوى ترجع اليه، و تستحسن رأياً تعكف عليه سوى أصحاب الحديث، الكتاب عدتهم و السنة حجتهم و الرسول فئتهم، و اليه نسبتهم، لا يلتفتون الى الآراء من كابدهم قصمه الله و من عاداهم خذله الله"﴿شرف أصحاب الحديث. بحواله منهاج الفرقة الناجية. ص: ۱۴﴾

اگر صاحب الرائے نفع بخش علوم میں مشغول ہوجائے اور رب العالمین کے رسول کی سنتوں کا طلب گار ہوجائے تو وہ دوسری چیزوں سے بے نیاز ہوجائیگا،اس لئے کہ علم حدیث اصول توحید کی معرفت، وعد و وعید کے تمام وجوہات اور رب العالمین کے جملہ صفات کو حاوی ہے،جس کے اندر جنت اور دوزخ کی صفتوں، متقیوں، فاسقوں اور فاجروں کے لئے جن چیزوں کو اللہ تعالی نے تیار کر رکھا ہے اس کا بیان ہے، اس میں زمین و آسمان کی تمام مخلوقات، نبیوں کے قصے، زاہدوں کے اخبار، اولیاء کے حالات، اہل فصاحت و بلاغت کے مواعظ، فقہاء کے کلام، رسول کے خطبے اور معجزات کا بیان ہے،جس میں قرآن مجید کی تفسیر، قیامت کے احوال، حکمت سے لبریز ذکر واذکار، اور صحابہ کے اقوال سے مستنبط احکام ومسائل محفوظ ومذکور ہیں۔

Marfat.com

جس کی وجہ سے اللہ تعالی نے اہل حدیث کو شریعت کے ارکان واساطین کے منصب سے سرفراز فرمایا ہے، اور جن کے ہاتھوں ہر طرح کی بدعت و ضلالت کی دیوار منہدم ہوئی ہے، وہ اللہ کی خلافت کے امین و پاسباں ہیں، نبی ﷺ اور ان کی امتی کے درمیاں واسطہ ہیں، ان کے ارشادات کے حفظ واتقان کے مجاہد ہیں، ان کے انوار وازہار کھل رہے ہیں، اور ان کے فضائل کا چشمہ جاری ہے۔

ہر جماعت کسی نہ کسی نفسانیت کی شکار اور کسی نہ کسی رائے کے دام میں گرفتار ہے، لیکن جماعت اہل حدیث وہ جماعت ہے جس کا زاد راہ کتاب اللہ ہے، سنت ان کی دلیل، رسول اللہ ان کی جماعت اور انہی کی طرف ان کی نسبت ہے، وہ آراء اور ظن وتخمین کی طرف توجہ نہیں کرتے،، جس نے انہیں تکلیف پہونچائی یا ان کی مخالفت کی تو اللہ تعالی نے اس کی کمر توڑ دی، اور جس نے ان سے عداوت مول لی تو اللہ تعالی نے اسے رسوا کر دیا"

ان لفظی اور معنوی خوبیوں کے باوجود برصغیر کی تحریک اہلحدیث کو اس نام کے رکھنے پر نہ فخر ہے اور نہ ناز اور نہ اصرار کہ اس نام کے بغیر یہ تحریک زندہ نہیں رہ سکتی یا زمان و مکان اور ظروف و حالات کے پیش نظر کتاب و سنت کے مطابق کوئی دوسرا نام تجویز نہیں کیا جاسکتا، بلکہ اس کے حاملین نے مختلف ملکوں میں مختلف ناموں سے اپنے مشن کو جاری کر رکھا ہے جیسے مصر اور سوڈان میں انصار السنہ اور متحدہ عرب امارات میں جمعیۃ دار البر اور مکتبۃ الکتاب والسنہ اور ایک جنرل نام سلفی سے یہ تحریک یاد کی جاتی ہے جس کا دائرہ بہت وسیع ہے، نام کوئی بھی ہو اچھا ہو اور شریعت کے مطابق ہو، اصل مقصد اس کے کام سے ہے:

عبار اتنا شتیٰ و حسنک واحد☆ و کل الی ذاک الجمال یشیر

Marfat.com

ہماری عبارتیں، الفاظ اور نام مختلف ہیں لیکن اے ہماری جماعت تیرا معنوی حسن ایک ہی ہے، ہر عبارت، لفظ اور نام اس معنوی حسن و جمال کی نشان دہی کر رہا ہے۔

اس تحریک کو اہل حدیث نام کی طرح ان دیگر مذکورہ ناموں کے رکھنے پر بھی نہ کوئی اصرار ہے اور نہ فخر بلکہ بدرجۂ مجبوری اور ضرورت کے تحت یہ نام اختیار کئے گئے ہیں، اگر امت اسلام کسی ایک نام پر متحد ہو جائے جو "ما أنا علیہ وأصحابی" کی نمائندگی کرتا ہو، تو سب سے پہلے تحریک اہل حدیث اس وحدت اور یگانگت کو گلے سے لگائے گی اور یک لخت اپنے تمام ناموں کو خیر باد کہدے گی، یہ بات میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ سر دست برصغیر میں ناموں کو لے کر ایک طوفان کھڑا ہے، اور جس کی وجہ سے تحریک اہل حدیث کو مطعون کیا جا رہا ہے، میری طرف سے ان حضرات کی خدمات میں مودبانہ گزارش ہے کہ وہ مراقبہ، کشف، وحدۃ الشہود، وحدۃ الوجود، اور دیگر شخصی بندھنوں سے آزاد ہو کر کتاب وسنت کی روشنی میں کوئی ایسا نام تجویز کریں جو امت اسلام کو وحدت کی لڑی میں پرودے اور فرمان الٰہی "واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا" پر عمل ہو جائے، جس سے توحید کے بعد اسلام کا بنیادی مقصد وحدتِ امت اس دور میں بھی حقیقت کا جامہ زیب تن کر لے، اور اس طرح تحریک اہل حدیث کی آنکھوں کو ٹھنڈک اور دلوں کو قرار حاصل ہو جائے۔

تحریک اہل حدیث امو امدینۃ الشیخ، بہار

امو امدینۃ الشیخ میں تحریک اہل حدیث کی بنیاد ۱۲۹۳ھ کے بعد مولانا عبدالعزیز رحیم آبادیؒ کی رہنمائی میں پڑی، ہوا یوں کہ جب مولانا موصوف

Marfat.com

محدث عصر سید نذیر حسینؒ دہلوی سے کتاب وسنت کا علم حاصل کر کے اپنے مادرِ وطن رحیم آباد واپس آئے اور اپنے والد گرامی کے قائم کردہ مدرسہ میں کتاب و سنت کی تعلیم دینے لگے، جس کا شہرہ دور دور تک پھیلا، جہاں دوسرے طلبہ کی طرح امواد مدینۃ الشیخ کے ایک رئیس زادہ مولوی لیاقت حسینؒ بھی تعلیم حاصل کرنے کے لئے تشریف لے گئے، انہوں نے وہاں تعلیم حاصل کی اور مولانا موصوف کے ساتھ استادی اور شاگردی کے رشتہ میں اس طرح جڑ گئے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور ابن القیمؒ کی استادی اور شاگردی کا گمان ہوتا ہے، زندگی بھر تحریک جہاد اور تحریک اہل حدیث کے لئے دونوں ایک دوسرے کے ساتھ کام کرتے رہے، اموا کی مرکزیت پر روشنی ڈالنے سے پہلے تحریک اہل حدیث ہند کے قیام کا پس منظر اور اس کا ایک خاکہ ہم قارئین کی خدمت میں پیش کر دینا ضروری سمجھتے ہیں، جس کے سمجھے بغیر تحریک اہل حدیث کے کسی ذیلی مرکز کی تاریخ کو سمجھنا مشکل ہے.

تحریک اہلحدیث ہند کا ایک تشکیلی خاکہ

تاریخ دعوت وعزیمت کا یہ سنہرا باب ہے کہ مولانا عبدالعزیز رحیم آبادیؒ نے تحریک جہاد سے ربط رکھنے کے ساتھ ساتھ باضابطہ تحریک اہل حدیث ہند کی بنیاد بھی رکھی، اس سلسلے میں مولانا محمد فضل الرحمٰن سلفی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

"مولانا مرحوم ﴿عبدالعزیزؒ﴾ اگر ایک طرف تبلیغ اور مسلک عمل بالحدیث کی نشر واشاعت میں مشغول تھے تو دوسری طرف جماعت کو ایک لڑی میں پرونے کی بھی فکر میں تھے، چنانچہ اس سلسلہ میں جب بھی اس دور کے علمائے کرام کسی مقام پر اکٹھا ہوتے تو اس اہم مسئلہ پر بحث اور تمحیص ضرور ہوتی اور اس کی

Marfat.com

صورتوں پر غور ہوتا، اس سلسلہ میں اس وقت جب کہ آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس قائم نہیں ہوئی تھی، ایک اجتماع مدرسہ احمدیہ آرہ، بہار میں اتفاقی طور پر ہو گیا تو وہیں یہ مسئلہ چھڑ گیا اور آخر یہ طے پایا کہ سردار جماعت کا انتخاب ہونا چاہیے، چنانچہ مولانا محمد ابراہیم صاحب آروی باتفاق سردار منتخب کر لئے گئے، اس انتخاب کا تعلق جماعت سے تھا، تحریک مجاہدین کی طرف سے امیر الگ سے موجود تھے، انتخاب تو ہو گیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ سرداری کے تمام کام مولانا عبدالعزیز صاحب رحیم آبادی ہی انجام دیتے تھے"

﴿مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی حیات وخدمات :ص:۵۵﴾

۱۲۹۷ھ میں مدرسہ احمدیہ آرہ کا قیام مولانا محمد ابراہیم آرویؒ کے ہاتھوں عمل میں آیا تھا، اس کے چار سال پہلے ہی مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی دہلی سے کتاب وسنت کا علم حاصل کر کے آئے تھے، مولانا محمد ابراہیم نا مساعد حالات کی بنا پر مدرسہ کے قیام کے چند سال بعد ہی ہجرت کر کے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تو مدرسہ اور تحریک اہل حدیث کی پوری ذمہ داری مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی پر ڈالی گئی نیز آپ کی شہرت اور کام کے اخلاص کو دیکھ کر سرحد کے مجاہدین نے براہِ راست بھی آپ سے ربط قائم رکھا۔

آرہ کے اندر تحریک اہل حدیث کی جماعتی انداز میں یہ پہلی اینٹ رکھی گئی تھی، اب کافی تیاری کے بعد آرہ کی ہی سرزمین پر ۱۹۰۶ء میں برصغیر کی سطح پر باضابطہ تحریک اہل حدیث کی داغ بیل ڈالی گئی، جہاں پورے برصغیر کے بڑے بڑے علماء موجود تھے، حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری تحریک کے صدر منتخب ہوئے اور تنظیم جماعت کی ذمہ داری ذیل کے تین جید علماء پر ڈالی گئی۔

﴿۱﴾ مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی: روح رواں اور امیر قافلہ۔

Marfat.com

﴿۲﴾ مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ.

﴿۳﴾ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹیؒ.

ان تینوں علمائے ربانی کی انتھک کوششوں اور طوفانی دوروں سے تنظیم اہل حدیث کا کام مکمل ہوا، ان انتھک کوششوں اور طوفانی دوروں کے نتیجے میں جہاں برصغیر میں سیکڑوں مراکز قائم ہوئے وہیں شمالی بہار میں مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کی سرپرستی میں دو ذیلی مراکز قائم ہوئے ایک پیغمبر پور اور دوسرا امواں مدینۃ الشیخ.

﴿ا﴾ مرکز پیغمبر پور

یہ مرکز پیغمبر پور ضلع دربھنگہ میں قائم ہوا جس کے امیر جناب منشی اصغر علیؒ مقرر ہوئے، یہ بستی دربھنگہ شہر سے قریب ہے اور دار العلوم احمدیہ سلفیہ سے اس کے گہرے روابط ہیں اسی زرخیز بستی کے ہمارے مشفق استاد حضرت علامہ عبید اللہ عاقل رحمانیؒ سابق شیخ الحدیث دار العلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ تھے، آج کل وہاں کے ایک ہونہار جوان تقریر وتحریر میں یکتائے روزگار شیخ محمد اشفاق سلفی مدنی سلمہ ہیں، جن سے میں امید کرتا ہوں کہ وہ اس علاقے کی تحریک اہل حدیث کی تاریخ قلم بند کرینگے.

﴿ب﴾ مرکز امواں مدینۃ الشیخ

یہ مرکز امواں مدینۃ الشیخ میں قائم ہوا جو راقم السطور کا مولد ومنشا بھی ہے، اس مرکز کے امیر مولوی لیاقت حسینؒ مقرر ہوئے جو اس بستی کے رئیس زادہ تھے اور

Marfat.com

یہ میری خوش نصیبی ہے کہ پانچ چھ پشتوں کے بعد میرا سلسلۂ نسب بھی ان سے جا ملتا ہے، اس مرکز کے حالات کو ذرا شرح وبسط کے ساتھ چند نکات کے ذریعے بیان کرنا چاہتا ہوں کیوں کہ اس کتاب کا مرکزی مضمون یہی ہے:

چھیڑتی جا اس عراقِ دلنشیں کے ساز کو
اے مسافر! دل سمجھتا ہے تیری آواز کو

مرکز کی جغرافیائی حالت

گورکھ پور، یوپی سے تقریبا ۲۵۰ رکیلومیٹر شمال مشرق، مظفر پور شہر سے ۵۰ ر کیلومیٹر شمال مغرب، دربھنگہ سے ۱۰۰ رکیلومیٹر مغرب اور نیپال کے شہر گوَر سے جنوب میں ۱۵ رکیلومیٹر کی دوری پر امواۃ مدینۃ الشیخ واقع ہے، انتظامی اعتبار سے یہ بستی آج سے ۲۵ رسال پہلے ضلع مظفر پور کے تابع تھی، بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر حکومت بہار نے اس ضلع کو تین ضلعوں میں تقسیم کردیا تھا، ویشالی، مظفر پور اور سیتا مڑھی، امواۃ مدینۃ الشیخ کا علاقہ ضلع سیتا مڑھی میں پڑا، پھر آج سے تقریبا پانچ، سات سال پہلے بہار حکومت کی طرف سے ایک چھوٹا سا ضلع شیو ہر کے نام سے تشکیل پایا تو امواۃ مدینۃ الشیخ اسی ضلع کے تابع ہوگیا، جو امواۃ مدینۃ الشیخ سے ۱۰ رکیلومیٹر کی دوری پر جنوب مشرق میں واقع ہے، یہ وہی شیو ہر ہے جو ہندو راجہ کا مدتوں دار الخلافہ رہا ہے اور وہاں سے اس پورے علاقے پر حکومت کی جاتی رہی ہے، لیکن اب اس کے تار پود بکھر چکے ہیں اور اس کی ایک دھندلی سی تصویر باقی رہ گئی ہے:

کیفیت ایسی ہے ناکامی کی اس تصویر میں
جو اتر سکتی نہیں آئینۂ تحریر میں

Marfat.com

مرکز کی اقتصادی حالت

یہ پورا علاقہ میدانی علاقہ ہے، یہاں بارش کثرت سے ہوتی ہے، جہاں ہمالیہ سے نکلی ہوئی ندیوں کا جال بچھا ہے، جولائی اور اگست میں کثرت سے بارش ہوتی ہے، یہاں کی عام پیداوار چاول، گندم، مسور، آم، امرود اور کیلا وغیرہ ہے.

علاقے کے لوگوں کا پیشہ عموماً کاشتکاری تھا اور ہے، تحریک اہل حدیث کے آغاز کے وقت مولوی لیاقت حسینؒ کے والد سعادت حسین بستی کے رئیسوں میں تھے اور گاؤں کی جامع مسجد کے امام بھی نیز اس خاندان کے دوسرے افراد کی مالی اور سیاسی حیثیت بھی کافی اچھی تھی، جس کا تحریک کے فروغ پر کافی اثر پڑا.

مرکز کی سیاسی حالت

علاقے کی سیاسی حالت کچھ اچھی نہ تھی، اس پر ہندو راجہ کی حکومت تھی، لیکن وہ مسلمانوں کے دین وایمان پر ہاتھ نہیں ڈالتا تھا، اس لئے ماحول پرسکون تھا اور لوگ اپنے مسائل آپس میں بیٹھ کر خود ہی حل کرلیا کرتے تھے، لیکن پھر بھی کبھی کبھار دین کے نام پر سیاسی کشمکش ہوجایا کرتی تھی، انیسویں صدی عیسوی کے آخر کا واقعہ ہے کہ گاؤں والوں نے اپنے امیر مولوی لیاقت حسینؒ کی سرکردگی میں گائے قربانی کی، جس پر علاقے کے ہندوؤں کے شرک وکفر کی رگیں پھڑ پھڑا اٹھیں اور انہوں نے امواموا دونوں بستیوں پر حملہ کردیا، دو

Marfat.com

ڈھائی گھنٹے کی معرکہ آرائی کے بعد مسلمانوں کو کامیابی ہوئی، اس تاریخی واقعہ کو علاقے کے ایک بزرگ نے اسی وقت منظوم کیا تھا جو مطبوع ہے، جسے اس کتاب کے دوسرے باب میں مختصر نوٹ کے ساتھ شامل کر دیا گیا ہے۔

مرکز کی دینی اور تعلیمی حالت

تحریک اہل حدیث کے قیام سے پہلے پورے علاقے پر بدعات وخرافات کی کارفرمائی تھی، جہالت عام تھی، علاقے پر ایک ہندو راجہ کی حکومت تھی، اس لئے دینی تعلیم کو فروغ دینا مشکل تھا، پھر بھی لوگوں کا تعلق دین سے قائم تھا اور وہ اسلامی عادات وتقالید کے پابند تھے۔

لیکن یہاں بچوں کی تعلیم کے لئے ۱۹۶۰ء تک باضابطہ کوئی عصری یا دینی درسگاہ نہ تھی، ہاں ایک سرکاری اسکول قائم ہوا تھا جو جلد ہی اختلاف کی نذر ہو گیا، صرف بستی والے اپنے اپنے دروازوں پر انفرادی یا اجتماعی شکل میں اپنے بچوں کو میاں جی سے ابتدائی تعلیم دلایا کرتے تھے، لیکن بچیوں کی تعلیم کے لئے ایک دو سرکاری اسکول قائم تھے لیکن ان اسکولوں کی حالت دروازوں کے مکاتب سے زیادہ بہتر نہ تھی اور نہ آج ہے۔

امیر کی خاندانی حالت

اس مرکز کے پہلے امیر مولوی لیاقت حسینؒ تھے، جن کا خاندان صدیقی کہلاتا ہے، آج سے تقریباً تین صدی پہلے اموا بستی آباد ہوئی، اس خاندان کے جد امجد دہلی کے قریب صوبۂ ہریانہ سے سیاسی عدم استقرار اور بدامنی کی وجہ سے ہجرت

Marfat.com

کر کے اس دور دراز علاقے میں آئے اور اس جنگل اور افتادہ زمین کو آباد کیا،
اس تین صدی کا شجرۂ نسب اس خاندان میں موجود ہے، اس کے پہلے کا شجرۂ
نسب بھی جو ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ تک پہونچتا ہے، اس خاندان میں
موجود تھا، لیکن امیر کے پوتے مولانا محمد داؤد سلفیؒ سابق سکریٹری مدرسہ احمدیہ
سلفیہ بیر اگنیا طباعت کے لئے لے گئے تو ضائع ہو گیا، جس کا ملال آج تک
خاندان کے ہر فرد کو ہے اور جس کی تلاش آج تک جاری ہے.

امیر کی تعلیم وتربیت اور انکا اہل حدیث ہونا

مولوی لیاقت حسینؒ کی ابتدائی تعلیم اپنے دروازے پر کھنکور والے قربان
میاں سے ہوئی، اردو اور فارسی کی تعلیم امو اکلاں کے ایک ہندو کائستھ سے
حاصل کی، اس کے بعد عربی پڑھنے کی خواہش ہوئی تو اپنے والد جناب سعادت
حسینؒ کی اجازت سے بانی مدرسہ جامع العلوم مظفر پور مولانا شاہ احمد اللہؒ کے
پاس تشریف لے گئے، ان سے عربی زبان و ادب کی تعلیم مکمل کر کے تفسیر و
حدیث اور فقہ کا درس لینے لگے، اسی بیچ مولانا عبد العزیز رحیم آبادیؒ مسند ولی
اللہی کے آخری خلیفہ سید نذیر حسین محدث دہلویؒ سے ۱۲۹۳ھ میں تعلیم حاصل
کر کے اپنے وطن رحیم آباد لوٹے اور وہاں باضابطہ اپنے والد شیخ احمد اللہ کے قائم
کردہ مدرسہ میں قرآن وحدیث کی تعلیم کا آغاز فرمایا، جس کا شہرہ دور دور تک
پھیلا، مولوی لیاقت حسین اپنے استاد شاہ احمد اللہ سے اجازت لیکر مظفر پور سے
رحیم آباد اپنی علمی پیاس بجھانے کیلئے تشریف لے گئے، ان سے باقاعدہ قرآن و
حدیث کی تعلیم حاصل کی، دورانِ تعلیم اوقات نماز میں فرق پاتے، وضع الیدین
فوق الصدر، آمین بالجہر اور رفع الیدین وغیرہ میں اپنی سابقہ معلومات کے

Marfat.com

خلاف پاتے تو ان مسائل پر استفسار کے لئے اپنے سابق استاد شاہ احمد اللہ کے پاس پیدل مظفر پور آتے جس کی مسافت تقریبا ۳۰/۳۵ کیلو میٹر ہے، بہر صورت ان سے گفتگو ہوتی رہی اور وہ ان کو ہر بار اطمینان دلاتے رہے کہ جاؤ وہی حق اور صحیح بلکہ عین سنت ہے، اسی پر عمل کرو، اس تلقین سے ان کو کامل اطمینان ہوگیا اور وہ کتاب وسنت کے دل سے حامی اور شیدا ہو گئے، تعلیم مکمل کر کے اپنے وطن امواواپس آ گئے۔

یہاں پر ہم ایک فروگزاشت کی نشان دہی کر دینا ضروری سمجھتے ہیں وہ یہ کہ مولوی لیاقت حسین ''مولانگر'' کے توسط سے اہل حدیث ہوئے جیسا کہ مولانا فضل الرحمٰن سلفی اپنی تالیف ''مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی حیات وخدمات'' کے صفحہ ۳۹ پر رقم طراز ہیں، یہ حقیقت ہے کہ مولوی لیاقت حسین اپنی رشتہ داری کی وجہ سے مولانگر جایا کرتے تھے، خاص کر راہ الہی میں اپنی دوسری ہجرت کے موقع سے جب کہ ان کا قیام مظفر پور میں تھا اور یہ آمدورفت اپنے استاد گرامی مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کے مشورے اور حکم پر تحریک اہل حدیث کے دائرے کو وسیع کرنے کے لئے ہوا کرتی تھی جو اُن دنوں خود ہی مظفر پور میں جلا وطنی کی زندگی گزار رہے تھے، اس امر کی تصدیق میرے ۱۹۹۴ء کے ایک سفر سے بخوبی ہو جاتی ہے، جب میں اپنی بعض نجی ضرورتوں سے مولانگر گیا تھا اور وہاں مسجد کی بنیاد ڈالنی پڑی، بنیاد ڈالتے وقت وہاں بلکہ اس پورے علاقے کے جید معمر سلفی عالم مولانا محمد سالم سلفی بھی موجود تھے، پہلی اینٹ انہی کے ہاتھوں ڈالی جانی چاہئے تھی، لیکن وہ یہ کہکر الگ ہو گئے کہ امواواور خاص کر آپ لوگوں کے آباء واجداد کے ذریعے ہی ہم لوگوں کو ہدایت ملی ہے، اس لئے یہ کام آپ لوگ اپنے ہاتھوں خود ہی کیجئے، چنانچہ مولوی لیاقت حسین کے چچیرے پوتے

Marfat.com

برادر گرامی ماسٹر جمیل اختر سلفی کے ہاتھوں یہ کام انجام پایا، ان کا سسرال مولانگر ہی میں ہے اور وہ وہیں مقیم ہیں.

امیر کی جلاوطنی اور تحریک اہل حدیث کی تخم ریزی

کتاب وسنت کا یہ حامی وشیدا اور راہِ الٰہی کا یہ جانثار سپاہی جب اپنے وطن واپس ہوا تو اس وقت تک علاقے کی دوسری بستیوں کی طرح ان کا وطن اموا بھی حنفی مسلک کا حامل تھا، خود ان کے والد جناب سعادت حسین بستی کے حنفی امام تھے، کتاب وسنت کی شیدائیت کے جرم میں انہیں ان کے والد نے گھر سے نکال دیا، ساڑھے آٹھ سال تک ہجرت کی زندگی گزاری اور بستی بستی کتاب وسنت کی ترویج واشاعت میں سرگرداں رہے، ان ہی دنوں ضلع دربھنگہ کے ایک گاؤں موضع رگھے پورہ میں باضابطہ مکتب قائم کرکے کتاب وسنت کی تعلیم دی، راہ الٰہی میں ان کی اس جانثاری، قربانی اور والہانہ سرگرمی کا علم جب ان کے والد کو ہوا تو ان کی مخالفت کی آگ مزید تیز ہوگئی، چنانچہ جب انہی دنوں وطن کی یاد میں اموا تشریف لائے تو سلام کے جواب میں والد نے جوتے سے خبر لی، لیکن انہوں نے اس کے جواب میں صبر وتحمل کو راہ دی اور اپنے چچا کی ہمدردی کے اظہار پر فرمایا کہ یہ میرے حق میں دعا ہے اور ان شاء اللہ یہ میرے لئے دخول جنت کا سبب بنے گی، یہ کہکر پھر دوسری ہجرت کی اور اس بار مظفر پور کو اپنا ٹھکانا بنایا، یہ وہی زمانہ ہے جس میں ان کے استاد گرامی حضرت مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی بھی کتاب وسنت کی شیدائیت اور اشاعت کے جرم میں اپنے وطن سے تقریبا بارہ برس کے لئے نکالے گئے تھے اور مظفر پور کے محلہ چھوٹی کلیانی کی ایک مسجد کو اپنا جائے قرار اور درسگاہ بنایا تھا، اب استاد اور شاگرد کی مہاجرت نے پھر دونوں

Marfat.com

کو دوبارہ یکجائیت کا موقع فراہم کردیا، شاگرد رشید کو استاد گرامی کی تعلیم اور ارشادات و ہدایات سے پھر مستفید ہونے کا سنہرہ موقع ملا اور پورے علاقے میں کتاب وسنت کی اشاعت کا کام بڑے آب وتاب سے ہونے لگا، مولوی لیاقت حسین اپنے استاد کی رہنمائی میں مظفر پور کے نواحی علاقے خاص کر مولانگر، رکسیا، بشن پور وغیرہ تبلیغ کے لئے تشریف لے جاتے اور رات کو پھر مظفر پور واپس ہو جاتے، اگر کسی رات کو کسی بستی میں قیام کی ضرورت محسوس کرتے تو وہاں قیام بھی فرماتے، اسی بیچ وطن کی یاد بھی ستاتی رہتی اور چھپ چھپا کر اموا آتے اور اس کے قرب وجوار کی بستیوں میں تبلیغ کر کے مظفر پور واپس چلے جاتے، اپنے والد کی خدمت میں بھی حاضر ہوتے، سلام کرتے لیکن وہ سلام کا جواب نہ دیتے۔

الحمدللہ آہستہ آہستہ دعوت وعزیمت کی یہ کوشش بار آور ہونے لگی، مظفر پور اور اموا کے نواحی علاقوں میں کتاب وسنت کے حامی اور شیدا پیدا ہونے لگے، ان حامیوں اور شیدائیوں کو بستی کی مساجد میں نماز نہیں پڑھنے دی جاتی، وہ لوگ گنا کے کھیت، کیلا اور آم کے باغوں میں چھپ چھپا کر اس فریضہ کو ادا کرتے، اگر اس کا علم گاؤں والوں کو ہو جاتا تو وہ ان کی پٹائی کرتے، کتاب وسنت کی اشاعت کرنے والوں کے ساتھ آج تک یہ سلوک روا رکھا جا رہا ہے، دبی کی ایک مشہور کمپنی ''شرکۃ البرتوی'' ہے، جس میں ۱۹۹۰ء کے دہے میں عرصہ تک بعد نماز عشاء راقم السطور کا درس قرآن ہوتا رہا، درس کے بعد ایک روز ایک شخص جو جماعت اسلامی سے متاثر ہیں اور اعظم گڈھ، یوپی، انڈیا کے رہنے والے ہیں، انہوں نے پوچھا کہ کیا اہل حدیث وہابی گمراہ ہوتے ہیں؟ میں نے تعجب سے پوچھا؟ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہماری کمپنی میں ہمارے

Marfat.com

علاقے کا ایک لڑکا ہے جو نماز میں سینے پر ہاتھ باندھتا اور رفع الیدین کرتا ہے، اسے ہماری کمپنی والے وہابی کہکر مارتے ہیں، میں نے اپنی بساط بھر حقیقت کے رخ سے پردہ اٹھایا جس کے نتیجے میں مجھے وہاں درس قرآن کا سلسلہ بند کرنا پڑا، اسی قسم کا ایک دوسرا واقعہ دبی کے محلے بور سعید کی مسجد التوحید کا ہے، ایک بنگلہ دیشی نوجوان لڑکا بڑی رغبت اور والہانہ انداز میں میرے درس میں بیٹھنے لگا، گرچہ وہ میری اردو زبان بمشکل سمجھ پاتا تھا، ایک دن میں نے اس سے اتا پتا پوچھا، اس نے بتایا کہ میں اہل حدیث ہوں اور اپنے بنگلا دیشی بھائیوں کے ساتھ رہتا ہوں، جب بھی گھر پر نماز پڑھنے کا موقع ملتا ہے، میرے رفع الیدین اور آمین بالجہر کو دیکھ اور سن کر وہ لوگ مجھے مارتے ہیں، میں نے آپ کو نماز میں رفع الیدین کرتے دیکھا اور درس میں قرآن وحدیث کا زیادہ تر ذکر سنا تو مجھے احساس ہوا کہ آپ بھی اہل حدیث ہیں، اس لئے آپ کے درس میں برابر شریک ہونے کی کوشش کرتا ہوں. سچ ہے:

"بدء الإسلام غريبا و سيعود كما بدء فطوبىٰ للغرباء"

(مسلم)

اسلام اجنبیت کی حالت میں شروع ہوا تھا اور عنقریب پھر اسی حالت میں لوٹ جائیگا جیسا کہ شروع ہوا تھا پس اجنبیوں کے لئے خوشخبری ہے.

بہرصورت! تاریخ دعوت وعزیمت کے اسی مرحلے میں بابو ظفیر عالم رئیس مہوا کے دادا شیخ مخدوم مولوی لیاقت حسین کی دعوت پر کتاب وسنت کے شیدا اور حامی بن گئے جس سے تحریک کو کافی تقویت ملی، اس کے بعد مولوی لیاقت حسین کا تبلیغی دائرۂ کار کافی وسیع ہوگیا، شمالی مغربی بہار اور اس سے ملتے جلتے نیپال کے سارے علاقے ان کی کوششوں سے کتاب وسنت کے گرویدہ

Marfat.com

ہونے لگے، جس کا ایک خاکہ اِن شاء اللہ آئندہ صفحات میں مرکز کی شاخوں کے ضمن میں بیان کیا جائیگا۔

امیر کی وطن واپسی اور تحریک اہل حدیث کی آبیاری

ہجرت کے ایام میں گاہے گاہے مولوی لیاقت حسین صاحبؒ اپنے وطن مالوف آتے رہے اور اس طرح یہاں تحریک اہل حدیث کی تخم ریزی ہوتی رہی، جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے، حق کی راہ میں بیٹے کی یہ قربانی باپ کے دل کو نرم کرنے لگی، اور یہ نرمی ایک عجیب واقعہ سے اتمام کو پہونچی، ہوا یوں کہ ایک مرتبہ جب مولوی لیاقت حسین تبلیغی دورے پر اموا پہونچے تو انہی دنوں سیوان کے دو پیر میاں آئے تھے، ایک کا قیام امواان کے والد شیخ سعادت حسین کے یہاں تھا اور دوسرے کا قیام مہووا تھا، اتفاق سے مہووا والے پیر میاں نے امواوالے پیر میاں کو خط لکھا، جس میں پیری مریدی کی کچھ خفیہ باتیں درج تھیں، جس وقت قاصد خط لیکر اموا پہونچا، اس وقت پیر میاں بیت الخلاء گئے تھے، قاصد خط مولوی لیاقت حسین کے والد کو دیکر واپس چلا گیا، وہ اس خط کو پڑھ ہی رہے تھے کہ پیر میاں بیت الخلاء سے آگئے، خط پڑھتے دیکھ کر سخت برہم ہوئے اور فرمایا کہ جو دوسرے کا خط پڑھتا ہے اس کی بیوی پر طلاق واقع ہو جاتی ہے، جس سے وہ کافی پریشان تھے کہ مولوی لیاقت حسین اپنے والد سے ملنے اچانک پہونچ گئے، انہوں نے پوچھا: لیاقت بتاؤ کیا کسی کے خط پڑھ لینے سے اس کی بیوی پر طلاق واقع ہو جاتی ہے؟ ﴿یہ پہلی گفتگو تھی جو باپ نے اپنے بیٹے سے ان کی کتاب وسنت کی شیدائیت اور فدائیت کے بعد کی﴾ انہوں نے عرض کیا: شرعا ایسی کوئی بات نہیں، کتاب وسنت سے اس کا قطعا کوئی ثبوت فراہم

Marfat.com

نہیں ہوتا، پھر کیا تھا مولوی لیاقت حسین نے پیر میاں سے شریعت کی روشنی میں ایسی علمی اور فقہی بحث کی کہ ان کو راہ فرار کے علاوہ کوئی چارہ نہ رہا، ان کا تعاقب اس غرض سے سیتامڑھی تک کیا گیا، نیز مہووا کے پیر میاں سے مناظرہ کے لئے وہاں تشریف لے گئے، لیکن وہ اپنے حق میں ناموافق فضا دیکھ کر پہلے ہی فرار ہو چکے تھے، الحمد اللہ اس تاریخ سے امواکی تاریخی بستی پیری مریدی کی لعنت سے پاک ہے۔ الحمد للہ ولہ المنہ۔

نقلی پیروں کی قلعی کھلنے اور حق کے روشن ہونے کے بعد شیخ سعادت حسین نے اپنے سعادت مند بیٹے مولوی لیاقت حسین کو امواا پنے گھر میں رہنے کی اجازت دیدی اور اپنے دروازے پر کتاب وسنت کے مطابق نماز پنجگانہ اور اقامتِ جمعہ کے لئے جگہ بھی فراہم کردی، گرچہ وہ بستی کے امام تھے لیکن متولی کوئی دوسرے کٹر حنفی تھے، ان سے تفاہم نہ ہوسکا اور انہیں بھی بیٹے کے اہلحدیث ہونے کے جرم میں امامت سے سبکدوش ہونا پڑا، وہ خود بھی کچھ دنوں کے بعد اہل حدیث ہو گئے، اب کتاب وسنت کی تخم ریزی اور آبیاری نے باضابطہ اپنا ایک میدان عمل بنالیا اور قرب و جوار کی بستیوں مہووا، گڈھیا اور گڈھوا وغیرہ کے کتاب و سنت کے شیدائیوں اور حامیوں نے اموآ کر مولوی لیاقت حسین کی امامت میں دروازے ہی پر نماز جمعہ کی ادائیگی شرع کردی اور وہاں تبلیغی اجتماعات بھی ہونے لگے، اس کام کو جلا بخشنے کے لئے مولوی لیاقت حسین مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی، مولانا محمد ابراہیم آروی، مولانا حافظ عبداللہ غازی پوری اور محدث وقت مولانا شمس الحق ڈیانوی کو اموالاتے رہے اور تحریک اہل حدیث کو فروغ بخشتے رہے، اسی بیچ مولانا محمد ابراہیم آروی نے بستی کی مسجد کے متولی سے تفاہم پیدا کرنے کی کوشش کی، لیکن یہ کوشش کامیاب نہ ہوسکی اور مجبورا بیچ بستی

Marfat.com

میں ایک خان صاحب سے زمین خرید کر علاقے میں تحریک اہل حدیث کی پہلی مسجد تعمیر کی گئی، یہ وہی جامع مسجد ہے جو اب نئے تقاضوں کے پیش نظر راقم السطور کے توسط اور مولوی لیاقت حسین کے پوتے موجودہ امیر حکیم مولانا محمد معاذ سلفی کی رہنمائی میں ایک شاندار جامع مسجد بن کر تیار ہے، جہاں ۱۹۹۵ء سے مرکز الاصلاح التعلیمی الخیری کا دفتر، مکتبہ دار الحکمۃ اور مدرسہ تحفیظ القرآن روبہ عمل ہیں، تاریخی حیثیت سے یہ وہی جگہ ہے جہاں سے بستی آباد ہونا شروع ہوئی تھی، تقریباً تین صدی پہلے شیخ عبد الکریم صدیقی کے صاحبزادے شیخ محمد حافظ نے دہلی کے قرب وجوار سے آکر اس جنگلی علاقے کو آباد کیا تھا، جسے بڑھتی ہوئی آبادی نے شیخ ٹولہ سے مدینۃ الشیخ کردیا ہے، یہاں پر اس تاریخی بستی کے موسس کے ہاتھوں کا ایک کنواں تھا، جس کے اوپر اب مکتبہ دار الحکمۃ اور مرکز الاصلاح التعلیمی الخیری کا دفتر قائم ہے کیوں کہ اب عصری تقاضوں کے مطابق کنوے کی ضرورت باقی نہ رہی، اس کی جگہ اب ہینڈ پائپ نے لے لی ہے۔

تحریکِ اہل حدیث امواکی باضابطہ تشکیل اور امیر اول کا دور

"لکل اجل کتاب" کے تحت اب وقت آچکا تھا کہ اس مقام پر تحریک اہل حدیث کا باضابطہ ایک مرکز قائم ہو، اور بفضل الٰہی ایسا ہی ہوا، جب مسجد کی تعمیر اور پورے علاقے میں تحریک اہل حدیث کے افراد پیدا ہو گئے تو مولانا عبد العزیز رحیم آبادی نے علاقے کے متحرک اہل حدیثوں کو اموا میں جمع کیا اور باتفاق آراء مولوی لیاقت حسین کو اس مرکز کا امیر چن لیا گیا، غالباً یہ ۱۹۰۶ء کی بات ہے۔

Marfat.com

امیر موصوف اپنی زندگی بھر یعنی ۱۹۳۷ء تک اس امارت کو بڑے آب وتاب سے چلاتے رہے، گویا مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کے وصال کے بیس سال بعد تک امو ا کی امارت بحسن وخوبی انجام پاتی رہی۔

امیر ثانی کا دور

تقریباً ۱۹۳۷ء میں مولوی لیاقت حسین کے انتقال کے فوراً بعد صادق پور پٹنہ کے امیر مولانا عبدالخبیر جعفریؒ اموا تشریف لائے، علاقے کے چیدہ چیدہ صائب الرائے اہل حدیثوں کو جمع کیا اور اپنی ایک تقریر کے بعد مولوی لیاقت حسین کے خلف الرشید جناب حافظ محمود صاحبؒ کا نام امارت کے لئے پیش کیا، جس کی سارے شرکائے اجلاس نے باتفاق آراء تائید کی، چنانچہ ان کے انکار کے باوجود انہیں امارت کی ذمہ داری سونپ دی گئی، انہوں نے اپنی حیات مستعار ۱۹۷۲ء تک اس ذمہ داری کو اپنے والد گرامی کی طرح بخوبی نباہا، ان کی امارت کے آخری دور کو راقم السطور نے خود ہی دیکھا اور اس کی جلو میں پروان چڑھا ہے، ان کی وفات کے وقت ہم ان کے سرھانے ہی تھے، اللہ ان کی مغفرت کرے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

وہ سلف کی یادگار، سادہ مزاج اور تقوی وطہارت کے بے مثال نمونہ تھے، ان کی تہجد گزاری، قرآن کی تلاوت اور اخبار بینی بے نظیر تھی، وہ تحریک اہل حدیث کی کتابوں اور پرچوں کے مطالعہ کے دل و جان سے شیدا تھے، مہمان نوازی ان کا طرۂ امتیاز تھا، ظہر کی نماز کے بعد تک انہیں مہمانوں کی آمد کا انتظار ہوتا اگر کسی دن کوئی مہمان نہ آتا تو وہ مایوس ہوکر تنہا کھانا تناول فرماتے، اپنے سامنے بکس رکھتے اور اس میں طرح طرح کے بسکٹس اور میوہ جات رکھتے جن

Marfat.com

سے مہمانوں کی مہمان نوازی اور بچوں کی دل جوئی کرتے، ان کا یہ عمل سفر وحضر میں یکساں جاری رہتا، یہ خوبیاں ان کو اپنے والد محترم اور مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی سے ورثہ میں ملی تھیں، جیسا کہ ان کے حالات زندگی میں بھی ان خوبیوں کا ذکر ملتا ہے، ان کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ سال میں کم از کم ایک مرتبہ مرکز کی تمام شاخوں کا تبلیغی دورہ بیل گاڑی سے کرتے، حالانکہ ان کی مالی استطاعت اس لائق تھی کہ وہ اپنے خرچ پر ٹائر گاڑی یا کسی دوسرے جدید مواصلات کے ذریعے یہ سفر طے کرتے، اللہ تعالیٰ ان کے جانشینوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے. آمین

امیر ثالث کا دور

۲۶ر مئی ۱۹۷۲ء بروز جمعہ ۴ر بجے شام امیر ثانی جناب حافظ محمود صاحب کا انتقال ہوگیا، اِنا للہ و اِنا اِلیہ راجعون. ان کی جگہ ان کے خلف الرشید حکیم مولانا محمد معاذ سلفی کی تقرری عمل میں آئی، اس امر کے لئے صادق پور پٹنہ کے مرکزی امیر حضرت مولانا عبدالخبیر جعفریؒ نے تین افراد بابو ریاض الدین پٹنہ، حافظ محمد شعیب بشن پوری اور حافظ عبدالحفیظ مادھو پوری پر مشتمل ایک وفد علاقے کے دورے پر بھیجا تاکہ وہ امیر کی تقرری کے لئے جماعت کے اہل خرد کی رائے معلوم کرسکیں، انہوں نے ایک مختصر عرصے میں اس ذمہ داری کو عملی جامہ پہنا کر اس کی رپورٹ مولانا عبدالخبیر کی خدمت میں پیش کردی، اور انہوں نے اس کی روشنی میں مولانا حکیم محمد معاذ سلفی کو امیر مقرر کردیا جس کی اطلاع بذریعۂ خطوط ماہ اکتوبر ۱۹۷۲ء کو مرکز کی تمام شاخوں کے امیروں کو کردی گئی.

امیر کی تقرری ہوگئی اور وہ اس کے ہر طرح اہل تھے اور ہیں، لیکن مرکز میں

Marfat.com

پہلے سے جاری اختلافات اور علاقے کی شاخوں کی دن بدن خودمختاری اور پہلے کے مقابلے میں تحریک کے افراد کے اندر سمع وطاعت کی کمی کی وجہ سے امیر کو امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت پر عمل کرنا پڑا، اور ڈاکٹر سید عبدالحفیظ سلفیؒ کے توسط سے امواکا مرکز پھر وحدت ویگانگت کی لڑی میں جڑ گیا، اور آج حال یہ ہے کہ وہ بیک وقت بستی اور علاقے کے امیر، جمعیت اہلحدیث ہند کی ضلعی شاخ کے صدر، مدرسہ ربانیہ امواکے صدر اور مرکز الاصلاح التعلیمی الخیری کے صدر اور روح رواں ہیں، ان ذمہ داریوں کے ساتھ ہی وہ دربھنگہ طبیہ کالج کے پروفیسر بھی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کا سایۂ عاطفت تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے اور ان کی رہنمائی میں جماعتی اور تعلیمی سرگرمیوں کو جلا بخشے۔ آمین

امارت کا تنظیمی ڈھانچہ اور اس کی ذمہ داریاں

﴿۱﴾ جب کسی بستی میں تحریک کے چند افراد پیدا ہوجاتے تو ان میں سے ایک امیر مقرر ہوتا۔

﴿۲﴾ امیر و مامور میں اتحاد و اتفاق قائم کیا جاتا اور امیر کی سمع وطاعت کا مامورین کے دلوں میں اسلامی جذبہ بیدار کیا جاتا۔

﴿۳﴾ نماز باجماعت اور اسلامی اخلاق و رواداری کا حکم دیا جاتا اور تحریک کا ہر فرد ان امور کا نمونہ ہوتا، اصلاح رسوم اور ردِ بدعات کا کام بڑی سنجیدگی اور حکمت عملی سے انجام پذیر ہوتا۔

﴿۴﴾ زکاۃ وعشر اور عمومی چندہ کا ہر مرکز میں نظم قائم ہوتا اور مقامی امیر کو اسے چوتھائی حصہ مقامی طور پر خرچ کرنے کا حق حاصل ہوتا۔

﴿۵﴾ بقیہ رقم مرکزی امیر کو بھیج دی جاتی اور وہ مرکز میں حسب ضرورت خرچ

Marfat.com

کرتے اور بقیہ رقم صادق پور پٹنہ ہوتے ہوئے سرحد میں مقیم مجاہدین کے لئے بھیج دی جاتی، بعد میں چل کر رقم صادق پور بھیجی جانے لگی.

﴿۶﴾ رقم کی فراہمی کے ساتھ ساتھ رنگروٹوں یعنی جہاد کے لئے افراد کا انتخاب ہوتا، جہاد کے لئے ان کی تربیت ہوتی، اس کام کے لئے جگہ جگہ خفیہ جہادی کیمپ قائم تھے، تیاری کے بعد انہیں صادق پور پٹنہ بھیج دیا جاتا اور پھر وہاں سے وہ جہاد کے لئے سرحد چلے جاتے.

﴿۷﴾ مرکز کی ذمہ داری ہوتی کہ وہ اپنے تمام ذیلی شاخوں اور بستیوں کی نگرانی کرے اور ان کے باہمی اختلافات کو شریعت کی روشنی میں دور کرے نیز ان کے مسائل کو حل کرے، اس کام کے لئے امیر سال میں ایک یا دو مرتبہ اپنی شاخوں کا دورہ بھی کرتے.

﴿۸﴾ بیوہ کی شادی اور بلا اختلاف رنگ ونسل مسلمان جوڑوں کی شادیاں اسلامی عقیدے اور دین داری کی بنیاد پر کی جاتی.

تحریک کا پہلا دور ﴿حرکت ونشاط﴾

یہ بات پہلے تفصیل سے گزر چکی ہے کہ جب مولوی لیاقت حسینؒ مولانا عبدالعزیز رحیم آبادیؒ کے مدرسہ سے پڑھ کر اپنے گھر امواد مدینۃ الشیخ لوٹے تو کتاب وسنت کی ترویج واشاعت کا بیڑا اٹھایا، جس میں ان کے استاد محترم مولانا عبدالعزیز کا برابر تعاون رہا، وہ بار بار اموا تشریف لاتے اور ان کے ساتھ علاقے کا تبلیغی دورہ کرتے، اس طرح روز بروز تحریک کو کامیابی نصیب ہوتی گئی، شمالی بہار سے لے کر نیپال تک کی بستیوں میں تحریک اہل حدیث اور تحریک جہاد کا نعرہ بلند ہو گیا، جس کا اب کنٹرول کرنا بھی مشکل ہو رہا ہے، ان

Marfat.com

بستیوں کی فہرست اور ان کے حالات قلم بند کرنا مشکل ہے، صرف ان بستیوں اور مرکز کی شاخوں کی ایک فہرست ذیل میں درج کی جاتی ہے، جہاں ان کی خدمات اور کارناموں کے اثرات ونقوش آج بھی باقی ہیں.

ابھی اس راہ سے گیا ہے کوئی ☆ کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

بستیوں اور شاخوں کے نام

(۱) مہووا. امیر بدرالحسن.

(۲) لہنیا. امیر شیخ عظیم ثم حکیم صدیق

(۳) گڈھیا. امیر مولوی دیانت حسین

(۴) دوستیاو بریوا. امیر مولوی ریاض الدین.

(۵) چندنبارہ. امیر فرمان میاں. یہ وہی چندن بارہ ہے جہاں پر اب جامعہ ابن تیمیہ قائم ہے، اور مرکز کے دو ہونہار سپوت اور امیر مرکز مولوی لیاقت حسین کے خاندانی سلسلے کی دو کڑیوں کے دو چشم و چراغ عزیزان گرامی مولانا ارشد فہیم سلفی مدنی اور مولانا ابو القیس مدنی جامعہ کے داخلی امور کے روح رواں ہیں.

(۶) بھکورہر. امیر مولوی محمد شجاعت.

(۷) جیودھرا. امیر محبوب میاں.

(۸) پورنہیہ. امیر جھگڑو میاں.

(۹) بندھولی. امیر حاجی یحیٰ ثم حکیم عبدالحي.

(۱۰) برتاٹولہ امیر گیانی میاں.

(۱۱) بلوا. امیر اشرف علی میاں.

(۱۲) گڑھوا. (۱۳) مولانگر. (۱۴) بشن پور. (۱۵) رکسیا. (۱۶)

Marfat.com

رامپوررو گن. ﴿۱۷﴾ فاتحان. ﴿۱۸﴾ ٹھیکہاں. ﴿۱۹﴾ سہی. ﴿۲۰﴾ مرلی ﴿۲۱﴾ تھانہ ڈھاکہ. ﴿۲۱﴾ کھملیا. ﴿۲۲﴾ کپور پکری. ﴿۲۳﴾ بکھری ﴿۲۴﴾ بجئی. ﴿۲۵﴾ مادھو پور ﴿۲۶﴾ گھوڑا صحن. ﴿۲۷﴾ واٹ گنج. ﴿۲۸﴾ کیول پور. ﴿۲۹﴾ گھیوڈھار. ﴿۳۰﴾ بیریا. ﴿۳۱﴾ راجپور ﴿۳۲﴾ جنگڑوا. ﴿۳۳﴾ بھوری. ﴿۳۴﴾ رتن پور وغیرہ

ملاحظہ: مرکز کی صرف بعض شاخوں کی امارت کے امیروں کے نام فراہم ہوسکے ہیں بقیہ شاخوں کے صرف نام ہی معلوم ہو سکے ہیں، جس کے لئے قارئین سے معذرت ہے.

یہ ساری شاخیں مظفر پور، سیتامڑھی، شیوہر، دربھنگہ، مشرقی اور مغربی چمپارن کے ضلعوں کی ہیں اور کچھ نیپال کی بھی، مناسب تو یہ تھا کہ ان کے محل وقوع کی جغرافیائی تعین کردی جاتی، لیکن وقت کی کمی اور مضمون کی طوالت کی خاطر ایسا نہ کیا جاسکا جس کے لئے قارئین سے پھر معذرت ہے.

ان بستیوں اور شاخوں کے علاوہ بھی مرکز کی اور شاخیں ہیں جن کا استقصاء اس علاقے کے دورے کے بعد ہی کیا جاسکتا ہے.

۱۹۴۷ء یعنی تقسیم ہند تک یہ تحریک بڑے آب وتاب سے قائم رہی، تحریک جہاد کے خاتمے کے بعد اس تحریک میں بھی ضعف واضمحلال آنا شروع ہوگیا اور اس کے تارو پود بکھرنے لگے، خود تحریک جہاد کے مرکزی امیر مولانا عبدالخبیر صادق پوریؒ نے پٹنہ میں جماعت اصلاحی کے نام سے ایک تنظیم قائم کی اور ادھر جمعیت اہل حدیث ہند کی طرف سے ہندوستان کے گوشے گوشے میں جمعیت کی شاخوں کا باضابطہ افتتاح ہونے لگا.

Marfat.com

دوسرا دور ''دعوتی تنوع یا انتشار''

تحریک جہاد کے خاتمے پر اس کے مرکزی مقام صادق پور پٹنہ میں اصلاحی جماعت کی بنیاد پڑ گئی، ادھر جمعیت اہل حدیث ہند نے بہار میں دار العلوم احمدیہ سلفیہ کے پلیٹ فارم سے اپنا کام شروع کر دیا، گرچہ دار العلوم کے روح رواں ڈاکٹر سید محمد فریدؒ نے ۱۹۳۸ء میں تحریک جہاد کے امیر مولانا عبدالخبیر صادق پوری کو بلا کر دار العلوم احمدیہ سلفیہ کی جامع مسجد میں شہر کے خواص کے ساتھ بیعت کی، لیکن ڈاکٹر موصوف کی وفات اور تقسیم ہند کے بعد اس علاقے کا رشتہ عملی طور پر صادق پور سے کٹتا چلا گیا، گرچہ ڈاکٹر سید محمد فریدؒ کے ہونہار اور لائق سپوت ڈاکٹر سید عبدالحفیظ سلفیؒ کا رشتہ کسی نہ کسی طرح صادق پور سے برقرار رہا، اسی برقراری کا ثمرہ تھا کہ جب وہ آل انڈیا اہل حدیث کے صدر ہوئے تو انہیں عبوری مدت کے لئے صادق پور کا امیر بھی بنایا گیا، لیکن اس علاقے کے لوگوں سے صادق پور کی امارت سے زیادہ آل انڈیا اہل حدیث کو غذا ملتی رہی۔

اس دعوتی تنوع کا لازمی نتیجہ تھا کہ ام المدینۃ الشیخ کا مرکز بھی متاثر ہو اور حقیقت میں ایسا ہوا، چنانچہ ۱۹۷۰ء کے دہے میں مولانا محمد عمیس اختر سلفیؒ استاد دار العلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ کی رہنمائی میں گاؤں والوں نے تنظیم اہلحدیث ہند کی طرف سے مدرسہ ربانیہ کی بنیاد ڈالی، مولانا موصوف اسی گاؤں کے رئیس زادہ تھے اور صادق پور کی امارت کے امیر اس وقت مولوی لیاقت حسینؒ کے صاحبزادے حافظ محمودؒ تھے، اب تحریک اہل حدیث کا یہ مرکز دو حصوں میں تقسیم ہو گیا۔

Marfat.com

تیسرا دور "صلح وصفائی اور وحدت"

تاریخ نے اپنے آپ کو دہرایا اور ۱۹۸۰ء کی دہائی یعنی ۱۹۸۷ میں گاؤں کے دونوں فریقوں میں ڈاکٹر سید عبدالحفیظ سلفیؒ نے صلح وصفائی کرائی، جس کا تفصیلی بیان تحریک جہاد کے باب میں ہو چکا ہے، صلح کے بعد امارت اہل حدیث کے امیر مولانا حکیم محمد معاذ سلفی حفظہ اللہ جماعت کے صدر اور مدرسہ ربانیہ کے بانی مولانا محمد عمیس اختر سلفیؒ جماعت کے سکریٹری ہوئے، اور اس طرح امواکی تحریک اہل حدیث نے ایک نیا موڑ لیا.

چوتھا دور "نشاءۃ ثانیہ"

قدرت کی مشیت ہوئی کہ تحریک اہل حدیث کے اس مرکزی مقام کے ایک خادم اور ساکن راقم السطور کے ذریعے اس کی نشاءۃ ثانیہ ہو، چنانچہ راقم السطور نے "مرکز الاصلاح التعلیمی الخیری" کے نام سے ۳رشوال ۱۴۰۹ھ موافق ۸رمئی ۱۹۸۹ء میں ایک ٹرسٹ قائم کیا، جس کے ذریعے اس مرکزی مقام کی تحریک اہل حدیث کے تمام شعبہ جات کو ایک لڑی میں پرو دیا گیا، جہاں سے مرکز اور علاقے میں تعلیمی، دعوتی اور رفاہی کاموں کو نئے ڈھنگ سے باضابطہ انجام دیا جانے لگا، اللہ تعالی اس کے ذمہ داران کو خلوص کے ساتھ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور انہیں دنیا اور آخرت میں اس کا اچھا بدلہ دے. آمین

اس ٹرسٹ کی زیر نگرانی سر دست ذیل کے ادارے چل رہے ہیں :

(۱) مدرسہ ربانیہ اموامدینۃ الشیخ.

Marfat.com

﴿۲﴾ مدرسہ تحفیظ القرآن الکریم امواُمدینۃ الشیخ.

﴿۳﴾ مکتبہ دارالحکمہ.

جہاں سے اب تک ۱۲ر علمی اور دعوتی کتابیں زیور طبع سے آراستہ ہو کر لوگوں میں تقسیم کی جا چکی ہیں.

﴿۴﴾ بیت المال.

یہاں زکاۃ، چرم قربانی، صدقۃ الفطر اور عام صدقات وخیرات کی رقمیں جمع ہو کر باضابطہ ایک نظام کے تحت مدرسہ ربانیہ اور دیگر مستحقین کے درمیان تقسیم ہوتی ہیں.

یاد رہے کہ اس ''نشاءۃ ثانیۃ'' کے منتظمین وہی ہیں جو امارت اور مدرسہ ربانیہ کے کلیدی منتظمین ہیں، اور انہی کی زہنمائی اور دیکھ ریکھ میں اس کے جملہ کام انجام پاتے ہیں.

﴿۳﴾ جماعت اہل حدیث

تحریک جہاد اور تحریک اہل حدیث نے ایک صدی سے زیادہ عرصے تک بڑے جوش وخروش سے جہادی، دعوتی، اصلاحی، تعلیمی اور رفاہی کاموں کو انجام دیا، تقسیم ہند کے بعد تحریک جہاد کا خاتمہ ہو گیا اور تحریک اہل حدیث کے افراد سے کام کرنے کا حقیقی جوش وخروش جاتا رہا، اس لئے اس تحریک سے منسوب افراد کو تحریک اہل حدیث کے افراد کہنے کے بجائے جماعت اہل حدیث کے افراد کہنا زیادہ انسب اور واقع کے مطابق ہے، یہی کچھ امواُمدینۃ الشیخ کے مرکزی مقام کے افراد کا حشر ہوا، تحریک اور جماعت کی بحث پر اپنی نوجوانی کا ایک واقعہ یاد آ گیا.'' غالباً ۱۹۸۲ کا واقعہ ہے کہ ریاض سے موسم گرما کی فرصت

Marfat.com

گزار نے پٹنہ ہوتے ہوئے اپنے گاؤں جا رہا تھا کہ بعض ضروری کاموں کے لئے چند دن پٹنہ میں قیام کرنا پڑا، ریاست بہار کے وقف بورڈ کے چیرمین سے ملاقات ہوئی، تعارف کے بعد انہوں نے کہا: اہل حدیث پہلے تحریک تھی اور اب فرقہ ہوگئی ہے، تحریک اور فرقہ کے الفاظ پر دیر تک غور کرتا رہا لیکن مجھ سے کوئی جواب نہ بن پڑا، درحقیقت اس وقت تک اس سلسلہ میں میرا شعور پختہ نہیں ہوا تھا، لیکن اب جب کہ تحریک اور فرقہ کے الفاظ پر غور کرتا ہوں تو بعض باتیں سمجھ میں آتی ہیں، تحریک کا مطلب ہے کہ وہ ہمیشہ حرکت میں رہے اور اس کا دائرہ دن بدن وسیع سے وسیع تر ہوتا جائے اور اس کے افراد جمود و تعطل کا شکار نہ ہوں، بہار کی سینکڑوں بستیاں ایسی ہیں جو مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی اور ان کے شاگرد رشید مولوی لیاقت حسین امواوی کے قدوم میمنت لزوم سے یک لخت سلفی بستیوں میں تبدیل ہوگئیں، اور یہی حال برصغیر کے دوسرے علاقوں میں بھی ہوا، اب ان بستیوں کو سنبھالنا بھی مشکل ہو رہا ہے چہ جائیکہ تحریک کا دائرہ وسیع ہو، اب تو اس تحریک کے تنظیمی ڈھانچے کا حال یہ ہے کہ تحریک کا ہیڈ کوارٹر دہلی ہے اور اس کے امیر کبھی دربھنگہ، کبھی بنارس، کبھی بمبئی، اور کبھی ریاض سعودی عرب میں مقیم ہوتے ہیں، جن کی اتباع اور رہنمائی پر کسی تحریک کا انحصار ہوتا ہے، اگر امیر ہی اپنی جگہ نہ رہیں تو کس کی اتباع کی جائے اور کس سے ہدایت ورہنمائی حاصل کی جائے، اس امر پر غور کرنے کے بعد ریاست بہار کے وقف بورڈ کے چیرمین کی بات سمجھ میں آتی ہے، لیکن فرقے سے ان کی مراد دیگر فرقوں کی طرح جمود و تعطل تھی تو وہ باطل ہے، الحمدللہ جماعت اہلحدیث ہر طرح کی شخصیت پرستی اور گروہی تعصب سے پاک ہے، اگر مخالفین کی نگاہ میں کتاب و سنت ہی کو سب کچھ سمجھنا تعصب ہے تو یہ شریعت کو مطلوب ہے.

Marfat.com

ہاں یہ تلخ حقیقت ہے کہ اب جماعت کے افراد میں کام کرنے کا پہلے جیسا جوش وجذبہ باقی نہ رہ سکا، اور تحریکات کی زندگیوں میں اس طرح کے نشیب و فراز آتے رہتے ہیں، جس سے افراد جماعت کو مایوس نہیں ہونا چاہیئے، بلکہ ماضی کے تناظر میں اپنا جائزہ لیکر اپنا مستقبل سنوارنا چاہیے:

یادِ رفتہ میری خاک کو اکسیر ہے☆ میرا ماضی میرے استقبال کی تفسیر ہے

بہر صورت! جب جماعت کے مرکزی مقام کا یہ حال ہے تو بدیہی طور پر اس کی شاخوں کا حال اس سے بدتر ہوگا، چنانچہ اموا مدینۃ الشیخ کے مرکزی مقام میں نہ جمعیت اہل حدیث کا کوئی دفتر ہے اور نہ اس کے امیر، صدر، سکریٹری اور اراکین کی کوئی نشست ہوتی ہے، حالانکہ جماعت کے ضلعی صدر اسی گاؤں کے رہنے والے ہیں.

تحریک جہاد اور تحریکِ اہل حدیث پر ایک نظر

تحریک جہاد اور تحریک اہل حدیث اپنی ابتدائی تاریخ کے اعتبار سے دو مختلف حقیقتیں ہیں، تحریک جہاد کا آغاز باطنی تربیت سے ہوا، سکھوں اور انگریزوں کے ظلم وستم سے مسلمانوں کو آزاد کرانا اس کا اولین اور بنیادی مقصد تھا، ساتھ ہی مسلمانوں کے اندر مرور ایام سے جو رسوم در کر آئے تھے ان کی بیخ کنی کرنا مقصود تھا، چنانچہ اس تحریک کے قائد سید احمد شہیدؒ کے بارے میں مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ فرماتے ہیں:

”حضرت شاہ عبد العزیز اور شاہ عبد القادر کی صحبت وخدمت میں رہکر آپ نے اس قدر باطنی ترقی کی اور وہ بلند مقام حاصل کیے جو بڑے بڑے مشائخ کو بڑی بڑی ریاضتوں اور مجاہدوں سے حاصل ہوتے ہیں، کچھ عرصہ کے بعد شاہ عبد

Marfat.com

العزیز صاحب سے اجازت اور خلافت لیکر وطن رائے بریلی واپس آئے ، دوسال وطن میں قیام کیا اور شادی کی" ﴿جب ایمان کی بہار آئی: ص: ۱۷﴾

ندوۃ العلماء لکھنؤ کا آرگن "تعمیر حیات" مجریہ ۱۰ر فروری ۲۰۰۰ء میرے پیش نظر ہے، اس میں "حقیقی عالم اور طالب علم" کے عنوان سے مولانا قاری سید صدیق احمد باندوی کا ایک مضمون شائع ہوا ہے، جس میں وہ رقم طراز ہیں:

"حضرت سید احمد شہیدؒ کو دیکھیے جو شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے شاگرد ہیں، وہ جب کتاب لیکر بیٹھے تو انہوں نے اپنے استاد سے عرض کیا کہ حضرت حروف دکھائی نہیں دیتے، کیسے پڑھوں؟ شاہ عبدالعزیزؒ نے فرمایا: کتاب بند کردو! اللہ تعالی تم کو دوسری راہ سے علوم دیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا، اور اللہ تعالی نے ایسے علوم عطا فرمائے کہ مولانا اسماعیل شہید جیسے لوگ ان کے پیچھے پیچھے چلتے اور ان کی جوتیاں سیدھی کرتے" ﴿تعمیر حیات. لکھنؤ ۱۰ر فروری ۲۰۰۰ء﴾

اس باطنی ترقی کی اساس پر اصلاح رسوم اور جہاد کی تیاری کا کام شروع ہوا، اور یہ سچ ہے کہ مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ جیسے نابغۂ روزگار اور کتاب وسنت کے متوالے نے اپنے علمی وقار اور خاندانی شرافت وقیادت کے باوجود اس تحریک جہاد کے امیر سید احمد شہیدؒ کے ہاتھ پر بیعت کی ، اور تاحیات ان کے ساتھ دعوت وتبلیغ اور جہادی کاموں میں برابر کے شریک رہے، اور انہی کے ساتھ ۱۸۳۱ء میں بالاکوٹ کی سرزمین پر جام شہادت نوش کیا۔

مولانا محمد اسماعیل شہید کی اس فدائیت کی وجہ امیر جہاد کی صرف باطنی کشش نہ تھی بلکہ اس کے دوسرے عوامل بھی تھے مثلاً:

☆ سید احمد شہید کا مسلمانوں کی تنزلی کے وقت اسلامی جہاد کا علم بلند کرنا جب کہ اکثر امراء اور علماء دونوں طبقے اس امر سے غافل تھے اور ملک میں اس طرح

Marfat.com

کی کوئی دوسری تحریک کا اٹھنا مشکل تھا.

☆ سید گھرانے کی لوگوں کے دلوں میں عظیم عظمت تھی جس کی قیادت کے بغیر برصغیر کے متصوفانہ مزاج کو بدلنا اور اسے تحریک جہاد پر گامزن کرنا آسان نہ تھا.

☆ مولانا محمد اسماعیل کی فن سپہ گری اور جہادی امور سے فطری دلچسپی تھی جو تحریک جہاد کے قائد سید احمد شہید میں بدرجۂ اتم موجود تھی یعنی دونوں کی دلچسپیوں کی یگانگت جو برصغیر میں پہلی بار اسلامی جہاد کی شکل میں نمایا ہوکر برگ وبارلائی اور ان کے لئے ایک نمونہ چھوڑ گئی.

ان عوامل اور وجوہات واسباب کی بنا پر مولانا اسماعیل شہید اپنی فکری آراء کے اختلاف کے باوجود تحریک جہاد سے منسلک ہوئے، ہمارے اس تجزیے کی تصدیق اس امر سے بخوبی ہو جاتی ہے کہ وہ اپنی بعض فرعی رائے سے جماعت کی وحدت کی خاطر عارضی طور پر دست بردار ہوئے، جیسے حالت نماز میں رکوع کے بعد رفع الیدین کرنا، اس سنت پر عمل کرنا مجاہدین کی اکثریت کو قبول نہ تھا، کیوں کہ ان کی اکثریت حنفی المسلک تھی، لہذا آپ نے اپنے امیر کی ہدایت پر اس فرعی مسئلے کو وقتی طور پر چھوڑ دیا، گر چہ یہ روایت مختلف فیہ ہے، لیکن کتاب وسنت کی ترویج واشاعت اور عقیدہ کی اصلاح کا کام بلاکم وکاست انجام دیتے رہے، اس سلسلے میں ان کی کتاب ''تقویۃ الإیمان'' اس امر کی واضح دلیل ہے، انہی کی کوششوں سے جہادی قافلوں میں تحریک اہل حدیث کے افراد شعوری اور غیر شعوری طور پر تیار ہوتے رہے.

جب لکھنؤ میں مولانا ولایت علی صادق پوریؒ نے تحریک جہاد کے قائد سید احمد شہیدؒ کے ہاتھ پر بیعت کی تو اس وقت تک وہ حنفی مسلک پر عامل تھے، لیکن قافلہ کے اندر ان پر مولانا اسماعیل شہید اور ان کے شیدائیوں کا رنگ زیادہ چڑھا، اور

Marfat.com

ان کی ذات سے تحریک اہل حدیث کو غذا فراہم ہوئی، کیوں کہ وہ درحقیقت کتاب وسنت کی بالادستی کے دل سے قائل تھے، جب شہیدین نے بالاکوٹ کی سرزمین پر جام شہادت نوش کیا اور اس کے بعد یکے بعد دیگرے شیخ محمد ولی پھلتی، مولانا نصیر الدین بنگلوریؒ اور مولانا نصیر الدین دہلویؒ مختصر مدت کے لئے مجاہدین کے قائد اور امیر ہوئے، اور ان قائدین اور امراء کے دنیا سے گزر جانے کے بعد تحریک جہاد کی قیادت مولانا ولایت علی صادق پوری اور ان کے خاندان میں منتقل ہوگئی اور اسی پلیٹ فارم سے سرحد کے مجاہدین کو مادی اور معنوی غذا ملتی رہی، ساتھ ہی وہ اور ان کے خاندان والے کتاب وسنت کی آبیاری کرتے رہے یہاں تک کہ ۱۹۴۷ء میں تقسیم ہند کے بعد تحریک جہاد کا چراغ گل ہوگیا، اس کے بعد یہ خاندان تحریک اہل حدیث کی خدمت کے لئے وقف ہوگیا۔

تحریک اہل حدیث کے لئے سرزمین بہار میں دوسری طرف مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی ۱۲۹۴ھ میں محدث عصر سید نذیر حسین بہاری ثم دہلوی سے کتاب وسنت کا علم حاصل کر کے آئے اور صادق پور کی تحریک جہاد کے تعاون کے ساتھ ساتھ تحریک اہل حدیث کی بنیاد آرہ میں رکھی اور انہوں نے دونوں تحریکوں کو اس طرح غذا بخشی کہ تحریک وتنظیم کے میدان میں اس طرح کی مثال بہت کم ملتی ہے۔

اب تحریک جہاد بھی تحریک اہل حدیث کا ہم معنی ہوگئی، چنانچہ مولانا ابوالکلام آزادؒ کلکتہ میں کتاب وسنت سے قریب صادق پور کے ایک رئیس زادہ عالم دین ہی سے ہوئے، اور ڈاکٹر سید محمد فرید دربھنگویؒ نے کتاب وسنت کی تعلیم اپنی طالب علمی کے زمانے میں صادق پور ہی کے سرچشمے سے حاصل کی، یہ الگ

Marfat.com

بات ہے کہ وہ مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کے آخری عہد میں بمقام دربھنگہ پوری طرح تحریک اہل حدیث سے منسلک ہوئے، اسی ابتدائی تعلیم وتربیت کا اثر تھا کہ ۱۹۳۸ء میں ڈاکٹر صاحب موصوف نے تحریک جہاد کے امیر مولانا عبدالخبیر صادق پوریؒ کو دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ کی جامع مسجد میں بلا کر بیعت کی.

حاصل یہ کہ برصغیر کی موجودہ جماعت اہل حدیث تحریک جہاداور تحریک اہل حدیث کی یکساں مرہونِ منت ہے، گرچہ دونوں کی تاسیس دومختلف جگہوں اور مختلف ظروف و حالات میں ہوئی، لیکن بعد میں چل کر دونوں کے درمیان یگانگت پیدا ہوگئی، اس کو چند نکات کے ذریعے یوں سمجھا جاسکتا ہے.

﴿۱﴾ تحریک جہاد کی تاسیس رائے بریلی اور لکھنؤ میں ہوئی اور اس کو غذا دہلی کی ولی اللہی تحریک سے ملی.

﴿۲﴾ تحریک اہل حدیث کی تاسیس آرہ بہار کی سرزمین پر ہوئی، جس کو غذا شاہ اسماعیل شہیدؒ، مولانا ولایت علی صادق پوریؒ اور محدث عصر سید نذیر حسینؒ سے ملی، جو دراصل تحریک ولی اللہی کے آخری خلیفہ تھے.

اس تجزیہ کے بعد یہ بات وثوق کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے عدم تعصب کی بنیاد پر جو تحریک چلائی تھی، گرچہ وہ حالات وظروف کی وجہ سے تصوف کی آمیزش سے پاک نہ تھی، لیکن کچھ عرصہ بعد وہ برصغیر میں کتاب وسنت کی باضابطہ تحریک بن گئی جس کی قیادت کا شرف ان کے پوتے مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ، مولانا ولایت علی صادق پوریؒ اور ان کی علمی خلافت کی آخری یادگار محدث عصر سید نذیر حسینؒ کو حاصل ہوا.

Marfat.com

دوسرا باب

"الذی خلق الموت والحیاۃ لیبلوکم أیکم أحسن عملا"

(الملك: ۲)

جس نے موت اور حیات کو اس لئے پیدا کیا کہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے کام کون کرتا ہے۔

یقیں محکم عمل پیہم ، محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

Marfat.com

مرکز کے امراء اور علماء کے سوانحی خاکے

(۱) مرکز کے امیر اول

مرکز کے امیر اول مولوی لیاقت حسینؒ کی ولادت باسعادت تقریباً ۱۸۶۵ء میں بمقام امواہوئی، اپنے دروازے ہی پر عربی، اردو اور فارسی کی تعلیم حاصل کی، پھر مظفر پور اور رحیم آباد میں دینی تعلیم کی تکمیل فرمائی، تعلیم کے آخری مرحلے میں کتاب وسنت کے شیدا اور گرویدہ ہوئے اور اپنی زندگی کو اس کی نشرو اشاعت کے لئے وقف کر دیا، اس راہ میں انہیں جلاوطنی، زدوکوب اور طرح طرح کی دیگر پریشانیوں سے دوچار ہونا پڑا، لیکن ان کے پائے استقلال میں ذرہ برابر کوئی فرق نہ آیا اور تقریباً ۱۹۳۷ء میں کتاب وسنت کی فدائیت اور شیدائیت پر اپنی جان قربان کر دی، اور امواہی کے مرکزی قبرستان میں دفن کئے گئے، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے. آمین.

امیر موصوفؒ کی دعوت کی راہ میں قربانیوں کے ذکر کے ساتھ ان کے حالاتِ زندگی پر پہلے باب میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، اس لئے اس کا دوبارہ ذکر کرنا تحصیل حاصل ہے.

(۲) مرکز کے امیر ثانی

مرکز کے امیر ثانی حافظ محمودؒ صاحب کی ولادت باسعادت تقریباً ۱۸۹۸ء میں بمقام امواہوئی، اپنے والد گرامی مولوی لیاقت حسین کی زیرنگرانی اپنے

Marfat.com

دروازے پر ہی ابتدائی تعلیم حاصل کی پھر قرآن مجید حفظ کیا، اور اردو، فارسی اورعربی کی مزید تعلیم حاصل کی، اس کے بعد اپنے گھر کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ اپنے والد گرامی کے دعوتی کاموں میں برابر کے شریک رہے، اوران کی وفات کے بعد شورائی نظام کے تحت امیر منتخب کئے گئے، تقریبا ۳۵/سال تک اس فریضہ کو بخوبی انجام دیا، چند ماہ کی بیماری کے بعد ۱۹۷۲ء میں اس دار فانی سے دار بقا کو رحلت فرما گئے، اور امواکے مرکزی قبرستان میں دفن ہوئے، اللہ تعالی ان کی مغفرت فرما کر انہیں جنت الفردوس میں جگہ عنایت کرے، آمین.

ان کی امارت، فرائض اور اخلاق و عادات پر پہلے باب میں قدرے روشنی ڈالی جا چکی ہے، اس لئے قارئین اسی پر اکتفا کریں.

(۳) مرکز کے امیر ثالث

مرکز کے امیر ثالث مولانا حکیم محمد معاذ سلفی مدظلہ العالی کی پیدائش نومبر ۱۹۳۵ء میں بمقام امواہوئی، ابتدائی تعلیم حسب دستور اپنے دروازہ پر ہی حاصل کی، اس کے بعد دار العلوم احمدیہ سلفیہ سے سند فراغت اور پھر طب کی تعلیم پٹنہ طبیہ کالج سے حاصل کی، بیراگنیا میں طبابت اور مدرسہ احمدیہ سلفیہ بیراگنیا میں عرصہ تک تدریس کے فرائض انجام دیے، اپنے والد گرامی جناب حافظ محمودؒ کے وصال کے بعد ۱۹۷۲ء میں امیر منتخب ہوئے اور امارت کے نظم و نسق اور دعوتی کاموں کے لئے وقف ہو گئے، ان کے عہد امارت میں نشیب و فراز آئے لیکن انہوں نے امام حسن رضی اللہ تعالی کی سنت پر عمل کر کے جماعت کو ہر طرح کی فرقت سے محفوظ رکھا، جب دار العلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ کے ماتحت طبیہ کالج کھلا تو وہاں ڈاکٹر سید عبد الحفیظ سلفیؒ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے تشریف لے گئے

Marfat.com

اوراب وہیں عرصہ سے طبیہ کالج کے پروفیسر ہیں، اس کے ساتھ ہی امارت، مدرسہ ربانیہ اور مرکز الاصلاح التعلیمی الخیری کی صدارتی ذمہ داریوں کو بخوبی نباہ رہے ہیں، اللہ تعالی ان کا سایہ تا دیر ہمارے سروں پر قائم رکھے اور ہم ان کی رہنمائی میں اپنی تعلیمی اور دعوتی کاموں کو انجام دیتے رہیں. آمین.

﴿۴﴾ بانی مدرسہ ربانیہ

ولادت اور تعلیم

مدرسہ ربانیہ اموامدینۃ الشیخ کے بانی مولانا عمیس اختر سلفیؒ کی ولادت باسعادت تقریبا ۱۹۲۰ء میں امواکے سب سے بڑے رئیس گھرانے میں ہوئی، ان کے خاندان میں زمانے سے ریاست اور زمین داری چلی آرہی ہے، ان کے والد گرامی جناب محمد صدیقؒ کو شہسواری کا بڑا شوق تھا، جب مولانا کی عمر صرف ایک سال تھی تو ان کے والد گھوڑا خرید کر آرہے تھے کہ راستہ میں بیمار پڑے اور دنیا سے چل بسے، اس لئے ان کا بچپن ان کے نانیہال سپہی میں گزرا اور وہیں ابتدائی تعلیم پرائمری اسکول میں حاصل کی، پھر گھر پر ایک اتالیق سے فارسی کی تعلیم حاصل کی، اس کے بعد عربی کی دوسری جماعت تک ڈھاکہ کے مشہور آزاد مدرسہ میں پڑھی، پھر مولانا عبدالجلیل سلفیؒ جھکورہری کے مشورے پر دار العلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ میں داخل ہوئے، وہاں عربی کی ساتویں جماعت میں تھے کہ حصول علم نے سمند شوق کو ابھارا اور سفر کرکے اعظم گڈھ کے مشہور مدرسۃ الاصلاح سرائے میر پہونچ گئے، وہاں داخلہ لیا اور وہاں کے اساتذہ خاص کر مولانا امین اصلاحی سے استفادہ کیا، لیکن وہاں کی آب وہوا آپ کو

Marfat.com

راس نہ آئی اور پھر چند ماہ کے بعد وطن واپس آئے اور دار العلوم احمد یہ سلفیہ دربھنگہ میں دوبارہ داخل ہوکر اپنی تعلیم مکمل کی، آپ کا شمار دار العلوم کے ممتاز طلبہ میں ہوا کرتا تھا، یہی وجہ تھی کہ آخری دنوں میں دو سال کا کورس صرف ایک سال میں مکمل کرکے کامیابی حاصل کی، فراغت کے دو سال پہلے مجلہ سلفیہ کی تمام ذمہ داری آپ کے سر ڈالی گئی اور آپ نے اسے بحسن وخوبی انجام دیا، آپ کو شعر وشاعری کا بھی اچھا ذوق تھا اور اس فن میں بھی آپ نے اپنے جوہر دکھلائے، ۱۹۴۲ء میں دار العلوم احمدیہ سلفیہ سے فراغت کے بعد میٹرک کی تیاری کی، لیکن صحت کی ناسازی کی وجہ سے یہ کام پایۂ تکمیل کو نہ پہونچ سکا۔

آپ کے اساتذہ

جن اساتذہ سے آپ نے کسب فیض کیا ان میں ذیل کے اساتذہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

☆ مولوی امداد الٰہی۔ مدرسہ آزاد ڈھاکہ چمپارن، بہار۔

☆ مولانا امین احسن اصلاحی۔ مدرسۃ الاصلاح سرائے میر، یوپی۔

☆ مولانا محمد اسحٰق آروی دار العلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ۔

☆ مولانا محمد عثمان ازہری " "

☆ مولانا عبد الغفور جیراجپوری " "

درس وتدریس

آپ نے فراغت کے بعد درس وتدریس کا سلسلہ مدرسہ دار التکمیل مظفر پور سے شروع کیا، پھر دو مرتبہ ڈاکٹر سید عبد الحفیظ سلفیؒ نے دار العلوم احمدیہ سلفیہ کے

Marfat.com

تدریسی فرائض اور مجلّہ ''الہدیٰ'' کی تنظیم وتنسیق اور نشر واشاعت کے لئے مجبور کیا اور انہوں نے اسے قبول فرمایا اور اسے بحسن وخوبی انجام دیا، آپ نے یہ مشغلہ صرف دعوت دین کی اشاعت کے لئے اپنایا ورنہ آپ کو مال ودولت کی کمی نہ تھی اور جاہ ومنصب تو آپ کے گھرانے کا طرۂ امتیاز ہے.

مدرسہ ربانیہ کی تاسیس

انہوں نے ۱۹۶۰ء کے دہے میں اپنے رفقاء کی معیت میں اپنے مولد ومنشاً اموا مدینۃ الشیخ کے پچھم مدرسہ ربانیہ کی بنیاد ڈالی، جو اپنے قیام کے وقت سے آج تک تعلیمی فریضہ انجام دیرہا ہے، میری رائے میں ان کی زندگی کا یہ سب سے اہم کارنامہ ہے، کیوں کہ گاؤں کو دینی اور دنیاوی دونوں ہی ریاست بدرجۂ اتم حاصل تھی، اس کے باوجود اس مرکزی مقام پر ۱۹۶۳ء کے پہلے تک باضابطہ کوئی دینی ادارہ قائم نہ ہوسکا تھا، اللہ تعالیٰ انہیں اور ان کے رفقاء کو اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائے. آمین.

وفات حسرت آیات

دار العلوم احمدیہ سلفیہ میں جماعت اہل حدیث نے اپنے بعض نامساعد حالات سے نبٹنے کے لئے ایک ہنگامی اجلاس طلب کیا تھا، دار العلوم میں تعطیل ہوچکی تھی، لیکن مسئلے کی نزاکت کے پیش نظر آپ کا اس میں شریک ہونا ضروری تھا، اجلاس مغرب بعد ہونے والا تھا، آپ عصر کی نماز پڑھ کر اپنے جائے قیام پر آکر بیٹھے ہی تھے کہ اچانک آپ کا سر چارپائی پر لڑھک گیا اور اس طرح ۴؍ اکتوبر ۱۹۸۱ کو دنیا سے چل بسے، إنا للہ وإنا إلیہ راجعون. اللہ تعالیٰ آپکی مغفرت

Marfat.com

فرما کر جنت الفردوس میں جگہ دے، آمین. وفات کے بعد لاش ان کے مولد و منشاً امووالائی گئی اوران کے آبائی قبرستان میں دفن کی گئی.

ملاحظہ

مرکز کے اُمراءاورعلماء کےصرف چارہی اکابر پرکچھ لکھنے کی سعادت نصیب ہوسکی ہے، جس میں صرف آخرالذکر بزرگ کے حالات زندگی پرقدرے تفصیل سے روشنی ڈالی جاسکی ہے، کیوں کہ مجلّہ ''الہدیٰ'' دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ، مجریہ اپریل ومئی ۱۹۵۵ء کے شمارے میں ان کے اوپر اچھا خاصا مواد مل گیا ہے، بقیہ تینوں امراء کے حالات زندگی پر جومواد سردست فراہم ہوسکا اس کی روشنی میں کچھ لکھ دیا گیا ہے، اللہ تعالی کی ذات سے قوی امید ہے کہ اس کی توفیق سے ان بزرگ ہستیوں اور شخصیات کے حالات زندگی پر اگلے اڈیشن میں مواد فراہم ہونے پر مزید تفصیل سے لکھا جاسکیگا.

ان ہستیوں اور شخصیات کے علاوہ مرکز میں پچیسوں علمائے کرام کی دیگر شخصیات بھی موجود ہیں جو دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ، جامعہ سلفیہ بنارس، دار السلام عمرآباد، ندوۃ العلماء لکھنؤ، جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، جامعۃ الإمام محمد بن سعود الإسلامیہ. ریاض. سعودی عرب اور ملک کے دیگر دینی اداروں کے فارغ التحصیل ہیں، اگر مرکز کی تمام شاخوں کے علمائے کرام کو اس فہرست میں شامل کرلیا جائے تو ان کی تعداد سیکڑوں تک جاپہونچے گی.

نہ تو اِن شخصیات پر میرے پاس اس دور دراز مسافرت کی زندگی میں کوئی مواد ہے اور نہ دوسری دعوتی اور تالیفی ذمہ داریوں کی وجہ سے اس کے لئے فرصت.

Marfat.com

لہذا مرکز کے علمائے کرام سے میری مودبانہ گذارش ہے کہ وہ آگے بڑھیں اوراس کام کو بروقت انجام دینے کی کوشش کریں، اِن شاءاللہ ہمارا ہرطرح کا تعاون ان کے ساتھ ہوگا۔

حیاتِ مؤلف

شخصیات کی سیرتیں قوم وملت کی تعمیراوراس کے افراد کی شخصیت سازی میں بڑا اہم رول ادا کرتی ہیں، وہ ان سے عبرت وموعظت حاصل کر کے اس کی روشنی میں اپنی زندگی ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں کیوں کہ ان کی سیرتیں ان کی حیات سے فحش ومنکر کو دور کرنے میں مہمیز کا کام کرتی ہیں، وہ دلوں میں پیوست ہوکر ان کی دنیا بدل دیتی ہیں، لیکن میری حیات اور سیرت میں اس قسم کی کوئی خوبی نظر نہیں آتی پھر بھی یہ رقم کی جارہی ہے، جس کی وجہ سلفی جوانوں اور جامعات کی عقیدت، طلب اور اصرار ہے، اللہ کرے کہ شخصیات کی سیرت کے قلم بند کرنے کا جو بنیادی مقصد ہوتا ہے وہ ناچیز کی حیاتِ زندگی اور سیرت وکردار سے بھی پورا ہو۔

نام ونسب

ممتاز احمد بن عبداللطیف بن عبدالسبحان: یہ سلسلۂ نسب چند پشتوں کے بعد شیخ محمد حافظؒ سے جاملتا ہے، انہوں نے تقریباً تین صدی پہلے امو البستی کی بنیاد ڈالی تھی، اس محترم شخصیت کے والد سیاسی عدم استقرار اور بدامنی کی وجہ سے اس دور دراز علاقے میں دہلی کے قریب ''ہانسی اور حصار'' کے علاقے سے ہجرت کر کے آئے تھے جو علاقہ آج کل ہریانہ اسٹیٹ میں پڑتا ہے۔

Marfat.com

نسب کے اعتبار سے ان کا سلسلۂ نسب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے جا ملتا ہے، اور اسی مناسبت سے اس خاندان کے افراد ''صدیقی'' کہلاتے ہیں، اس کی مزید تفصیل اسی کتاب کے اگلے عنوان ''امیر اور ان کے خاندان کا شجرۂ نسب'' میں ملاحظہ کیجئے.

تاریخ ولادت

پاسپورٹ اور جملہ علمی سندوں میں میری تاریخ پیدائش ۸/ جون ۱۹۵۹ء درج ہے، جسے برادر گرامی استاد محترم حکیم مولانا محمد معاذ سلفی حفظہ اللہ نے ظن و تخمین کی بنیاد پر مدرسہ بیراگنیا میں داخلہ کے وقت رجسٹر میں درج کیا تھا جو آج تک ہر طرح کی سندوں پر درج ہوتی آرہی ہے اور ایک حقیقت بنتی جارہی ہے، لیکن حالات کا جائزہ لینے کے بعد میری سمجھ سے اصلی تاریخ پیدائش مذکورہ تاریخ پیدائش سے تقریبا چار پانچ سال پہلے ہے، ایسا اس لئے ہوا کہ ہندوستان کے دیہقانی علاقوں میں پہلے عام طور پر تاریخ پیدائش کے اندراج کا اہتمام نہیں تھا، نیز میری پیدائش کسی ہوسپٹل کا رہین منت نہیں ہے بلکہ دیہاتی اصول پیدائش کے مطابق امواشیخ ٹولہ میں ہوئی.

دینی حالت

تقریبا ایک سو پچیس سال پہلے تحریک جہاد اور تحریک اہلحدیث سے میری بستی سرشار ہوئی، میرے جد امجد کے سلسلے کی ایک کڑی کے چشم و چراغ مولوی لیاقت حسینؒ نے مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی کے مدرسہ رحیم آباد میں تعلیم حاصل کی اور ان کے ہاتھ پر بیعت کی، جس کا ذکر پچھلے باب میں ہو چکا ہے، اور

Marfat.com

دیکھتے ہی دیکھتے گاؤں تحریک جہاد اور تحریک اہلحدیث کا مرکز بن گیا، میرے دادا شیخ عبدالسبحانؒ ان کے ہم عصر تھے اور ان دونوں کے پردادا رشتے میں حقیقی بھائی تھے، انہوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی، بدعات وخرافات سے توبہ کیا اور تحریک جہاد اور تحریک اہلحدیث کو گلے سے لگایا، بچپن میں جب میری عمر صرف دس سال کی رہی ہوگی تو وہ مجھے اور میرے بھائیوں کو جگا کر فجر کی نماز کے لئے مسجد جایا کرتے تھے، اور جماعت کے بعد گھر لوٹنے پر اگر کسی کو سویا پاتے تو اس کی بلا کچھ کہے سنے ڈنڈے سے خبر لیا کرتے تھے نیز فجر کی نماز کے پہلے گاؤں میں نماز کے لئے صدا لگاتے، اب نئی تہذیب کی نظر میں یہ کام غیر مہذب اور تشویش کا باعث ہوگیا ہے، الأماں والحفیظ، آج بھی میں نے سعودی عرب کے قصیم کے سلفی جوانوں کو یہ کام کرتے ہوئے دیکھا ہے، خود سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن بازؒ فجر کی نماز کے وقت مسجد جاتے ہوئے راستے میں لوگوں کو جگایا کرتے تھے۔

بہر صورت! اس دینی گہوارے اور ماحول میں میری پرورش و پرداخت ہوئی اور میں پل کر جوان ہوا اور اس لائق ہوا کہ قوم وملت کی خدمت کر سکوں۔

اقتصادی حالت

اس علاقے کے لوگوں کا عام پیشہ کاشتکاری ہے، میرے آباء واجداد کا پیشہ بھی کاشتکاری تھا، میرے دادا اور والد متوسط طبقے کے کاشتکار تھے، ۱۹۸۰ کے بعد والد محترم کی کمزوری اور پھر وفات کی وجہ سے کاشتکاری کا پیشہ تقریبا متروک ہو چکا ہے، اور اب میرے سب بھائی الحمدللہ تعلیم کے زیور سے آراستہ ہیں اور نوکری یا تجارت کے پیشہ سے منسلک ہیں، کاشت کی زمین مزارعین جوتتے

Marfat.com

ہیں.

جب میں ۱۹۷۰ء میں عربی کی چوتھی جماعت میں تھا تو میرا خاندان اقتصادی بحران کا شکار ہوا، کیوں کہ میرے بڑے بھائی عبدالجبار صاحب جونیر انجینیر کی نوکری بہار گورمنٹ نے ختم کردی اور وہ نتیجۃً کراچی منتقل ہو گئے، آمدنی کا ذریعہ صرف کاشتکاری رہ گیا، جس سے بھائیوں کی تعلیم، بہنوں کی شادی اور گھریلو اخراجات کا پورا ہونا مشکل تھا، لیکن یہ سلسلہ صرف پانچ سال تک رہا، ۱۹۷۵ء میں میری دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ سے فراغت ہوگئی اور دوسرے بھائی بھی برسر روزگار ہو گئے، اس طرح آہستہ آہستہ اقتصادی بدحالی دور ہونے لگی اور اب الحمدللہ مالی خوشحالی اور تعلیمی ترقی ہے.

تعلیم وتربیت

الحمدللہ راقم السطور کو اندرون اور بیرون ملک مختلف دینی اداروں، مدارس اور جامعات میں تحصیل علم کے مواقع ملے جن کی تفصیل ذیل میں درج ہے:

﴿۱﴾ ابتدائی تعلیم گاؤں کے مکتب میں حاصل کی، اس کے بعد وسطانیہ دوئم سے عربی کی دوسری جماعت تک کی تعلیم یعنی ۱۹۶۵ء سے ۱۹۶۹ء تک مدرسہ احمدیہ سلفیہ بیراگنیا میں حاصل کی، اور وہیں سے درجۂ وسطانیہ کا امتحان ۱۹۶۹ء ل بہار مدرسہ اگزامینیشن بورڈ سے پاس کیا اور پورے بہار میں آٹھویں پوزیشن رہی.

﴿۲﴾ مدرسہ مذکور میں عربی کی دوسری جماعت کے نصف سال تک ہی تعلیم کا سلسلہ جاری رہ سکا، کیوں کہ ۱۹۶۹ء کے موسم گرما کی تعطیل کے بعد بعض نامساعد حالات کی بنا پر مدرسہ میں اسٹرائک ہوگئی، مجبوراً درمیان سال مدرسہ

Marfat.com

چھوڑ کر اپنے بعض احباب کے ساتھ مدرسہ فیض عام مئو یوپی چلا گیا، وہاں عربی کی تیسری جماعت میں داخلہ ہوا، دو ماہ کے بعد ماہِ رمضان کی فرصت میں گھر آنا ہوا تو بعض نامساعد حالات اور مدرسہ اکزامینیشن بہار بورڈ کے درجۂ فوقانیہ کے امتحان کی وجہ سے پھر دوبارہ وہاں نہ جاسکا۔

﴿۳﴾ بعض احباب کی رائے اور مشورہ سے بہار کے ایک دوسرے سلفی ادارے مدرسہ اسلامیہ راگھونگر بھوارہ مدھوبنی کا رخ کیا، وہاں عربی کی چوتھی جماعت میں داخلہ ہوا، نیز اسی سال ﴿۱۹۷۱ء﴾ مدرسہ مذکور کے ذریعے درجۂ فوقانیہ کا امتحان بہار مدرسہ اگزامینیشن بورڈ سے پاس کیا، سوئے اتفاق کہ مدرسہ مذکور میں صرف ایک سال ہی تعلیمی سلسلہ جاری رہ سکا کیوں کہ ہمارے علاقے کے تمام طلبہ وہاں سے واپس آگئے اور میں بھی ان کا ہمنوا ہوگیا۔

﴿۴﴾ ۱۹۷۲ء میں اپنے ایک عزیز دوست کے سبز باغ دکھلانے پر اپنی علمی پیاس بجھانے کے لئے مدرسہ اصلاح المسلمین پٹنہ کا رخ کیا، لیکن وہاں مجھے ناکامی ہوئی لیکن میرے دو مشفق اساتذۂ کرام نے اس ناکامی کو کامیابی میں بدل دیا، مولانا صداقت حسینؒ نے فجر کی نماز کے بعد وقت دیکر عربی اور فارسی ادب کو جلا بخشی، اور مولانا محمد امان اللہ خاں حفظہ اللہ شیخ الحدیث جامعہ ابن تیمیہ چندنبارہ بہار نے عصر کی نماز کے بعد صرف ونحو کی تمرین کرا کر چار چاند لگایا، اللہ تعالیٰ ان دونوں بزرگوں کو جزائے خیر عطا فرمائے. آمین. ایک سال بعد عربی کی پانچویں جماعت کا تعلیمی سال ۱۹۷۲ء میں گزار کر پٹنہ کو خیر باد کہنا پڑا۔

﴿۵﴾ اب سلفی اداروں میں بہار کا مرکزی ادارہ ہی رہ گیا تھا، جہاں علم کی پیاس بجھ سکتی تھی، چنانچہ اپنے خاندان کے بڑے بزرگوں کی رائے اور مشورے پر ۱۹۷۳ء میں دار العلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ کے لئے روانہ ہوا، وہاں بآسانی

Marfat.com

عربی کی چھٹی جماعت میں داخلہ ہوگیا، دار العلوم کا پہلا سال تعلیم کے اعتبار سے بڑا خوش آئند رہا، دوسرا اور تیسرا سال ﴿۱۹۷۴ء-۱۹۷۵ء﴾ دار العلوم کا دور انحطاط کا شکار تھا اور وہاں افراتفری کا عالم تھا، لیکن دوسرے سال ناظم دار المطالعہ انجمن نادی الاصلاح ﴿طلبہ کی لائبریری﴾ کی حیثیت سے اور تیسرے اور فراغت کے آخری سال انجمن نادی الاصلاح کے سکریٹری ہونے کی حیثیت سے اردو کتابوں کے مطالعہ اور مضمون نگاری کا کافی حد تک ذوق پیدا ہوا اور آگے چل کر اسی مطالعہ اور ذوق نے میری زندگی میں مہمیز کا کام کیا، نیز درجۂ مولوی کا امتحان بہار مدرسہ اگزامینیشن بورڈ سے ۱۹۷۳ء میں اور درجۂ عالم کا امتحان ۱۹۷۵ء میں دار العلوم کے توسط ہی سے دیا۔

﴿۶﴾ دار العلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ سے ۱۹۷۵ء کے ماہِ اگست میں سند فراغت مل گئی، اس کے بعد آگے کی تعلیم کے لئے ادارۂ تحقیقات عربی وفارسی پٹنہ جانا تھا، چونکہ وہاں کا تعلیمی سال دو چار ماہ بعد شروع ہونے والا تھا اس لئے اس وقفے کے بعض حصے کو نیپال کی راجدھانی کاٹھمنڈو میں گزارا، اور پہلی مرتبہ عالمی سطح پر دنیا کی بوقلمونیوں سے لطف اندوز ہوا، شروع رمضان میں وہاں گیا تھا اور عید الفطر کے ایک دن پہلے وہاں سے واپسی ہوئی، اور اس کے بعد حسب پروگرام ادارۂ تحقیقات عربی و فارسی کے شعبۂ فاضل فارسی میں داخلہ لینا تھا، لیکن ادارۂ مذکور کا تعلیمی سال مارچ کے مہینے سے شروع ہوتا ہے، اس لئے برادر محترم مولانا محمد داؤد سلفیؔ سکریٹری مدرسہ احمدیہ سلفیہ بیرا گنیا کے حکم اور اصرار پر اس درمیانی مدت کو بے کاری سے بچانے اور مالی پریشانی دور کرنے کی غرض سے مدرسہ مذکور میں بحیثیت عارضی مدرس بحال ہوا، اس پانچ ماہ کی درمیانی مدت گزر جانے کے بعد پٹنہ جا کر حسب پروگرام ادارۂ مذکور میں داخلہ لے لیا،

Marfat.com

اب مدرسہ مذکور میں رہنا دشوار ہو گیا کیونکہ پٹنہ میں رہ کر باضابطہ کلاس کرنا تھا اور پٹنہ اور مدرسہ مذکور کی دوری تقریباً پونے دوسو کیلو میٹر ہے، لیکن مدرسہ مذکور میں مزید عارضی قیام کی ایک نئی شکل پیدا ہوگئی، وہ یہ کہ پندرہ روز مدرسہ مذکور میں رہ کر تدریسی فرائض انجام دوں اور مہینہ کے بقیہ پندرہ روز پٹنہ جا کر کلاس کروں، اس مشکل گزار مرحلے کو قبول کرنے کے کئی وجوہات تھے جن میں سے تین بنیادی وجوہات یہ تھے:

(۱) مدرسہ مذکور میں مدرسین کی کمی.

(۲) ناظم مدرسہ کا مشفقانہ دباؤ.

(۳) مالی پریشانی.

لیکن اس کے باوجود یہ سلسلہ زیادہ دن تک جاری نہ رہ سکا اور ۱۹۷۶ء کے آخر میں یہ سلسلہ منقطع ہو گیا.

پٹنہ میں قیام کا مقصد ادبی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم کے میدان میں بھی قدم رکھنا تھا، چنانچہ پٹنہ پہنچتے ہی میٹرک کی تیاری شروع کر دی، ابھی رجسٹریشن اور بعض سبجکٹ کی بنیاد پڑی ہی تھی کے ۱۹۷۷ء کے موسم گرما میں ڈاکٹر سید عبدالحفیظ سلفیؒ ناظم دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ کا ایک قاصد ایک حکم نامہ لیکر آیا، جس میں تحریر تھا کہ امام محمد بن سعود اسلامک یونیورسیٹی ریاض سعودی عرب سے تین طلبا کی منظوری آئی ہے، اراکین دارالعلوم کی رائے ہے کہ ان تین میں ایک تم ہو اگر تمہارا وہاں جانے کا ارادہ ہے تو پہلی فرصت میں آ کر اپنے کاغذات دارالعلوم کے آفس کے حوالے کر دو تا کہ اگلی کاروائی جلد ہو سکے.

والدین اور دیگر افراد خانہ سے مشورہ لیا کسی کو کوئی اعتراض نہ ہوا، لہذا اکل ہو کر دارالعلوم کے لئے روانہ ہو گیا اور دو تین دن کے اندر کاغذات کی خانہ پری

Marfat.com

کر کے دارالعلوم کے حوالے کر دیا، پھر پٹنہ پہنچ کر فاضل فارسی کا آخری کلاس کر کے امتحان دینے کے لئے فارم پر کیا اور اسی سال امتحان دیا، دوسری طرف اس خوش آئند خبر سے میٹرک کی تیاری معرض التواء میں پڑ گئی، کیونکہ حسب نظام میٹرک کے امتحان کے پہلے ریاض کوچ کرنا تھا، لیکن سوئے اتفاق کہ اس سال ویزا نہ آسکا، ناامیدی کے بعد پھر میٹرک کی تیاری شروع کر دی نیز فاضل عربی کا امتحان بھی ۱۹۷۸ء میں دے دیا، لیکن حسن اتفاق کہ میٹرک کے امتحان کے پہلے دسمبر ۱۹۷۸ء میں اچانک ریاض سے ویزا آ گیا اور مشیت ایزدی کے مطابق دینی تعلیم کا دوسرا دور شروع ہو گیا۔

﴿۷﴾ ۲۰/دسمبر ۱۹۷۸ء کو ریاض پہنچ گیا اور امام محمد بن سعود اسلامک یونیورسیٹی کے مرکز اللغہ کے آخری سال میں داخلہ لیا، گرچہ قانونی اور نتیجۂ امتحان کے اعتبار سے کالج میں میرا داخلہ ہو رہا تھا، لیکن دو بنیادی وجوہات کی بنا پر مرکز اللغہ کے آخری سال میں داخلہ لیا۔

﴿۱﴾ تقریباً نصف تعلیمی سال کا گزر جانا۔

﴿۲﴾ عربی زبان دانی کا ضعف۔

اس تدریبی مدت کے گزر جانے کے بعد دوسرے سال کلیہ اصول الدین میں داخلہ ہوا اور چار سالہ کالج کورس چار سال کے اندر ۱۹۸۳ء کے ماہ جون تک مکمل ہو گیا، الحمدللہ اس طرح دینی تعلیم کا یہ دوسرا دور بھی بحسن وخوبی انجام پایا۔

سند فراغت

الحمدللہ اس طرح اندرون اور بیرون ملک کے دینی اور عصری اداروں سے کسب فیض کرنے، اور مختلف علمی سندوں سے سرفراز ہونے کی سعادت نصیب

Marfat.com

ہوئی جس کی تفصیل یہ ہے:

﴿۱﴾ ماہ اگست ۱۹۷۵ء میں دار العلوم احمدیہ سلفیہ در بھنگہ سے درجۂ فضیلت کی سند حاصل کی، یہ عہد قدیم کے طرز کی تعلیم تھی اور اسی انداز کی یہ سند بھی ہے۔

﴿۲﴾ ۱۹۷۷ء میں فاضل فارسی اور ۱۹۷۸ء میں فاضل عربی کا امتحان ادارۂ تحقیقات عربی وفارسی پٹنہ کے توسط سے بہار مدرسہ اکزامینیشن بورڈ سے پاس کیا، جو حکومت بہار کے نزدیک ایم.اے. کی سند کے مساوی ہے، اس کا نصاب تعلیم وہی ہے جو عصری یونیورسیٹیوں کا نصاب تعلیم ہے اور یہ ادارہ خالص حکومتی ادارہ ہے۔

﴿۳﴾ بہار مدرسہ اکزامینیشن بورڈ پٹنہ سے وسطانیہ، فوقانیہ، مولوی اور عالم کا امتحان بھی پاس کیا، نیز فاضل فارسی وعربی کا امتحان بھی پاس کیا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے، یہ سارے امتحانات ۱۹۶۸ء سے لے کر ۱۹۷۸ء تک دئے گئے، سب سے اخیر میں فاضل عربی کا امتحان دیا جس میں بحمد اللہ پورے بہار میں پہلی پوزیشن رہی، جس کے اعزاز میں اعزازی سرٹیفکٹ اور گون ﴿GOWN﴾ حکومت بہار کی جانب سے عطا کئے گئے۔

﴿۴﴾ سب سے اخیر میں ماہ جون ۱۹۸۳ء کے اندر امام محمد بن سعود اسلامک یونیورسیٹی ریاض سے اصول شریعت میں بی.اے. کی ڈگری حاصل کی۔

اساتذۂ کرام

جن اساتذۂ کرام سے میں نے تعلیم وتربیت حاصل کی، ان کی تعداد بہت زیادہ ہے، کیونکہ میں نے کسی ایک مقام اور ادارے میں رہ کر تعلیم حاصل نہیں کی بلکہ ملک اور بیرون ملک کے مختلف علمی چشموں سے اپنی علمی پیاس بجھائی:

Marfat.com

دراقصائے عالم بگشتم بسے ☆ بسر بردم ایام با ہر کسے

تمتع زہر گوشہ یافتم ☆ زہر خرمن خوشۂ یافتم

دنیا کے دور دراز علاقوں میں گھوما پھرا، ہر شخص کے ساتھ کچھ دن گزارے، ہر گوشے سے فائدہ حاصل کیا اور ہر کھلیان سے کچھ دانے چنے،

اس لئے ان تمام اساتذۂ کرام کا استقصاء کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے، لہذا صرف ان ممتاز اور جید اساتذۂ کرام میں سے چند کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے، جن کی تعلیم وتربیت سے میں اس قابل ہوا کہ دین کی خدمت کرسکوں:

﴿۱﴾ مولانا عبید الرحمٰن عاقل رحمانیؒ / سابق شیخ الحدیث دار العلوم احمدیہ سلفیہ لہریا سرائے دربھنگہ، بہار.

﴿۲﴾ مولانا صداقت حسین قاسمیؒ / سابق صدر المدرسین مدرسہ اصلاح المسلمین پٹنہ، بہار، اور تحریک جہاد کے پرجوش مبلغ.

﴿۳﴾ مولانا صوفی عبد الرحمٰن سلفیؒ / سابق مفتی دار العلوم احمدیہ سلفیہ لہریا سرائے دربھنگہ، بہار.

﴿۴﴾ مولانا عین الحق سلفیؒ / سابق مدرس دار العلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ.

﴿۵﴾ مولانا محمد امان اللہ خاں حفظہ اللہ شیخ الحدیث جامعہ ابن تیمیہ چندنبارہ مدینۃ السلام، بہار.

﴿۶﴾ مولانا محمد قاسم سلفی حفظہ اللہ / سابق صدر المدرسین مدرسہ اسلامیہ راگھونگر بھوارہ مدھوبنی، بہار.

﴿۷﴾ مولانا عزیز الرب حفظہ اللہ / شیخ الحدیث مدرسہ اسلامیہ راگھونگر بھوارہ مدھوبنی، بہار.

﴿۸﴾ الأستاذ / ابوغدہ عبد الفتاح الشامیؒ / سابق استاد جامعۃ الإمام محمد بن سعود

Marfat.com

الاِ سلامیۃ، ریاض، سعودی عرب.

﴿۹﴾ الأستاذ ر ابراھیم الملا خاطر ر استاذ جامعۃ الاِمام محمد بن سعود الاِ سلامیۃ، ریاض، سعودی عرب. محقق سبل السلام بشرح بلوغ المرام.

﴿۱۰﴾ پروفیسر جناب حیدر علی ر سابق ڈائرکٹر ادارۂ تحقیقات عربی و فارسی پٹنہ

فراغتِ تعلیم اور تلاشِ معاش

تعلیم کا پہلا اور دوسرا دور بحمد اللہ بحسن وخوبی انجام پایا، اب رزق حلال کے لئے ایک نئی شاہراہ پر قدم رکھنا تھا، اس راہ کی تعیین بے حد مشکل ہے، طبعی طور پر میرا رجحان تجارت کی طرف تھا اور ہے، کسی طرح کی نوکری کرنا اور بے جا قید و بند کی زندگی گزارنا میرے ضمیر کے خلاف ہے لیکن اب:

غالب وظیفہ خوار ہو دو شاہ کو دعا
وہ دن گئے کہ کہتے تھے نوکر نہیں ہوں میں

اس لئے اس تعلیمی فراغت کے بعد تجارت کی راہ ہموار کرنے لگا، چونکہ میرے بڑے بھائی جناب عبدالجبار صاحب انجینیر دمام، سعودی عرب کی مشہور و معروف کمپنی ارامکو میں برسر روزگار تھے، اس موضوع پر ان سے مشورہ کیا، انہوں نے فوراً ہی تجارت کی بنیاد ڈالنے کے لئے ایک معتد بہ رقم دینے کا وعدہ کرلیا، اس لئے اب شہر ریاض میں تجارت کے دوسرے مراحل کو آسان بنانے میں سرگرداں ہوگیا، یہ سلسلہ تقریباً چھ ماہ تک چلتا رہا، قدرے کامیابی سے ہمکنار رہوا، لیکن اچانک دو بنیادی وجوہات سدِ راہ بن گئے:

﴿۱﴾ خلیج کی اقتصادی حالت میں بحران جس کی وجہ تیل کی قیمت میں گراوٹ اور عراق و ایران جنگ کا جاری رہنا.

Marfat.com

﴿۲﴾ ایک عجیب خواب دیکھنا: دیکھتا ہوں کہ دار الافتاء ریاض کی عظیم الشان عمارت کے چبوترے پر قطار اندر قطار خوبصورت حسینائیں صف بستہ بلدیہ کے ڈرموں میں کھڑی ہوکر نیچے اوپر ہورہی ہیں اور مجھے اپنی طرف بلارہی ہیں اور عمارت کے اندر سے سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن بازؒ سعودی حکومت کے سابق مفتی اعظم اور ادارۂ مذکور کے جنرل ڈائرکٹر اپنی طرف بلا رہے ہیں، الٹ پھیر کے بعد معلوم ہوا کہ حسین عورتوں کی تعبیر دنیا اور اس کی زیب وزینت ہے اور شیخ کے بلانے کا مطلب دعوتِ دین ہے.

دعوت وارشاد

مذکورہ دونوں اسباب کی بناپر تلاشِ رزق حلال کی راہ یک لخت بدل گئی، میرے ایک بزرگ دوست شیخ ہدایۃ اللہ سلفی حفظہ اللہ ان دنوں دار الافتاء کے شؤون المؤظفین میں کام کرتے تھے، انہی کے توسط سے دار الافتاء کے طباعت سیکشن میں عارضی کام مل گیا تھا، ان کا پہلے ہی سے دباؤ تھا کہ خلیج کے کسی ملک میں دار الافتاء سے دعوت وارشاد کے لئے تعاقد کرالو اور وہیں جاکر تجارت کرو، اب دونوں مذکورہ اسباب نے ان کی رائے، مشورہ اور دباؤ پر مہمیز کا کام کیا، فورا ہی تعاقد کے لئے اپنے کاغذات ادارۃ الدعوۃ قسم الخلیج میں جمع کردیئے، تحریری اور تقریری امتحانات کے بعد دو تین دن کے اندر خلیج کے لئے تقرری عمل میں آگئی، اب ویزا کا انتظار رہا، چند مہینوں کے اندر دبی سے ویزا آگیا اور اس طرح ۱۰ر رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ موافق ۹ر جون ۱۹۸۴ء کو مرکز الدعوۃ والارشاد دبی میں آکر دعوت وارشاد کے کام پر باضابطہ مامور ہوگیا، جس کا سلسلہ آج تک جاری ہے، یہ ادارہ آج سے چند سال پہلے تک دار الافتاء ریاض کے

Marfat.com

ماتحت سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن بازؒ کی زیر سرپرستی چل رہا تھا لیکن سعودی عرب کی نئی پالیسی کے تحت یہ ادارہ اور اس طرح کے دنیا میں چلنے والے تمام دعوتی ادارے ۱۴۱۳ھ سے سعودی وزارۃ الأوقاف کے ماتحت ہو گئے ہیں، یہ ادارہ دراصل دبی میں قائم سعودی قونصل خانہ کی رہنمائی میں چلتا ہے، گرچہ یہ ایک مستقل ادارہ ہے، اس کا ڈائرکٹر اور اسکے تمام کلیدی عہدوں پر سعودی علماء فائز ہوتے ہیں، ضمنی اداری کاموں اور بنیادی دعوتی امور کی انجام دہی پر دنیا کے آٹھ مختلف ممالک کے علماء اور مشائخ فائز ہیں جو ریاض اور مدینہ اسلامک یونیورسٹی نیز مصر کی ازہر یونیورسیٹی کے فارغین ہیں جن کی تعداد سر دست ۴۸ ہے، اس ادارے سے منسلک افراد طرح طرح کے دعوتی، علمی اور تدریسی فرائض پر مامور ہیں، میرے ذمے جو ڈیوٹی لگائی گئی ہے اس کی دو حیثیت ہے۔

(۱) اداری دعوتی کام:

اس نوعیت کی ڈیوٹی میں وقت اور حالات کے پیش نظر تبدیلی واقع ہوتی رہی ہے، جس کی تفصیل یہ ہے:

(۱) مسئول لجنۃ الإعلام: Incharge of Information Department

اس شعبے کے ذریعے تمام دعوتی امور کی فہرست تیار کرنا جیسے خطبۂ جمعہ کے خطیبوں اور مترجمین کی فہرست تیار کرنا، ہفتہ واری اور ماہانہ تقریری پروگرام کی تنظیم، اس کا اعلان اور اس کی اشاعت کرنا نیز سالانہ دعوتی کانفرنس کے تمام کاغذی امور کو منظم کرنا تھا، یہ ذمہ داری تقریبا پانچ سال سے دوسری ذمہ داریوں کے عوض مجھ سے اٹھالی گئی ہے۔

Marfat.com

﴿ب﴾ عضو لجنۃ البحوث: **Member of Research Department**

مرکز الدعوہ سے متعلق جملہ علماء اور مشائخ ہر ماہ عربی زبان میں ایک مقالہ پیش کرتے ہیں، جن کی تحقیق و تدقیق اور حک و اصلاح پر ایک کمیٹی مامور ہے، جو اس فریضے کو انجام دے کر مرکز کے ڈائرکٹر کی خدمت میں پیش کرتی ہے، ان کے دستخط سے معیاری مقالات متحدہ عرب امارات اور سعودی عرب کے اخبار و مجلات میں اشاعت کے لئے بھیج دیئے جاتے ہیں اور وہاں سے شائع ہوا کرتے ہیں، عرصہ تک اس کمیٹی کا ممبر راقم السطور بھی رہا ہے، لیکن عرصہ آٹھ سال سے یہ ڈیوٹی دوسری ڈیوٹیوں کے عوض مجھ سے اٹھالی گئی ہے.

﴿ج﴾ مسئول قسم الجالیات **Incharge of Expatriat Department**

اس شعبے کے ذریعے ایسے افراد کو حلقہ بگوش اسلام کیا جاتا ہے جو دین اسلام کی طرف مائل ہوں اور انہیں اس سلسلے میں مادی اور معنوی غذا فراہم کی جاتی ہے، انہیں کتابیں، کیسٹس اور سرٹیفکٹس دیئے جاتے ہیں، آج تک سیکڑوں افراد نے اس پلیٹ فارم سے اسلام قبول کر کے اپنی اخروی زندگی سنوارنے کی کوشش کی ہے.

﴿د﴾ اردو زبان میں اشتہارات، پمفلٹس، کتابچے، اخباری تراشے، جرائد و مجلات اور مختلف دعوتی، علمی اور تنقیدی موضوعات پر کتابیں مرکز کے حوالے مختلف اشخاص اور اصلاحی جمعیتوں کی طرف سے کی جاتی ہیں، ان کے عربی ترجمے، ان پر ملاحظات و تعلیقات اور نقد و جرح نیز حوالہ جات کی تلاش میرے

Marfat.com

سر ڈالی جاتی ہے، جس کا نباہنا قدرت بھر ضروری ہوتا ہے، بسا اوقات یہ کام عربی زبان میں بھی کرنا پڑتا ہے.

﴿۲﴾ خالص دعوتی امور:

اس نوعیت کی ڈیوٹی ہمیشہ یکساں رہی ہے، جس کا تعلق خالص دعوتی فرائض سے ہے، جس کی تفصیل یہ ہے:

﴿ا﴾ مغرب کی نماز کے بعد مساجد میں پورے ہفتہ درس قرآن، درس حدیث اور درس فقہ دینا.

﴿ب﴾ عشاء کی نماز کے بعد ایک یا دو مساجد میں درس قرآن دینا.

﴿ج﴾ جمعرات اور جمعہ کے دن مختلف اصلاحی جمعیتوں کی زیارتیں، دور دراز علاقوں میں دعوتی دورے اور نو مسلموں کی احوال پرسی کے لئے وقف ہیں.

درس وتدریس

یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ میں نے تقریبا ایک سال تک مدرسہ احمدیہ سلفیہ بیر اگنیا میں اساتذہ کی کمی اور اپنی مالی پریشانی کو دور کرنے کے لئے تدریس کے فرائض انجام دیئے، جن کتابوں کی تدریس کی ذمہ داری مدرسہ مذکور کی جانب سے مجھ پر ڈالی گئی تھی، ان میں سے چند یہ ہیں:

﴿ا﴾ ترجمہ وتفسیر قرآن مجید.

﴿ب﴾ الجامع الصحیح للترمذی.

﴿ج﴾ دیوان المتنبی.

﴿د﴾ ازهار العرب.

Marfat.com

﴿ن﴾ معلم الإنشاء وغیرہ.

دعوت وارشاد کے میدان میں اترنے کے بعد ۱۹۸۴ء سے آج تک فنی درس وتدریس کا موقع نہیں مل سکا ہے، ہاں چند سالوں کے لئے اعزازی طور پر مدرسہ مکتبۃ الکتاب و السنہ دہلی کے اندر عقیدہ اور عربی ادب کے بعض سبجکٹ کو پڑھانے کا موقع ملا ہے، یہ انہی دنوں کی بات ہے جب کہ مدرسہ مذکور کی ادارتی ذمہ داری میرے ناتواں کندھوں پر تھی، لیکن الحمدللہ دہلی کی مختلف مساجد میں علمی دروس دینے کا متواتر ۱۷ سال کا تجربہ حاصل ہے، جس کی تفصیل یہ ہے:

﴿ا﴾ بحمد اللہ تین مرتبہ سبقا سبقا قرآن مجید کا درس سورۃ الفاتحہ سے سورۃ الناس تک دینے کا موقع ملا ہے.

﴿ب﴾ قرآن مجید کے علاوہ جن کتب احادیث اور فقہ نیز دوسری علمی اور ثقافتی کتابوں کے درس دینے کا موقع ملا ہے، ان میں خاص طور سے یہ ہیں:

☆ الجامع الصحیح للبخاری.

☆ اللؤلؤ والمرجان فیما اتفق علیها الشیخان.

☆ مشکاۃ المصابیح للخطیب التبریزی.

☆ ریاض الصالحین للنووی.

☆ بلوغ المرام.

☆ فقه السنة للسید سابق.

☆ منهاج المسلم للجزائری.

☆ کتاب الکبائر للذهبی.

{★}

Marfat.com

﴿۴﴾ تالیفی خدمات

﴿ا﴾ مطبوعہ

﴿ا﴾ اسلام کا تربیتی، تعلیمی اور تدریسی نظام ﴿ص: ۶۴۸﴾

اس کتاب کے اندر تربیت، تعلیم اور تدریس کے موضوعات پر تفصیل سے گفتگو کی گئی ہے، عقلی اور نقلی دلائل کی روشنی میں دنیا کے نظامہائے تربیت، تعلیم اور تدریس کا بھرپور جائزہ لیا گیا ہے اور اسلامی نظامِ تعلیم و تربیت اور تدریس کو اجاگر کیا گیا ہے، تعلیم و تربیت کے موضوعات پر دعوتی پہلو غالب ہے جبکہ تدریس کا موضوع خالص فنی انداز میں لکھا گیا ہے۔

﴿۲﴾ تعدد زوجات ﴿ص: ۱۹۶﴾

یہ کتاب ایک فکری کتاب ہے جو وقت کے تقاضوں کو پورا کرتی ہے، مغربی دنیا نے اسلام کے دیگر نظاموں کی طرح تعدد زوجات کے اسلامی نظام پر بھی حملہ کیا ہے اور اپنے حاقدانہ ضمیر اور حاسدانہ ذہن کا کھل کر مظاہرہ کیا ہے، ان کے انہی باطل خیالات اور غلط افکار کا کتاب وسنت، تاریخی حقائق اور انسان کی فطری ضرورت کی روشنی میں ایک جائزہ لیا گیا ہے۔

﴿۳﴾ جشن میلاد کی حقیقت ﴿ص: ۷۶﴾

اللہ کے رسول ﷺ کی تاریخ پیدائش کے نام پر دنیا میں جو بدعت رائج ہے، اور جسے جشن میلاد کے نام سے یاد کیا اور بڑے دھوم دھام سے منایا جاتا ہے، اسی بدعت پر کتاب وسنت، سلف صالحین اور تاریخی حقائق کی روشنی میں علمی بحث کر کے اس بدعت کے دلائل کی تردید کی گئی ہے۔

Marfat.com

﴿۴﴾ رفیق کارواں ﴿ص:۶۷﴾

یہ کتاب میرے دوست ڈاکٹر محفوظ الرحمٰن زین اللہؒ کی اچانک رحلت پر میرے قلبی واردات اور دلی کیفیات کی مظہر ہے، ان کی جوانی کی موت اور بے وقت کی جدائی پر جو رنج و ملال ہوا وہ آنسو بن کر آنکھوں سے ٹپکا اور صفحۂ قرطاس پر بھی نمایاں ہوگیا۔

﴿۵﴾ محبت کی حقیقت ﴿ص:۴۶﴾

اس کتاب کے اندر محبت کے موضوع پر فنی اور ادبی انداز میں گفتگو کی گئی ہے، محبت اور محبت سے ملتے جلتے الفاظ جیسے عشق اور شوق وغیرہ کی لغوی وضاحت کی گئی ہے جو مختلف قلبی رجحانات اور دلی میلانات کی نمائندگی کرتے ہیں، نیز محبت اور عشق کے درمیان فرق واضح کیا گیا ہے اور محبت الٰہی اور محبت رسول کا معیار کتاب وسنت کی روشنی میں بتایا گیا ہے۔

﴿۶﴾ تحیۃ المسجد ﴿ص:۳۶﴾

یہ کتاب فقہی انداز میں تحریر کی گئی ہے، جس کے اندر تحیۃ المسجد کا شرعی حکم بیان کیا گیا ہے کہ وہ واجب ہے یا سنت موکدہ؟ اور ممنوعہ اوقات میں اس کا پڑھنا کیسا ہے؟

﴿۷﴾ اسلامی عقیدہ ﴿ص:۶۷﴾

یہ کتاب شیخ محمد بن جمیل زینو مدرس حرم مکی حفظہ اللہ کی عربی کتاب "خذ عقیدتک من الکتاب والسنة" کا سلیس اردو ترجمہ ہے، جو اسلامی عقیدہ کے موضوع پر ہے اور کئی مرتبہ زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہے، اور کئی دینی اداروں کے نصاب تعلیم میں داخل بھی ہے، اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ سوال و جواب کے انداز میں لکھی گئی ہے، اور ہر جواب کو کتاب وسنت

Marfat.com

کی دلیل سے آراستہ کیا گیا ہے، میں نے موضوع کی مناسبت سے کتاب کے اخیر میں ایمان کے ثمرات کے عنوان سے ایک مقالہ بھی بطور ضمیمہ اضافہ کردیا ہے۔

﴾۸﴿ تعلیم نسواں ﴾ص:۳۲﴿

یہ کتاب برصغیر کے محدث علامہ شمس الحق عظیم آبادیؒ کی کتاب "عقود الجمآن فی جواز تعلیم الکتابة للنسوان" کا اردو ترجمہ ہے، ترجمہ کے وقت اس کتاب کے فارسی اور عربی دونوں ہی نسخے میرے پیشنظر رہے ہیں، یہ کتاب دراصل فارسی زبان میں تحریر کی گئی تھی، جس کا ترجمہ شام کے ایک عالم دین نے عربی زبان میں کیا تھا، اور توفیق الٰہی سے میں نے اسے اردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔

یہ کتاب عورتوں کے خط وکتابت اور لکھائی کے موضوع پر ہے، جس زمانے میں یہ کتاب لکھی گئی اس زمانے میں عورتوں کے خط وکتابت کے عدم جواز کا فتوی برصغیر کے علماء نے دیا تھا، علامہ موصوف نے بروقت کتاب وسنت کی روشنی میں یہ کتاب لکھ کر حقیقت کے رخ سے پردہ اٹھایا۔

﴾۹﴿ مجدد ملت ﴾ص:۵۰۷﴿

فقیہ عصر، مفتی امت، امام وقت اور مجدد ملت سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبد اللہ بن بازؒ کی وفات حسرت آیات پر مجھ کو جو درد والم اور رنج وملال ہوا ہے اس کی ایک کیفیت قلم کے ذریعے کاغذ کے صفحات پر نمایاں ہوگئی ہے، نیز ان کی دینی خدمات اور کارناموں کو اس تحریر کے ذریعے خراج عقیدت پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

☆

Marfat.com

﴿۱۰﴾تحریک اہل حدیث کا ایک مرکز امواۃ مدینۃ الشیخ بہار﴿ص: ۲۹۵﴾

یہ کتاب بعض سلفی نوجوانوں کی درخواست پر لکھی گئی ہے، اس کے دو باب ہیں، پہلے باب کے اندر تحریک جہاد، تحریک اہل حدیث اور جماعت اہل حدیث کا تاریخی تناظر مین جائزہ لیا گیا ہے اور امواۃ مدینۃ الشیخ بہار کی مرکزیت پر روشنی ڈالی گئی ہے، اور دوسرے باب کے اندر اس ذیلی مرکز کے کاموں، اس کے اُمراء اور بعض علماء نیز راقم السطور نے اپنے حالات زندگی پر کچھ لکھا ہے.

﴿۱۱﴾غربت کا حل ﴿ص: ۹۲﴾

تنگی اور کشادگی دو متضاد فطری عمل ہیں، جن پر دنیا کا نظام قائم ہے، خواہ رزق کی تنگی اور کشادگی ہو یا دیگر امور کی، کشادگی کا عمل اور حل تو بہت ہی آسان ہے، لیکن تنگی کا عمل اور حل بڑا مشکل اور دشوار گزار رہے.

اشتراکیت نے افراد سے جذبۂ ملکیت کو سلب کرکے اور سرمایہ دارانہ نظام نے افراد کو حصول دولت کی شتر بے مہار آزادی دیکر غربت کا غیر فطری حل تلاش کرنا چاہا ہے، اور دونوں نے اس راہ میں بری طرح ٹھوکریں کھائی ہیں، ان کے علاوہ مذہب کے نام پر بھی تاریخ انسانی کے مختلف ادوار میں اس کے حل کی غیر فطری کوششیں کی گئیں ہیں.

اس کتاب میں انہی غیر فطری کوششوں اور حلوں کا کتاب وسنت اور فقہ اسلامی کی روشنی میں جائزہ لے کر غربت وافلاس کا اسلامی حل پیش کیا گیا ہے.

﴿۱۲﴾عولمہ﴿GLOBALIZATION﴾ ﴿ص: ۱۳۶﴾

سرد جنگ کے خاتمے کے بعد "عولمہ" کے نام سے بساطِ عالم پر ایک عالمی سازش چل رہی ہے جو میری سمجھ سے موجودہ زمانے کا سب سے بڑا فتنہ ہے، جس کی قیادت امریکہ کے ہاتھ میں ہے، اور جس کا مقصد دنیا پر امریکی نظام

Marfat.com

مسلط کرنا ہے.

اس کتاب میں اسی عالمی فتنہ کوقدیم اور جدید تاریخی تناظر اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بے نقاب کیا گیا ہے.

﴿۱۳﴾ جھوٹی وصیت کی تردید. ﴿ص:۳۴﴾

مدینہ منورہ کے شیخ احمد کی طرف منسوب جھوٹی وصیت کی تردید میں یہ کتابچہ کتاب وسنت کی روشنی میں ترتیب دیا گیا ہے جو وصیت تقریبا ایک صدی سے مختلف زبانوں میں وقتاً فوقتاً دنیا کے گوشہ گوشہ میں نشر کی جاتی رہی ہے،اور سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں پھنسا کر گمراہ کرتی رہی ہے.

غیر مطبوعہ

﴿۱۴﴾ حياة الأعمش وآثاره النادرة: ﴿ص:۳۸﴾

سلیمان بن مہرانؒ پہلی صدی ہجری کے تابعی اور مشہور محدث ہیں، ان کا لقب آعمش ہے، ان کی ولادت ۶۱ھ میں ہوئی، ان کا تعلق موالی خاندان سے ہے، وہ عراق کے رہنے والے ہیں، ان کی طرف بہت سارے پرلطف قصے منسوب ہیں، یہ کتاب ان ہی کی سیرت اور حالات زندگی پر عربی زبان میں تحریر کی گئی ہے.

﴿۱۵﴾ العيني ومنهجه في كتابه عمدة القاري. ﴿ص: ۵۵﴾

یہ کتاب بھی عربی زبان میں ہے،جس کے اندر علم حدیث کے مشہور عالم دین بدرالدین عینیؒ کے حالات زندگی اور ان کی مشہور کتاب ''عمدۃ القاری فی شرح البخاری'' کے طرز تالیف پر علمی اور ادبی انداز میں گفتگو کی گئی ہے،اور ابن حجر کی فتح الباری اور عمدۃ القاری کا ایک تقابلی جائزہ بھی لیا گیا ہے.

Marfat.com

{۱٦} القاديانية : {ص: ٦٠}

یہ کتاب فرقۂ قادیانیت کی تردید میں تالیف کی گئی ہے، جوفرقہ برصغیر کے مسلمانوں کے لئے خاص طور پر اور پوری دنیا کے مسلمانوں کے لئے عام طور پر عظیم خطرہ ہے، اس کے اندر اس کے قدیم اور جدید خطرات کا جائزہ عربی زبان میں لیا گیا ہے، جو کتاب خاص طور پر عرب بھائیوں کے لئے حیطۂ تحریر میں لائی گئی ہے.

{۱۷} النصيرية بين الحديث و القديم {ص: ٦٠}

فرقۂ نصیریہ کا تعلق باطنی فرقوں سے ہے، جو آج کل ملکِ شام میں برسر اقتدار ہے، جس کا دعوی ہے کہ قرآنی آیات کے ظواہر و بواطن ہیں، ظواہر بمنزلہ چھلکے اور بواطن بمنزلہ گودے کے ہیں، ان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جو شخص باطن کے علم کی منزل طے کر لیتا ہے اسے شریعت اٹھالی جاتی ہے، اور اس کو کامل اطمینان وسکون حاصل ہو جاتا ہے. العیاذ باللہ.

اس کتاب کے اندر اسی فرقے کے قدیم وجدید باطل خیالات اور غلط عقیدے کا عربی زبان میں کتاب وسنت اور سلف صالحین کے اقوال کی روشنی میں جائزہ لیا گیا ہے

{۱۸} اسلامی مقالات.

یہ کتاب راقم السطور کے ان مقالات کا مجموعہ ہے جنہیں وقتاً فوقتاً دعوتی اور علمی تقاضوں کے پیش نظر لکھا جاتا رہا ہے، جس کی کمپوزینگ سوصفحات سے زیادہ تک ہو چکی ہے.

{۱۹} سود اور جدید معاشی نظام {کتاب وسنت کی روشنی میں}

آج کل اسی موضوع پر توفیق الٰہی سے کام ہو رہا ہے، اور اندازہ ہے کہ جو

Marfat.com

تین چار سو صفحات پر مشتمل ہوگا، جس کے اندر عالمی بینک اور بین الاقوامی مالیاتی فنڈ وغیرہ استحصالی عالمی اداروں کے ذریعے سود کی لعنت کو دنیا پر مسلط کئے جانے کا کتاب وسنت اور فقہ اسلامی کی روشنی میں جائزہ لیا جارہا ہے، جس میں عالمی بینکنگ کے نظام، انشورنش، ہنڈی اور حصص وشیرز کی خرید وفروخت وغیرہ موضوعات پر خاص توجہ دی جارہی ہے۔

ملی خدمات

جس ملک میں مسلمان اقلیت میں ہوں، ان کی ذمہ داریاں ان ممالک کے مسلمانوں سے کہیں زیادہ ہوتی ہیں، جہاں مسلمانوں کی حکومتیں قائم ہوں، انہیں اپنے دین وایمان اور اپنی تہذیب وثقافت کی حفاظت، اپنی تعلیم وتربیت کا بندوبست اور اپنے تشخص کے بچاؤ کا خود ہی سامان مہیا کرنا ہوتا ہے۔

اسی ذمہ داری نے راقم السطور کو ملی خدمات پر آمادہ کیا اور چند سال پہلے باضابطہ مرکز الاصلاح التعلیمی الخیری کے نام سے اپنی جائے پیدائش امواعدینۃ الشیخ پر ایک دینی، اصلاحی، تعلیمی اور رفاہی ادارہ قائم کیا، اور اپنی بساط بھر اس پلیٹ فارم سے قوم وملت کی خدمت انجام دینے کا بیڑا اٹھایا، اور الحمد للہ بتدریج یہ کام انجام پا رہا ہے، ابھی اس ادارے کے تابع چند چھوٹے ادارے کام کر رہے ہیں:

(۱) مکتبہ دار الحکمہ۔

اس انجمن میں دینی اور عصری کتابوں کا ایک معتد بہ ذخیرہ اردو، ہندی، انگلش اور عربی زبانوں میں موجود ہے، اور ہندوستان سے نکلنے والے تمام دینی وادبی جرائد ومجلّات آیا کرتے ہیں، نیز یومیہ اخبار اردو اور ہندی زبان میں آیا

Marfat.com

کرتا ہے، جس کا باضابطہ ایک امین المکتبہ ہے جو صبح وشام زائرین کے لئے اس کا دروازہ کھلا رکھتا ہے.

﴿۲﴾ مدرسہ تحفیظ القرآن

برصغیر کے مسلمان عام طور پر اور تحریک اہل حدیث کے افراد خاص طور پر تحفیظ القرآن کی جانب سے تغافل اور تساہل کا شکار ہیں، اس غفلت اور لاپرواہی کو دور کرنے کے لئے طلبہ کے تشجیعی وظیفہ کے ساتھ یہ ادارہ کھولا گیا ہے.

﴿۳﴾ مکتبۃ الکتاب والسنۃ دہلی.

عرصہ تک دہلی کے مکتبۃ الکتاب والسنۃ ﴿تحریک اہل حدیث کا دعوتی اور تعلیمی ادارہ﴾ کی اداری، مالی اور تعلیمی ذمہ داری راقم السطور کے سر رہی ہے، اور اسے حسب استطاعت نباہا ہے.

آل واولاد

۱۹۷۵ء میں دارالعلوم احمدیہ سلفیہ دربھنگہ سے فراغت کے سال میری شادی خانہ آبادی میری پھوپھی زاد بہن نجمہ خاتون سے ہوئی، جس سے اللہ تعالی نے مجھے پانچ اولاد دی، جن میں سے دو کا بچپن ہی میں انتقال ہوگیا، ان شاءاللہ یہ دونوں ہماری اخروی زندگی کے لئے نیک فال ثابت ہونگے، اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

''مسلمانوں کے ننھے منے بچے جنت کے دروازوں سے چمٹے ہونگے، اپنے ماں باپ میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو پائیں گے تو ان کے کپڑوں کے کنارے یا ان کے ہاتھ پکڑ لینگے اور اس وقت تک نہیں چھوڑینگے جب تک کہ انہیں جنت

Marfat.com

میں داخل نہ کردیں'' ﴿مسلم کتاب البر والصلہ﴾

﴿۱﴾ روحی فاطمہ: یہ میری سب سے بڑی اولاد ہے اور میٹرک کا امتحان دے چکی ہے۔

﴿۲﴾ فیصل ممتاز: یہ میری پہلی نرینہ اولاد ہے اور اس وقت ساتویں کلاس میں زیر تعلیم ہے۔

﴿۳﴾ فواد ممتاز: یہ میری سب سے چھوٹی نرینہ اولاد ہے جو پانچویں کلاس میں زیر تعلیم ہے۔

ملاحظہ

میرے تینوں بچے دبی کے انگلش میڈیم اسکول میں زیر تعلیم ہیں، یہاں عربی اسکولوں میں سردست غیر مواطن بچوں کا داخلہ نہیں ہوتا اور اس کے علاوہ تعلیم کا کوئی دوسرا بدل بھی نہیں ہے۔

لہذا! بدرجۂ مجبوری اپنے بچوں کو انگلش میڈیم اسکول میں تعلیم دلا رہا ہوں، گرچہ اسکول کا ماحول دینی ہے اور اس میں عربی، اردو اور اسلامیات کی بھی تعلیم بقدر ضرورت ہوتی ہے، لیکن پھر بھی بفضل خدا نجی طور پر بچوں کی دینی تعلیم وتربیت کا نظم کر رکھا ہے۔

موجودہ سرگرمی

آفس کی ذمہ داری، علمی دروس، دعوتی دوروں اور غیر مسلموں کی دیکھ ریکھ کے علاوہ سردست ذیل کے موضوع پر کام جاری ہے:

☆ سود اور موجودہ معاشی نظام کتاب وسنت کی روشنی میں۔

Marfat.com

امیر اوران کے خاندان کا شجرۂ نسب

(۱) حسب ونسب کی شرعی حیثیت

حسب ونسب میں فرقِ مراتب اور شعوب وقبائل کا مختلف خاندانوں میں بٹنا ایک فطری امر ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وهو الذي خلق من الماء بشرا فجعله نسبا و صهرا و كان ربك قديرا" (الفرقان: ۵۴)

وہی ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا پھر اسے نسب اور سسرالی رشتوں والا بنایا، بلاشبہ آپکا رب ہر چیز پر قادر ہے۔

لیکن اس قدرتی تقسیم کو خاندانی تفوق و برتری اور قبائلی عصبیت کے لئے معیار قرار دینا شرعا درست نہیں، کیوں کہ یہ جاہلیت ہے، اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

"الفخر في الأحساب من أمر الجاهلية" (مسلم)

حسب ونسب پر فخر کرنا جاہلیت ہے۔

کیوں کہ خاندانی فرق مراتب اور شعوب وقبائل کی تقسیم اسلام میں باہمی تعارف اور ایک دوسرے کی شناخت کا ذریعہ ہے اور فضیلت و بزرگی کا معیار تقوی ہے:

"يا أيها الناس إنا خلقناكم من ذكر و أنثى وجعلنكم شعوبا وقبائل لتعارفوا إن أكرمكم عند الله أتقاكم، إن الله عليم خبير" (الحجرات: ۱۳)

Marfat.com

اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد وعورت سے پیدا کیا ہے اور کنبے اور قبیلے بنا دیئے، اس لئے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو، اللہ تعالی کے نزدیک تم سب میں باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے، یقین مانو کہ اللہ تعالی دانا اور باخبر ہے۔

شعوب وقبائل اور خاندانوں کی تقسیم کے اس بنیادی مقصد کے ساتھ ساتھ شریعت نے اس کی معرفت وحفاظت کو رشتہ داروں کے درمیان صلہ رحمی اور ان کے باہمی الفت کا ذریعہ بتایا ہے، چنانچہ صحیح حدیثوں کے اندر حسب ونسب کی معرفت اور تعلیم کی تاکید فرمائی گئی ہے:

"تعلموا من أنسابكم ما تصلون به أرحامكم فإن صلة الرحم محبة، مثراة، منسأة في الأثر"

﴿سلسلة الأحاديث الصحيحه... ج ١ ص ٤٩٧﴾

اپنے حسب ونسب کی تعلیم حاصل کرو جس کے ذریعہ تم باہم صلہ رحمی کر سکو اس لئے کہ صلہ رحمی اہل وعیال اور خاندان میں محبت کے قیام، مال میں کثرت اور عمر میں اضافہ کا سبب ہے۔

"اعرفوا أنسابكم تصلو أرحامكم فإنه لا قرب بالرحم إذا قطعت وإن كان قريبة، ولا بعد بها إذا وصلت وإن كانت بعيدة"

﴿سلسلة الأحاديث الصحيحه. ج ١ ص ٤٩٨﴾

اپنے حسب ونسب کی معرفت حاصل کرو تا کہ تم سب باہم صلہ رحمی کرو، اس لئے کہ اگر باہم صلہ رحمی نہ ہو تو رشتہ داری کی قربت کوئی معنی نہیں رکھتی، اور اگر دور کے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کی جائے تو اس کی دوری قربت میں بدل جاتی ہے۔

Marfat.com

شریعت کی اسی تعلیم کے پیش نظر راقم السطور نے امیر اوران کے خاندان کے شجرۂ نسب کو اگلے صفحات میں درج کیا ہے، جس کے ایک سلسلے کی کڑی راقم السطور کا خاندان بھی ہے.

جولوگ ہندوستانی مسلمانوں کے شجرۂ نسب پر منہ آتے ہیں، وہ تاریخ اور شریعت کی روح سے ناواقف ہیں، ہاں یہ ایک حقیقت ہے کہ کچھ جعلی شجرۂ نسب بھی برصغیر کے اندر رائج ہیں، لیکن کسی شئ میں جعلی چیزوں کی آمیزش سے اس کی صحیح اور حقیقی چیزوں کی نفی نہیں کی جاسکتی.

خود قبیلۂ قریش کے بارے میں اللہ کے رسول فرماتے ہیں:

"الناس تبع لقريش في هذا الشان مسلمهم تبع لمسلمهم و كافرهم تبع لكافرهم" ﴿البخاري و مسلم﴾

لوگ اس امر یعنی امارت وسرداری میں قریش کے تابع ہیں، ان کے مسلمان مسلمان کے تابع ہیں اوران کے کافر کافر کے تابع.

اوراللہ کے رسول اپنے بارے میں فرماتے ہیں:

"إن الله اصطفىٰ كنانة من ولد اسماعيل ، واصطفىٰ قريشا من كنانة، واصطفىٰ من قريش بني هاشم ، واصطفاني من بني هاشم" ﴿مسلم﴾

بیشک اللہ تعالی نے کنانہ کو اسماعیل کی اولاد سے، اور قریش کو کنانہ سے، اور قریش سے بني هاشم کو اور مجھے بني هاشم سے منتخب فرمایا.

" أنا محمدبن عبد الله بن عبد المطلب ،إن الله خلق الخلق فجعلني في خيرهم ثم جعل فرقتين فجعلني في خير فرقة، ثم جعلهم قبائل فجعلني في خيرهم قبيلة، ثم جعلهم بيوتا فجعلني

Marfat.com

في خيرهم بيتافأناخيرهم نفسا و خيرهم بيتا" ﴿الترمذي﴾
میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں، بیشک اللہ تعالی نے مخلوق کو پیدا کیا اور مجھے ان کے اچھوں میں بنایا، پھر اس کو دو فرقوں میں بانٹا اور مجھے اچھے فرقے میں بنایا، پھر اسے قبیلوں میں تقسیم کیا اور مجھے ان کے بہترین قبیلے میں بنایا، پھر اسے خاندانوں میں الگ الگ کیا اور مجھے ان میں سے ایک اچھے خاندان میں بنایا، پس میں ان میں ذاتی اور خاندانی دونوں ہی طور پر بہتر ہوں۔

﴿۲﴾ امیر اوران کے خاندان کے شجرۂ نسب کا پس منظر

شیخ محمد حافظؒ نے تقریبا تین صدی پہلے اموا بستی کی بنیاد ڈالی تھی، اس محترم شخصیت کے والد شیخ عبدالکریمؒ سیاسی عدم استقرار اور بدامنی کی وجہ سے اس دور دراز علاقے میں دہلی کے قریب ''ہانسی اور حصار'' کے علاقے سے ہجرت کر کے آئے تھے جو علاقہ آج کل ہریانہ اسٹیٹ میں پڑتا ہے۔

نسب کے اعتبار سے ان کا سلسلۂ نسب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے جا ملتا ہے، اور اسی مناسبت سے اس خاندان کے افراد ''صدیقی'' کے لقب سے ملقب ہوتے ہیں، تین صدی کا شجرۂ نسب اس خاندان میں موجود ہے، اس کے پہلے کا یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعا عنہ تک کا شجرۂ نسب بھی چند سالوں پہلے تک خاندان میں موجود تھا، لیکن برادر گرامی مولانا محمد داؤد سلفیؒ سابق سکریٹری مدرسہ احمدیہ سلفیہ بیراگنیا کے ہاتھوں ضائع ہو گیا، ہوا یوں کہ وہ اسے طباعت کے لئے بیراگنیا، بوہری اور دربھنگہ لے گئے، اور یہ شجرۂ نسب ان مقامات کی سیاحت کرتے ہوئے ضائع ہو گیا جس پر آج تک خاندان کے ہر فرد کو ملال ہے۔

اس شجرۂ نسب کے متعلق خاندان کے بزرگوں سے بارہا سنا ہے کہ افغانستان

Marfat.com

اور سندھ ہوتے ہوئے جو اسلامی فوج دہلی پر حملہ آور ہوئی تھی اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے خاندان کے بعض فوجی بھی تھے، جنہوں نے کامیابی کے بعد دہلی کے قرب وجوار میں سکونت اختیار کی، پھر وہاں کے نامساعد حالات کی بنا پر اس خاندان کے شیخ عبدالکریم ہجرت کر کے مظفر پور کے قریب ایک گاؤں ہردی پور آئے اور وہاں سے ان کے دو صاجبزادے شیخ محمد حافظ اور شیخ محمد دانیال موضع بسہیا آئے، شیخ محمد دانیال بسہیا ہی میں سکونت اختیار کی اور شیخ محمد حافظ وہاں سے دو کیلو میٹر مغرب میں جنگل کو صاف کر کے آباد ہوئے، اور اس کا نام اپنی خاندانی مناسبت سے شیخ ٹولہ رکھا، بعد میں انتظامی حیثیت سے وہ قصبہ اموا کا ایک ٹولہ کہلایا، دراصل اس علاقے میں امواکے بارہ ٹولے ہیں ان میں سے ایک شیخ ٹولہ ہے، اب بڑھتی ہوئی آبادی اور مادی اور معنوی ترقی کے پیش نظر اسے مدینۃ الشیخ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

(۳) شجرۂ نسب کا جدولی خاکہ

محفوظ اور مکتوب شجرۂ نسب کے گم ہو جانے کی وجہ سے اس کی جمع و ترتیب میں کافی دقت ہوئی ہے، پھر بھی اللہ کے فضل سے یہ کام ہو گیا، لیکن افسوس کہ یہ کام صرف تین صدی تک ہو سکا ہے، کیوں کہ اس کے آگے کے سلسلوں کا سردست انجام دینا ممکن نہیں، ہردی پور اور ہریانہ اسٹیٹ کے افراد سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش جاری ہے، نیز مفقودہ شجرہ کی بھی تلاش جاری ہے، اللہ کرے اس کا کوئی سراغ مل جائے اور یہ کام پائے تکمیل کو پہونچ جائے۔

بہرصورت! جو میسر ہے، اس کا ایک جدولی خاکہ اگلے صفحات میں حاضر ہے، اس خاکے میں کچھ نام رہ گئے ہیں، جس کی وجہ وطن سے دوری ہے،

Marfat.com

نیز ناموں کے الٹ پھیر کے امکان سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا.

لہذا اہل خاندان سے گزارش ہے کہ وہ اس سلسلے میں میری رہنمائی فرما کر مشکور بنائیں تا کہ آئندہ اس کام کو بحسن وخوبی انجام دیا جا سکے.

Marfat.com

شیخ عبدالکریم

شیخ محمد حافظ. شیخ محمد دانیال

ان کی نسل موضع بسہیا میں آباد ہے

شیخ محمد گھینا. شیخ محمد جینا

(۱) عبدالستار. (۲) عبدالرزاق. (۳) عبدالوہاب. (۴) عبدالغفار.

ڈومنا لڑکی جن کی نسل سے بھائی عبدالجبار وغیرہ مہوواہیں

شیخ محمد جمائی

تقی الدین

عبدالسبحان. عبدالرحمٰن. زیب النساء. خیرالنساء. مہرالنساء.

شادی مولانگر. شادی بریوا. شادی بکھری

بسہیا بھائی فقیہ احمد کی نانی. امو ابھائی ابوطلحہ کی دادی. مظہرالحق سلفی کی نانی

عبداللطیف. رؤف النساء زوجہ محمد فرمود مہووا

نجمہ خاتون زوجہ ممتاز احمد سلفی اموا

عبدالجبار انجنیر. مشتاق احمد. ممتاز احمد سلفی. عبدالمنان. عبدالحنان. افریدہ. معیدہ

حال مقیم کراچی

رافعہ. راضیہ. عارفہ. راشدہ. آمنہ. مریم صوفیہ

رعنا. زرینہ. زینت. زینب. راحت. وسیم اکرم. ندیم انور. اعظم اقبال. انجم

روحی فاطمہ. فیصل ممتاز. فواد ممتاز. دانش. ساجد صبیحہ. عارف. عامر

زوجہ محمد امین لہسنیا زوجہ محمد ارشاد ڈھاکہ

Marfat.com

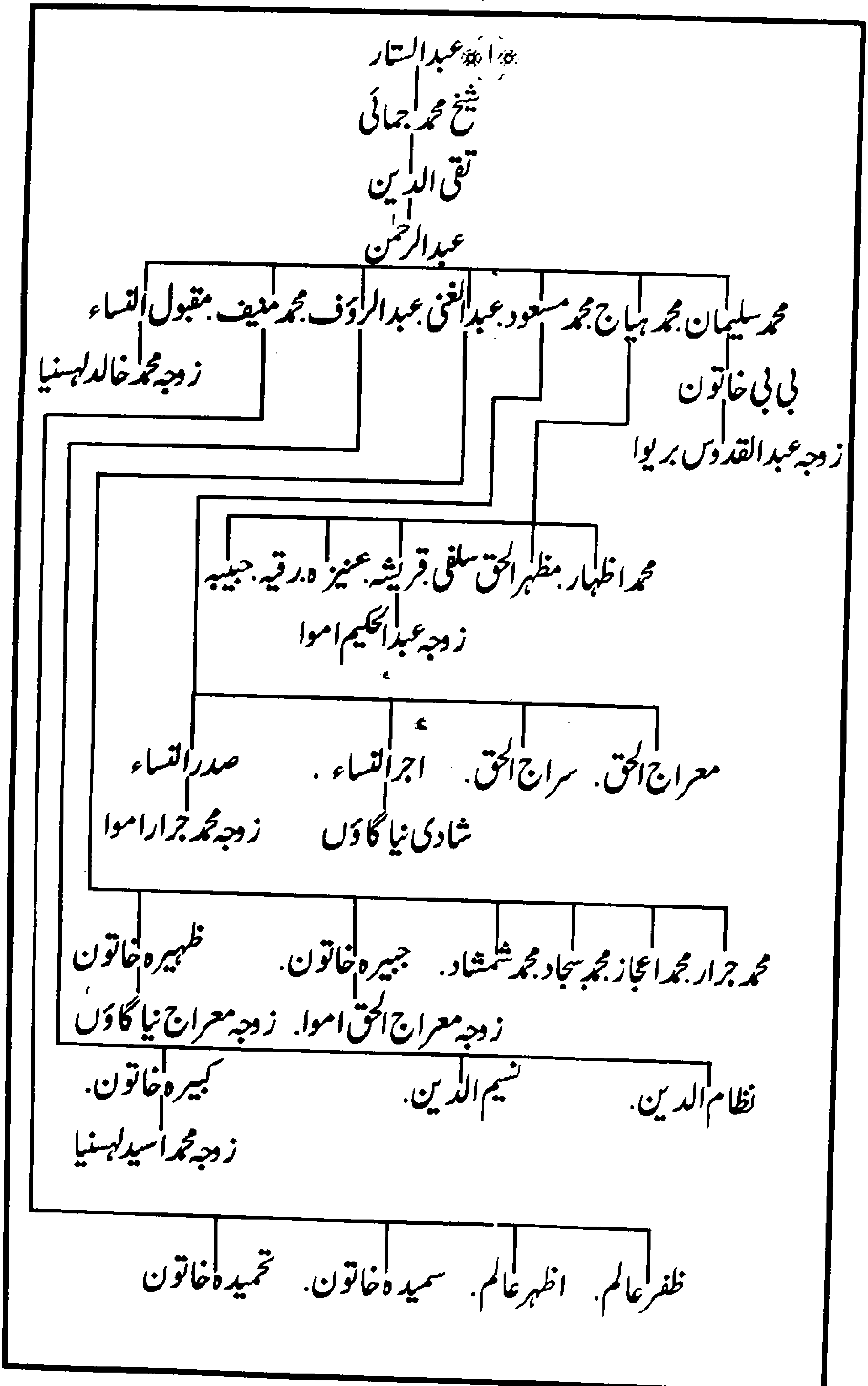
۱۔ عبدالستار
شیخ محمد جمائی
تقی الدین
عبدالرحمن
محمد سلیمان. محمد ہیاج. محمد مسعود. عبدالغنی. عبدالرؤف. محمد منیف. مقبول النساء
زوجہ محمد خالد لہسنیا
بی بی خاتون
زوجہ عبدالقدوس بریوا
محمد اظہار. مظہر الحق. سلفی. قریشہ. عنیزہ. رقیہ. حبیبہ
زوجہ عبدالحکیم اموا
معراج الحق. سراج الحق. اجر النساء.
شادی نیا گاؤں
صدر النساء
زوجہ محمد جرار اموا
محمد جرار. محمد اعجاز. محمد سجاد. محمد شمشاد. جبیرہ خاتون.
زوجہ معراج الحق اموا.
ظہیرہ خاتون
زوجہ معراج نیا گاؤں
نظام الدین. نسیم الدین. کبیرہ خاتون.
زوجہ محمد اسید لہسنیا
ظفر عالم. اظہر عالم. سمیدہ خاتون. تحمیدہ خاتون

Marfat.com

۲ عبدالرزاق

شیخ محمد کرم

غلام پیر. سعادت حسین. پیر محمد.

میمون النساء. مولوی لیاقت حسین. رفاقت حسین. فاطمہ

زوجہ مولوی لیاقت حسین زوجہ رفاقت حسین

حافظ محمود. رقیہ. شادی رکسیا.

حافظ مسعود. محمد سعد. محمد سعود. محمد داؤد سلفی. محمد معاذ سلفی.

محمد عفان اصلاحی. محمد عمران. محمد غفران مدنی. محمد لقمان. رشیدہ

صفیہ. رضیہ. عطیہ. شادی گڈھیا

زوجہ ڈاکٹر ابوالحیات دوستیا. زوجہ محمد قاسم پھینہرا. زوجہ محمد کاظم ندوی چندنبارہ

ذاکرہ. حمیدہ. حامدہ

زوجہ حکیم شمس الحق مہوا. زوجہ محمد زکریا سلفی چندنبارہ. شادی مرلی

محمد حسان. محمد ریحان. رابعہ

زوجہ محمد کاظم مولانگر

محمد رضوان سلفی. محمد ریان. محمد عرفان. سنبل. تسنیم. نجمی. شہانی

جمال اختر. کمال اصغر عمری. نہال اشرف سلفی. ہلال انور سلفی ندوی.

آسیہ. عارفہ. رافعہ. راکعہ. ناصحہ. عائشہ

زوجہ حافظ محمد سمیع اللہ عمری مدنی

Marfat.com

(۲) عبدالرزاق

شیخ محمد کرم

سعادت حسین

رفاقت حسین

حافظ احمد. عبدالاحد. حافظ محمد عزیر

محمد عاصم سلفی (لاولد) عبدالمالک محمد سالم (لاولد)

عبدالرافع. محمد شافع (لاولد) عبدالمانع عبدالواسع. سیدہ

منا. گلاب. پپو. ایک لڑکی ☆ ☆ ☆ ☆ ☆ شادی نیا گاؤں

محمد زبیر

محمد کفیل. محمد غفیر. عبدالمعید. محمد شاہد.

راشدہ. ماجدہ. آمرہ. سامرہ

زوجہ محمد شعیب ہیرما. زوجہ فیاض رابو بسہیا. زوجہ محمد ہاشم جموا. زوجہ اسرار الحق بسہیا

صالحہ. شاکرہ. حافظ محمد شمویل محمد جمیل اختر سلفی. صغیر عالم.

زوجہ محمد سعود اموا. زوجہ انجینیر عبدالحلیم ہیروتا

احسن. محسن. شاہدہ. واحدہ.

زوجہ جلال الدین پنڈری. زوجہ محمد عالمگیر چکنوٹا

نشاط. نوشاد. نثار. تبسم

رافعہ. راضیہ. رابعہ. صادقہ

زوجہ محمد شاہد اموا. زوجہ احتشام الحق بسہیا

Marfat.com

(۴) عبدالوہاب

عبدالنعیم

شیخ محمد غیاثی

شیخ پلٹ. حاجی محمد یوسف. محمد علی

محمد فرمان خیر علی. محمد جناب (لاولد) سہاگن. بجۃ النساء

زوجہ شاہ محمد مہووا

ابوذر مقبول النساء زوجہ علیم اختر مہووا

محمد ہارون. محمد شمعون

عبدالقدوس. محمد داؤد. محمد عیسیٰ. عبدالودود.

محمد مسعود. عبدالمعبود. محمد شعیب. سبوالنساء شادی مہووا.

محمد شمیم ☆☆☆ محمد ظفر اللہ. محمد ظفیر. محمد کبیر. ہندہ

حذیفہ. محمد زبیر محمد عبید. حافظ عبدالرؤف. محمد منظر

محمد عمران. محمد ارشاد. ☆☆☆ نسیم اختر. جمیل اختر. ☆☆

محمد شمویل. محمد شرجیل. ☆

عبدالعزیز.

عبدالبر. ابوالبرکات. ابوالقیس مدنی. ☆☆☆☆ وعظ الدین

ہریرہ. ☆

Marfat.com

﴿۳﴾ عبدالوہاب

عبدالنعیم

شیخ محمد غیاثی

محمد علی

مسعود النساء. مریم.(لاولد) محمد حنیف. محمد حسین. محمد صدیق

زوجہ محمد اسحاق سپہی.

محمد وصی اختر

انجینیر محمد عقیل

عاطف. شہلا. صبا

انیس اختر. اختر. مجیب النساء. رقیہ.

غفیرہ. افتخار اموا. زوجہ مولانا مسعود الرحمان سپہی.

زوجہ افتخار اموا

محمد عمار. محمد اشفاق

انیل قیوم. ذکیہ. صدر النساء. رشدیٰ. شاہدہ.

ظہیر اختر. عمیس اختر سلفی. نعیمہ زوجہ وصی اختر اموا

رقیہ (لاولد) . ابو اللیث امۃ القیوم زوجہ شبیر احمد گوپیا

نزہت آراء. بلال. کمال. جمال. نہال. ہلال. اکمل. اجمل

شہدیٰ. منصور عالم وکیل. مرتضی ارشد سلفی . لال بے بی. محمد راشد

زوجہ باغی صاحب انجینیر

شادی چمپارن

اسعد. سعید. شگفتہ غزالہ. مناظر. صبوحی. یاسمین. غزالہ. ضیاء.

شگوفہ. سعدیہ. ارتضیٰ. اجتبیٰ

Marfat.com

(۴) عبدالغفار

- شیخ محمد بھوجو
  - شیخ پیر محمد.
    - محمد اصغر
      - فضیلۃ خاتون. زوجہ مولانا شجاعت حسین بھکورہر
      - مریم. زوجہ محمد عثمان مہووا
        - زین الحق.
        - عبدالوہاب.
        - عبدالوحید
          - اطہر. (مقیم امووا) ☆ ☆ ☆ ☆
      - نواب النساء. زوجہ شاہ محمد ڈھاکہ.
      - امام النساء. زوجہ حافظ محمد یونس ڈھاکہ
      - نبیر النساء. زوجہ عبدالاحد امووا.
        - محمد زبیر.
      - جمیلہ. زوجہ خلیل احمد گوپیا
        - انیس.
        - دبیر.
        - شبیر.
        - شکیل.
        - سیدہ.
        - خالدہ.
        - شاکرہ
  - شیخ علی محمد
    - عبدالسبحان
      - حمیدہ. لاولد

Marfat.com

شیخ محمد حافظ

شیخ محمد جینا

شیخ محمد نعیم

لال محمد

(۱) نور علی. (۲) بیکاؤبنو. (۳) عاقل

(۱) شیر علی. (۲) شان الٰہی. (۳) عابد الٰہی. (۴) بندے الٰہی

شیخ محمد سعید. شریف النساء

عین الحق. عبد القدوس سلفی. شمس طبریز

تین لڑکی

عطاء اللہ. پانچ لڑکی

سفیر عالم

ضیاء اللہ سلفی. ڈاکٹر محمد امان اللہ شمسی. عنیزہ. رفیقہ. رُبیعہ. ربیعہ

محمد مختار سلفی. صفات. ممتاز. نیاز

صبغۃ اللہ. رفعت. نکہت. عصمت. عشرت

مسعود النساء.

زوجہ شیخ احمد گڈھیا.

محمد ادریس

عبد الخالق سلفی. عبد الرازق سلفی. محمد صادق. عبد القادر. محمد حارث. دو لڑکی

عبد النور سلفی. عبد الرب. نیاز. چار لڑکی

Marfat.com

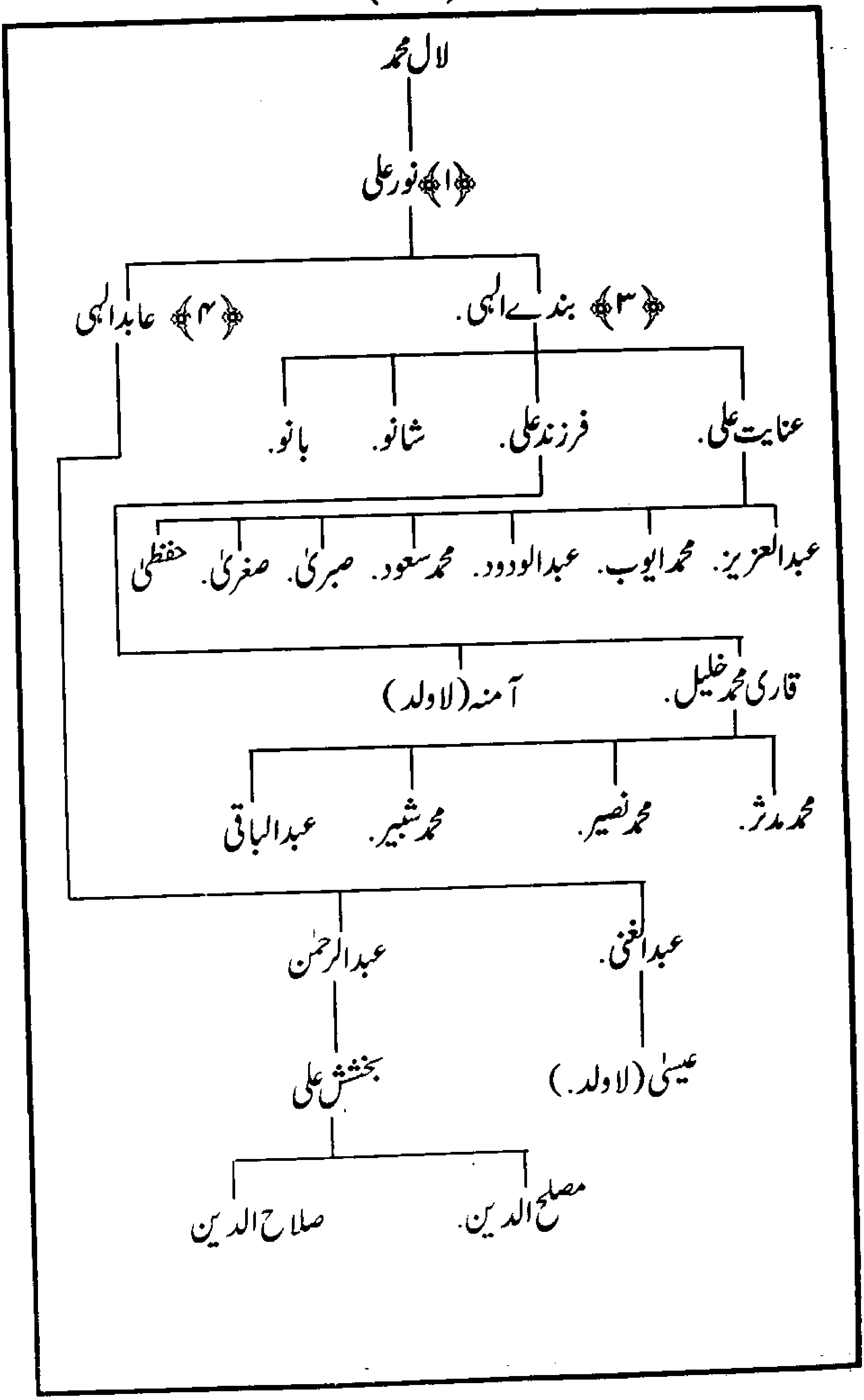
لال محمد
﴿۱﴾ نور علی
﴿۳﴾ بندے الٰہی.
﴿۴﴾ عابد الٰہی
عنایت علی.
فرزند علی.
شانو.
بانو.
عبدالعزیز.
محمد ایوب.
عبدالودود.
محمد سعود.
صبریٰ.
صغریٰ.
حفظی
قاری محمد خلیل.
آمنہ (لاولد)
محمد مدثر.
محمد نصیر.
محمد شبیر.
عبدالباقی
عبدالغنی.
عبدالرحمٰن
عیسیٰ (لاولد.)
بخشش علی
مصلح الدین.
صلاح الدین

Marfat.com

لال محمد

﴿۲﴾ بکاؤ بنو ﴿۳﴾ عاقل.

محمد علی. پردل.

محمد حسن

ڈاکٹر محمد جنید. دولڑکی حافظ محمد اسید

محمد مشتاق. محمد ریاض. محمد زیاد. پانچ لڑکی. محمد حمزہ. تین لڑکی

محمد شجاعت. محمد صدیق (لاولد) محمد مثنی

یٰسن. عبدالحکیم فہیم الدین.

ظفر الحق ظفیر الحق. محمد دبیر. ایک لڑکی.

عبدالسلام. عبدالکلام. محمد آزاد. محمد ارشاد. تین لڑکی

ارشد فہیم الدین سلفی مدنی. تین لڑکی

عبداللہ. عبدالرحمن. دولڑکی

محمد رفیع. عبدالحفیظ. حبیب اللہ. ثناء اللہ. ایک لڑکی

ملاحظہ: یہ خاندان موضع بسہیا میں آباد ہے

خدابخش. دھمن.

محمد عمیر محمد عیسیٰ. محمد الیاس

محمد سہیل. محمد زہیر. چار لڑکی. عبیداللہ. ہریرہ. دولڑکی. عبدالباری

حافظ محمد اعجاز. ☆☆☆☆☆☆ عبداللہ. دولڑکی

Marfat.com

مرکز کی تین نادر یادگاریں

(۱) مدرسہ احمدیہ سلفیہ بیرا گنیا

یہ حقیقت ہے کہ مدرسہ احمدیہ آرہ کی طالب علمی کے زمانے میں مولانا عبدالسبحانؒ نے اپنے وطن مالوف جنگروا اور پھر بیرا گنیا کی جامع مسجد کے جنوب میں اپنی رہائش گاہ پر ایک مکتب کی بنیاد ڈالی، جہاں بچوں کی تعلیم ہوا کرتی تھی، لیکن جب علاقے میں مولوی لیاقت حسین کی انتھک کوششوں سے کتاب وسنت کی آبیاری ہوئی تو علاقے کے لوگوں نے علاقے کی امارت کے ساتھ اس مکتب کی ذمہ داری بھی ان کے سپرد کردی، انہوں نے اس کے لئے باضابطہ بیرا گنیا ہی میں زمین خرید کر اسے تحریک جہاد کا تربیتی مرکز بنادیا اور ساتھ ہی اسے مدرسہ کی شکل دے دی، اب وہاں بہار مدرسہ اکزامینیشن بورڈ سے درجۂ فاضل تک کی تعلیم ہورہی ہے، جس میں تقریباً ۲۰ / مدرسین اور دیگر اسٹاف اور دوسو سے زائد طلبہ زیر تعلیم ہیں، جن میں سے تقریباً ۶۰ / باہری طلبہ کے طعام وقیام کا بھی مدرسہ میں باضابطہ نظم ہے۔

مولوی لیاقت حسین اپنی زندگی بھر تقریباً ۱۹۴۷ء تک اس جہادی سینٹر اور مدرسہ کو بحسن وخوبی چلاتے رہے، ان کی وفات کے بعد ان کے صاحب زادے حافظ محمودؒ صاحب اس کے ناظم ہوئے، انہوں نے اپنے والد گرامی کی طرح اس کو آخری دم تک چلایا، ان کی نظامت کے آخری دور میں مدرسہ نے کافی ترقی کی، اس کی نئی عمارت بنی اور اسے بہار مدرسہ اکزامینیشن سے ملحق کرایا گیا، ان کے عہد مسعود میں مختصر عرصہ کے لئے اس کی نظامت مولانا

Marfat.com

زین العابدین ڈھاکویؒ اور مولانا محمد سلیمان رحمانی لہنیاویؒ کے حوالے ہوئی، لیکن حافظ صاحب موصوف کی امارت اور زیر نگرانی ہی میں یہ لوگ کام کرتے رہے، ان کے انتقال کے بعد ۱۹۷۲ء میں مدرسہ کی نظامت ان کے صاحب زادے مولانا محمد داؤد سلفیؒ کے ہاتھ میں آئی اور انہوں نے مدرسہ کو خوب ترقی دی، بہار مدرسہ اکزامینیشن بورڈ سے اس کو فاضل تک کرایا، اس کی پختہ دومنزلہ عمارت تعمیر کرائی اور اس کا باہر کی دنیا سے تعارف کرایا، ۱۹۹۰ء کے دہے میں ان کی وفات کے بعد ان کے صاحب زادے عزیزی مولوی محمد رضوان سلفی سلمہ ناظم ہوئے اور اسے بحسن وخوبی چلارہے ہیں، اللہ تعالی انہیں خلوص اور لگن سے کام کرنے اور سلف کی اس نادر یادگار کو مزید ترقی دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین.

﴿۲﴾ مدرسہ ربانیہ اموامدینۃ الشیخ.

یہ مدرسہ مرکز کے مرکزی مقام اموامدینۃ الشیخ پر قائم ودائم ہے، جس کی بنیاد ۱۹۶۰ء کے دہے میں مولانا محمد عمیس اختر سلفیؒ نے اپنے رفقاء کی معیت میں رکھی تھی، اس کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ تحریک جہاد اور تحریک اہل حدیث کے اس مرکزی مقام پر مذکورہ تاریخ تک کوئی باضابطہ دینی ادارہ قائم نہ ہوسکا تھا، یہ سعادت ان ہی کو نصیب ہوئی، اللہ انہیں اس کارخیر کا بہترین صلہ دے۔ آمین.

اس مدرسہ کے قیام کے بعد مرکز اور اس کے قرب وجوار کی بستیوں میں باضابطہ کتاب وسنت کی تدریس وتعلیم کی لہر دوڑ گئی، اس کی سب سے اہم خوبی یہ ہے کہ اس کے نظم ونسق کے لئے باہر سے چندہ نہیں ہوتا، صرف وہ مرکز کے عشرو

Marfat.com

زکاۃ، چرم قربانی اور عمومی چندے سے ایک نظام کے تحت چلا کرتا ہے، اس کی دوسری خوبی یہ ہے کہ اسے بہار مدرسہ اکزامینیشن بورڈ سے الحاق نہیں کرایا گیا، اسکے منتظمین کی بصیرت اور دور اندیشی نے بروقت کام کیا، جس کی حقیقت آج بہار مدرسہ اکزمینیشن بورڈ سے ملحق مدارس کی ابتری، بدحالی، بے راہ روی حکومت کے تسلط اور بے جا مداخلت سے کھل کر سامنے آرہی ہے۔

مدرسہ کی اپنی خاص پختہ عمارت ہے، اس کے آنگن میں ایک شاندار مسجد بھی ہے، جس کے اندر تقریبا تین سو طلبہ زیر تعلیم ہیں، لیکن اس میں مطبخ اور طلبہ کی رہائش کا نظم نہیں ہے، صرف مرکز اور قرب و جوار کی بستیوں کے لڑکے پڑھتے ہیں، آج کل اس کے سکریٹری مولانا محمد عمیس اختر سلفیؒ کے صاحب زادے عزیزی مولوی مرتضی ارشد سلفی ہیں جو اس ہوش ربا گرانی اور سمع وطاعت کی کمی کے دور میں اسے چلا رہے ہیں، اللہ تعالی ان کا ممد و معاون ہو۔

﴿۳﴾ گائے کی قربانی اور کفار سے جنگ

برصغیر میں گائے کا ذبیحہ اور اس کی قربانی برادرانِ وطن کے نزدیک جرم ہے، کیوں کہ وہ اسے اپنا معبود سمجھتے ہیں، اس لئے یہ مسئلہ ان کے اور مسلمانوں کے درمیان ہمیشہ باعث نزاع رہا ہے، جو مسلمانوں کے لئے ایک ابتلاء اور آزمائش ہے، کیوں کہ جس چیز کو اللہ تعالی نے ان کے لئے حلال اور اس کی قربانی کو باعث اجر وثواب قرار دیا ہے، وہ ان کے برادرانِ وطن کے نزدیک جرم اور حرام ہے۔

لہذا! یہ مسئلہ تاریخ کے ہر دور میں دونوں فریقوں کے درمیان سر اٹھاتا رہا ہے، جس میں مسلمانوں کو کبھی کامیابی اور کبھی ناکامی ہوتی رہی ہے، ناکامی کا

Marfat.com

ایک واقعہ خود مولانا عبدالعزیز رحیم آبادیؒ کے علاقے میں پیش آیا، مولانا موصوف نے اپنے علاقے میں گائے قربانی کی سنت کے احیاء کے لئے تاج پور عیدگاہ کے پاس ایک بستی آباد کی اور وہاں قربانی کی سنت کا احیاء کیا، مقدمہ ہوا اور اپنوں کی گواہی سے فیصلہ غیروں کے حق میں ہوگیا۔

لیکن مولانا موصوف کے شاگرد رشید مولوی لیاقت حسینؒ نے اپنے مولد و منشاء اموا مدینۃ الشیخ میں گائے قربانی کی سنت کا احیاء کیا اور وہ بحمد اللہ اس میں کامیاب رہے، لیکن اس کے لئے انہیں، امارت کی دو اہم بستیوں اموامہووا اور علاقے کے لوگوں کو بڑی جانی اور مالی قربانیاں دینی پڑیں۔

وہ یہ کہ اس سنت کے احیا کے بعد تقریباً تیں گاؤں کے کفار نے ۱۳۰۵ھ میں اموامہووا پر حملہ کر دیا، مسلمانوں نے اپنا دفاع کیا اور معرکہ ان کے ہاتھ رہا، کفار کو سخت ہزیمت اٹھانی پڑی، مقدمہ چلا اور فیصلہ مسلمانوں کے حق میں ہوا، اس وقت سے آج تک علاقے میں گائے قربانی کفار کی دبی چھپی مخالفت کے باوجو الحمد للہ ہوتی ہے، اور عام طور پر بھی گائے کا ذبیحہ گاؤں اور علاقے میں ہوا کرتا ہے۔

اس تاریخی واقعہ کو موضع گڑھیا کے ایک بزرگ مولوی ریاضت حسینؒ نے آج سے تقریباً ۱۱۵ رسال پہلے اس وقت کے لہجے میں منظوم کیا تھا، اب بدلے ہوئے تاریخی، علمی اور ادبی حالات اس امر کے متقاضی ہیں کہ اس کے بعض امور کی وضاحت کی جائے، راقم السطور نے ذیل کے نکات کے ذریعے اس فریضے کو انجام دینے کی جرأت اور سعادت حاصل کی ہے، امید کہ قارئین کو اس کے ذریعے اُس قدیم لہجے کی مثنوی کو سمجھنے میں مدد ملیگی۔

﴿۱﴾ اس منظوم تاریخ کا نام ''کیفیت مقدمہ قربانی موضع اموا'' ہے، اور یہ

Marfat.com

قربانی ماہِ ذی الحجہ ۱۳۰۵ھ میں بمقام امواا ور مہووا ہوئی.

﴿۲﴾ اس کے مصنف مولوی ریاضت حسینؒ گڈھیاوی ہیں جنھوں نے اس مثنوی کو سادہ اور اس وقت کی عام بول چال زبان میں رقم کیا تھا، جس کا اتمام ۱۳۰۷ھ میں ہوا، وہ تحریک اہل حدیث امواکے ایک متحرک اور فعال رکن رکین تھے، گرچہ انہیں اولاد نہ تھی، لیکن ان کے چھوٹے بھائی منشی دیانت حسینؒ صاحبِ اولاد تھے، ان کے صاحب زادے ماسٹر محمد منظر صاحبؒ کو میں نے خود دیکھا ہے، وہ سلف کے نمونہ تھے، ان کے تین صاجبزادے ماسٹر عبد السمیع، عبد الرفیع اور مولوی محمد وصی سلمھم ہمارے ہمعصر ہیں، آخر الذکر آج کل دبی، متحدہ عرب امارات کی ایک مسجد میں امام ہیں، جن سے میرے گہرے جماعتی تعلقات ہیں.

﴿۳﴾ اس منظوم تاریخ کی پہلی طباعت واشاعت مصنف کے حکم اور اذن پر ان کے برادر حقیقی جناب منشی دیانت حسین نے ۱۹۲۶ء میں کیا تھا، پھر توفیق الہی سے برادر گرامی محمد زبیر بن عبد الاحدؒ امواوی نے ۱۹۷۰ء کے دہے میں اسے طبع کرا کر تقسیم کیا تھا، موصوف اس جنگ کے ایک مرد مجاہد رفاقت حسینؒ برادر حقیقی مولوی لیاقت حسینؒ امیر اول اور گائے کی قربانی کی سنت کے اجراء کرنے والے کے پوتے تھے جو اس جنگ کے کیس میں تین دن تک حوالات میں بھی بند رہے، لیکن اللہ کے فضل سے باعزت اپنے گیارہ رفقاء کے ساتھ رہا ہوئے:

رفاقت بڑا مردِ نامی ہوا ☆ گھرانے میں اپنے گرامی ہوا
بزرگان تھے ان کے عالی وقار ☆ مسلمان میں ان کے سب جاں نثار

اسی آخر الذکر طباعت کا ایک نسخہ میرے پیش نظر ہے جو تلاش بسیار کے بعد دستیاب ہوا ہے، اس کا قدیم نسخہ تلاش کے باوجود مجھے نہ مل سکا، افسوس کہ جن کے اسلاف نے اپنی جانی مالی اور علمی قربانیاں دیکر تاریخ عالم پر ایک دینی اور

Marfat.com

علمی نشان چھوڑا تھا، اب ان کے اخلاف میں اس کی حفاظت کا شعور بھی باقی نہ رہا.

﴿۴﴾ اس تاریخی رسالہ کو پڑھنے سے ایک بات ذہن میں بار بار کھٹکتی ہے کہ جب گائے کی قربانی اموا کے ایک جیالے سپوت مولوی لیاقت حسینؒ نے کی اور کفار نے ان ہی کے گھرانے کو تہ و بالا کرنے کی سازش بھی کی، لیکن اصل معرکہ اور میدانِ حق و باطل کی باضابطہ زور آزمائی مہووا کی سرزمین پر ہوئی، آخر اس کی وجہ کیا تھی؟ اس کی وجہ یہ تھی کہ جغرافیائی اعتبار سے کفار کے لئے امواپر حملہ کرنا دشوار ہوا، کیوں کہ اس کے چاروں طرف گڑھا تھا، چونکہ گائے قربانی کی سنت کے احیاء میں مہووا والے بھی شریک تھے جو امواسے بالکل متصل ایک گاؤں ہے، اس لئے دشمنانِ اسلام نے اپنے حملہ کے لئے اسی گاؤں کا انتخاب کیا، لیکن معرکہ میں امواا ور دوسری بستیوں کے بعض افراد نے بھی شرکت کی.

﴿۵﴾ اس منظوم کتابچے کی تمام سرخیاں فارسی زبان میں تھیں، جسے قارئین کی سہولت کی خاطر اردو کا جامہ پہنا دیا گیا ہے، کیوں کہ اب فارسی زبان کا چلن آہستہ آہستہ ہم سے رخصت ہو رہا ہے، اور اس کے سمجھنے والے اب انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں.

﴿۶﴾ اس منظوم کتابچے میں آج سے تقریباً سوا سو سال پہلے کی مروجہ زبان استعمال کی گئی ہے، جیسے: منہ کو موا ور ان کو اون وغیرہ، میں نے اس طرح کے استعمالات کو بعینہ اسی حالت پر رہنے دیا ہے، کیوں کہ اس پر ہاتھ ڈالنے سے شعری اوزان میں فرق پڑسکتا تھا، ویسے بھی ذہن پر زور دینے سے بات سمجھ میں آجاتی ہے، لیکن بعض ایسی غلطیوں کی اصلاح کر دی گئی ہے جن سے شعری اوزان میں فرق نہیں آتا تھا لیکن علم و ادب کے لحاظ سے اس کی اصلاح کرنی

Marfat.com

ضروری تھی، جیسے: زی علم سے ذی علم، اور محلت سے مہلت وغیرہ، ممکن ہے یہ کاتب کے زورِ قلم کا کمال رہا ہو، کیوں کہ اہل علم سے اس طرح کی غلطیوں کا صدور محال نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

﴿۷﴾ بعض اسماء، مقامات اور الفاظ کی وضاحت ان پر نمبرات دیکر کتابچے کے اخیر میں بصورت فرہنگ کردی گئی ہے، جس سے اِن شاء اللہ ان کے معنی ومفہوم کے سمجھنے میں مدد ملیگی۔

بہرصورت!

یہ منظوم تاریخ اس ہلکی اور مختصر وضاحت کے ساتھ قارئین کی خدمت میں حاضر ہے جو ''کیفیت مقدمہ قربانی موضع اموا'' سے موسوم ہے۔

حمد خدائے تعالیٰ

لکھوں پہلے حمد خدائے نعم	جسے سجدہ کرتے ہیں لوح وقلم
وہ معبود ارشاد جب تک نہ دے	کہاں شاخ اشجار میں پھل لگے
کسی کو تو دیتا ہے وہ مال وزر	کوئی بھوکا مارا پھرے در بدر
کوئی گوشت روٹی کو کھایا کرے	کسی کا سدا جی ترستا رہے
وہ جانے ہے کیسی ہی مخفی ہو بات	ہلاکت سے دے دم کے دم میں نجات
بھلا ایسے حق کے جو در سے پھرے	کہیں جائے لیکن نہ عزت ملے
نہ ہوگا کبھی حمد اس کا ختم	تو لکھ نعت احمد کی اے قلم

اللہ

Marfat.com

نعت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

ثنائے پیمبر علیہ السلام	کہ نور ہدایت سے ہیں جن کے کام
قرآن میں خدا نے ہے فرمادیا	محمد کی کر پیروی تو سدا
خلاف پیمبر چلے گر کوئی	تو ہرگز نہ منزل کو پہونچے کبھی
وہ ہے سرور اولیا انبیاء	اور محبوب ہے وہ خدا کبریا
اگر (۱) ہر بُنِ مو ہو میری زباں	تو نعت اس کا مجھ سے نہ ہوگا بیاں
ہو کب آپ کی نعت مجھ سے تمام	درود آپ پر ہو مرا اور سلام
(۲) ریاضت تجھے چاہئے بالدوام	پڑھا کرنا ان پر درود وسلام

اصحابِ کبارؓ کی تعریف وتوصیف

نبی کے جو اصحاب ہیں چار یار	سدا ان سے راضی رہا کردگار
ہیں اول ابو بکرؓ دوم عمرؓ	چراغ شبستاں رہے دین پر
ہیں عثمانؓ سوم چہارم علیؓ	رہے کھاتے خوف ان سے مشرک سبھی
ہوئے دین کے چاروں رونق فروز	کہ ان سب نے کی شرک اور کفر دور
ہوں اوصاف کب مجھ سے یاراں تمام	ہوں ان سب پہ میرا درود و سلام
ریاضت حسین ہے مناسب تجھے	محبت میں ان سب کی ہر دم رہے

Marfat.com

نادر داستان کا آغاز

قلم یاں سے کر حالِ دوراں رقم	پر اس شرط پر تا نہ ہوں بیش و کم
حقیقت جو امواؔ کی ہے مو بمو	تو لکھ یاں سے احوال سب ہو بہ ہو
بس اب یاں سے حالات مسطور ہے	لڑائی جو امواؔ کی مشہور ہے
یہ مخفی نہیں امر مشہور ہے	ہر اک شہر میں اس کا مذکور ہے
روسائے قریہ میں واقف تمام	ہے اظہر من الشّمس نزدِ عوام
ہے کئی ٹولہ امواؔ کا اے صاحباں	صدر نام ہے اس کا امواؔ کلاں
فقط اس میں دو ٹولہ ہے شیخ کا	یکے شیخ ٹولی دیگر مہووا
بیاں اب میں کرتا ہوں واں کا سنو	مہینہ تھا ذی الحجہ کا اے دوستو
تھا ہجری کا ﴿۱۳۰۵﴾ تیرہ سو پانچ سال	اسی سال کی جنگ کا ہے یہ حال
میرے دوست ہیں اک لیاقت میاں	سلامت رکھے ان کو ربِ جہاں
کہ ہے صاحبو مرد وہ بے نظیر	خدایا اسے جلد کردے امیر
دم ہر دم اطاعت کا بھرتے رہے	برے کام پر نام دھرتے رہے
انہیں نے مسلماں سے واں کے کہا	کہ ہوں بھائی ایک مصلحت پوچھتا
ارادہ ہے میرا یہ اے مہرباں	کروں گائے قربان اک اپنے یاں
اگر آپ لوگوں کو ہوئے پسند	تو میں یہ کروں کام اے ہوشمند
کہا سب نے ہم کو یہ منظور ہے	ولے ہندؤوں کا بہت خوف ہے
کہا تب لیاقت نے ہے کیا مجال	جو ہندو کرے اس میں کچھ قیل وقال

Marfat.com

ہمیشہ سے حاکم کو ہے یہ خیال	کہ مذہب کسی کا نہ ہو پائمال
دیا تب یہ لوگوں نے سن کر جواب	کروں کیوں نہ وہ کام جو ہو ثواب
جوٹھہری مسلمانوں کی ایک رائے	ہوئی تب ذبح شیخ ٹولی میں گائے
اور اس ٹولے میں گائے جسدن ہوئی	تھی گیارہویں تاریخ اس روز کی
ذبح اس کے ہوتے ہی اے دوستاں	گئی مہووا میں خبر ناگہاں
تو ہیں واں پہ ایک شخص عبد الغنی	ہیں دل میں وہ رکھتے (۳) کبر و منی
انہیں نے کہی سب سے جاکر یہ بات	مسلماں سے وانکے جو ہیں نیک ذات
نہ ہرگز کریں آپ اس میں قصور	کریں گائے قربانی ہم بھی ضرور
سنا واں کے لوگوں نے جب یہ کلام	کہا سب کے سب نے یہ ہیں نیک کام
نہ ہرگز رکھونگا میں پیچھے قدم	نہ کچھ دل میں اپنے ذرا کر تو غم
مسلماں ہوئے متفق واں پہ جب	لگے کہنے ہو گائے قربان اب
بارشاد عبد الغنی ایک گائے	ہوئی مہووا میں سن اے (۴) بکرائے
ہوئی گائے جس دن ذبح اے فتا	مہینے کی تھی بارہویں سن ذرا
(۵) میاں شاہ محمد تھے اور چھ شریک	یہی سات تھے مان لے ٹھیک ٹھیک

گائے قربانی کے بعد کے حالات

سنو بعد قربانی کی کیفیت	ہوئے باغی یک موذی و بد صفت
(۶) برانام اس کا ہے اے مہربان	مکان اس کا ہے موضع امو میں جان
بد اندیش وکاذب و بدکار ہے	وہ موذی نہایت ستمگار ہے

Marfat.com

نہیں اس سے ہے کچھ امید وفا	وہ بد عقل ہے اس سے ہوگی خطا
خفا رہتا ہے وہ مسلمان سے	وہ مردود کم ہے نہ شیطان سے
اطاعت میں ہیں ان کے یاں کے ہنود	اسی فرقے سے شیخ جی کو ہے سود
مسلمان سے ان کو ہے زیادہ نفاق	فقط ہندوؤں ہی سے ہے اتفاق
یہی ان کے یار و مددگار ہیں	سوا اس کے سب ان سے بیزار ہیں
ہوا باغی وہ سب مسلمان سے	گیا دین سے اور ایمان سے
خدا اس کے اعمال کی دے سزا	کہ اعمال بد کی ہے بد ہی جزا
میری عقل اس جا پہ حیران ہے	کہ اس شخص کا کیسا ایمان ہے
گیا دین اور اپنی دنیا خراب	سقر میں یہ پاویگا لاکھوں عذاب
تعصب جو تھا اس کے دل میں بھرا	گیا ہندوؤں پاس وہ مسخرہ
وہ جا پہونچا (۷) منّی اور منگل کے پاس	لگا کرنے پھر وہ تو یوں التماس
کہ اوجھا جی سنئے مری ایک بات	نہیں باقی ہے آپ لوگوں کی ذات
کہا تب یہ منّی نے اے شیخ جی	مری کس طرح ذات جاتی رہی
ذرا اس کو بتلائے آپ اب	کہ ہوئے تسلی مرے جی کو تب
لگے شیخ جی تب یہ کرنے بیاں	ہوئی ایک نئی بات میرے یہاں
ہے وہ بات یہ سنو کان دھر	(۸) سعادت علی کے جو ہیں دو پسر
لیاقت رفاقت یہ دونوں جواں	کیا ملکے ایک گائے قربانی یاں
میں ہر چند سمجھایا اون دونوں کو	ولیکن نہ مانا مری بات کو
سنا منّی منگل نے جب یہ کلام	لگے تب یہ کہنے کہ ہے رام رام

Marfat.com

یہ اشنان و چندن و پوجا مرا	مسلمان نے سب خاک میں دھر دیا
یہ پوتھی کا پڑھنا کیا سب خراب	مرے سر پہ بھاری پڑا یہ عذاب
گویا سینے میں میرے برچھی لگی	مجھے(۹) پاتک اس کی ہوئی اب بڑی
میں جب تک نہ لوٹوں سعادت کا گھر	نہیں چین ہے مجھ کو اک ذرہ بھر
اگر میں نہ لوٹونگا گھر اس کا اب	تو کب باز آئیں گے یہ سب کے سب
پھر آخر یہ منّی کے دل میں ہوا	کہ امرا کے ہندو سے پوچھو ذرا
کہ ہیں واں کے ہندو سب آئین داں	کہ کیا رائے دیتے ہیں مجکو وہاں
ہوئے منّی منگل پھر آخر رواں	گئے نزد بیچون کنور کے دواں
غرض ابتدا سے یہ تا انتہا	یہ سب حال بیچون کنور سے کہا
اور تھے جتنے بڑے ہندو واں	اونہوں سے بھی کی ماجرا سب بیاں
سنا ہندوؤں نے جو یہ ماجرا	کہا ہندوؤں کا ہے مرنا بھلا
مناسب یہی ہندوؤں کو ہے اب	کہ ماریں و لوٹیں مسلمان کو سب
نہ لاویں کسی طور کا کچھ خطر	فقط رام پر رکھیں اپنی نظر
ہندوؤں نے منّی. منگل سے کہا	کہ غافل نہیں ہم ہیں اس سے ذرا
کرو بندوبست اس کا ایسا درست	کہ ہوں اس لڑائی میں چالاک و چست
چلے آتے ہیں کوئی ساعت میں ہم	مزا ان کو اس کا چکھاتے ہیں ہم

مُردن گوپال کے اقوال

ہندوؤں میں ایک شخص مردن گوپال	یہ اقوال اس کے ہیں کیجئے خیال

Marfat.com

یہ کہتا تھا(۱۰) ہموارہ اے نیک خو	نہیں کوئی ثانی مرا جنگ جو
ہمیشہ ہتھیلی پہ رکھتا ہوں سر	لڑائی میں تیار ہوں سر بسر
لڑائی سے ہرگز نہ رکھتا ہوں ڈر	عدو کو میں کرتا ہوں زیر وزبر
میں کافی اکیلا ہوں سو پر عزیز	ہیں سو کیا ہزاروں پر کرتے تمیز
اگر حکم(۱۱) ایشر کا ہوگا کمال	تلف ہوگا اس قوم کا جان و مال
لڑائی سے ہرگز نہ ڈرتا ہوں میں	مسلماں کے خون کا پیاسا ہوں میں
یہ تھا ایسا طاغی کروں کیا بیان	لڑائی کی جڑ سازی تو اس کو جان
ہنڈوں کو ہر دم بلاتا رہا	برابر یہ ان کو سناتا رہا
کرو ایسا جنگ اہل اسلام سے	کہ ہم سب کا رعب ان پر غالب رہے

کفار کا اہلِ اسلام پر پہلا حملہ

تھی تاریخ ذی الحجہ کی سن چودھویں	کہ آمادہ گی جنگ کی وہ لعیں
کیا آخر ہنڈوں نے یہ کام	چلے لاٹھی سونٹا وہ لے کر تمام
حماقت کے آثار تھے سب عیاں	بھلا ڈاکوؤں کا ٹھکانا کہاں
تھے گنتی میں سب پانچ سو کافراں	بڑے کرّ وفرّ سے تھے آئے یہاں
تھا وقت ظہر روز جمعرات کا	جو پہلے پہل یہ وقوعہ ہوا
یہ سب کافراں لاٹھی سونٹا لئے	ہوئے منّی اوجھا کے گھر جا کھڑے
مسلماں نے دیکھا جو یہ رنگ ڈھنگ	ہوئے یہ بھی آمادہ کرنے کو جنگ
سنا مہووا کے مسلمان نے جب	ہوا جوش اون سب کے دل میں یہ تب

Marfat.com

ہوئے سنتے ہی واں سے یہ سب رواں	پھر آپہونچے جس جا پہ تھے کافراں
ہوئے دینداراں جمع واں پہ جب	کہوں کیا میں احوال پھر واں کا تب
لگے پھر ہندوؤں سے کہنے یہ سب	کہ کر بازی اس جا پہ آ کر کے تب
جو دیکھا ہندوؤں نے یہ رنگ ڈھنگ	گیا اون کے دل کا سنو سب امنگ
پھر آخر ہوئے سب وہاں سے فرار	نہیں تاب تھی جو کریں کار زار
مقابل نہ شیخوں کے جب ہو سکے	تو سب اپنے اپنے مکاں پر گئے

کفار کا مسلمانوں پر دوسرا حملہ

سنو یاں سے اب دوسرے دن کا حال	کہ لوگوں کو ہوتی ہے حسرت کمال
تھا اس روز جمعہ کا دن اے اخی	اور تھی پندرہویں ماہ مذکور کی
پھر رات گزرے سبھی کافران	کیا اس طرح کی کمیٹی تو جان
کہ ہیں جتنے ہندو یہاں سے چلیں	اور جا کر سعادت کا گھر لوٹ لیں
یہ چاہا کہ بستی میں غارت کریں	اور ہاتھ آئے نقد و جنس راہ لیں
نہ خوفِ . کلکٹر مجسٹر رہا	نہیں خوف کچھ انسپکٹر رہا
یہ تھا قصد ان سب کا سن کان دے	نہ باقی مسلمان کا اک گھر بچے
پھر اتنے میں ایک شخص آئے دواں	سعادت علی سے کیا یہ بیاں
کہ ہے اس طرح ہندوؤں کا بچار	مکان لوٹ لیں آپ کا ایک بار
سعادت علی نے سنا جب یہ قال	کہا بستی والوں سے اپنے یہ حال
اور ایک شخص اس دم گیا مہووا	وہاں کے مسلمان سے جا کر کہا

Marfat.com

اور ایک شخص اے صاحب نیک فال	میرے پاس پہونچے بچہرہ ملال
کہ نام ان کا قربان علی ہے تو جان	اوسی سال حج کر کے آئے مکان
یہ آتے ہی مجھ سے کیا یہ بیان	کہ ہندو نہیں چھوڑتے میری جان
سنا میری بستی کے لوگوں نے جب	مدد کے لئے پہونچے وہ سب کے سب
اور ایک شخص اے صاحب اعتقاد	کہ ہے نام ان کا میاں شیخ مراد
یہ سنتے ہی گھوڑے پر ہوکر سوار	بسہیا میں جا کر دیا یہ پکار
کہ بھائی مسلمانوں چھوٹے بڑے	چلو سب کے سب ہندؤں سے لڑے
نہیں تو پلک بھر میں یہ بد گہر	لوٹا چاہتے ہیں مسلما ں کا گھر
سنا واں کے لوگوں نے جب یہ کلام	چلے لاٹھی سونٹا وہ لے کر تمام
غرض تینوں بستی کے سب مسلماں	مدد کے لئے پہونچے واں نا گہاں
جو دیکھا ہندؤں نے یہ اژدہام	مسلماں کمر بستہ ہیں سب تمام
مسلمان کی جرأت جو دیکھی بڑی	پڑی دل میں تب ان کے ہیبت بڑی
کہ شاید مسلما ں یہاں آن کر	کریں جنگ ہم سب سے چوں شیرِ نر
تو بیشک چلی جائیگی آبرو	نہیں فرق اس میں ذرا ایک مو
یہی سوچ کر کافراں نابکار	لڑائی سے باز آئے پس ایک بار
گئی نصف شب آخرش جب گذر	نہیں آئے وہ کافراں جب ادھر
تو جتنے مددگار تھے مسلمیں	ہوئے جا کے گھر اپنے مسکن گزیں
مگر تھوڑے باقی تھے جو مسلمان	گڈھیا بسہیا کے باشندگان
اور راقم بھی ان سب کے ہمراہ تھا	مدد کے لئے جو وہاں تھا گیا

Marfat.com

(۱۲)علیمن نے سب کو بتائی یہ راہ	کہ مٹی کے ٹولے سے سیدھی ہے راہ
جو ہیں جانی دشمن وہاں کے ہنود	تو ہے وہ نگہبان رب الودود
اگر ہم سے بولیں گے وہ سب لعیں	سلاؤں گا ان سب کو زیرِ زمیں
غرض مصلحت سب کی ٹھہری وہاں	اسی راہ ہو کر چلیں سب جواں
بوضع ہنوداں جب ہم سب گئے	تو کفار واں کے یہ کہنے لگے
کہ ہو کون تم اور کیا نام ہے	یہاں تیرے آنیکا کیا کام ہے
تو جھلو کے لڑکے نے دی یہ جواب	تمہیں کام کیا مجھ سے اے ناصواب
اگر زیادہ بولوگے اے بد شعور	لحم گائے کا میں کھلاؤں ضرور
یہ کہتے ہی سب کافراں بد طریق	خدا ان کو کردے جہنم غریق
پس آپہونچے اس جا پہ اے نیک خو	چلانے لگے لاٹھی وہ جنگ جو
پڑی جب مسلماں پہ لاٹھی دو چار	ہوئے تب مسلماں وہاں سے فرار
اور بستی کے باہر ہوئے جا کھڑے	تو (۱۳) دیدار سب سے یہ کہنے لگے
جمع ہو کے یکجا سے چلتے اگر	تو ہم سب پر آتا نہ کوئی ضرر
زبردست سر پر جو ہوتا کوئی	تو دیتے شکست اس کو ملکر سبھی
یہی رائے ہے اب ہماری عزیز	دل و جان سے اس کو تو کرلے تمیز
کہ دیں جا کے اب مسلماں کو خبر	سنا دیں یہ سب حال بس سر بسر
مدد ان سے لیں چل کے اے باہنر	کریں پھر انہیں آکے زیر و زبر
یہی سب کو کرنا ہے لازم ضرور	مٹادیں دلوں سے انہوں کو ضرور
دیا ہم جواب ان کو اے مہرباں	کہ ہے یہ نتیجہ تکبر کا جان

Marfat.com

یہ لفظ تکبر زبان پر تولا	اسی سے ہے شیطان راندا گیا
ہے اب باقی تھوڑی سی یارو یہ رات	نہ لڑنے کو جاؤ سنو میری بات
ہے لڑنا ہنودوں سے اس رات کا	سنو مجھ سے یارو بہت ہے برا
یہی مصلحت ہے اب اے بھائیوں	کہ سب اپنے اپنے مکاں پر چلو
یہاں تک سوجھایا نشیب و فراز	کہ آخر کو راضی ہوئے جنگ ساز
لیا بات کو میری ان سب نے مان	چلے سب کے سب اس جگہ سے مکان
بس اے قلم مختصر کر بیان	کہ لکھنا تجھے ہے بڑی داستان

منی اور منگل اوجھا وغیرہ ہندوؤں کا امواکلاں جا کر کفار سے گزشتہ رات کے حالات بیان کرنا اور انہیں مسلمانوں کے خلاف جنگ پر ابھارنا

ذرا تیز قدمی سے چل اے قلم	جو کہتا ہوں اس کو تو کر اب رقم
یہاں سے ہے اب (۱۴) سولھیں کا بیان	خلاصہ میں کرتا ہوں اس کا بیان
مہینہ تھا ذی الحجہ کا اے صاحبو!	سنیچر کا دن تھا سنو دوستو!
فجر کے بڑے تڑکے اے دوستاں	جو ٹولے میں منّی کے تھے ہندواں
یہ ملعون سب موضع اموا میں جا	ہنودوں سے واں کے بیاں یہ کیا
کہ جتنے مسلمان بسہیا کے تھے	میرے گاؤں ہو کر چلے جاتے تھے
دیا ہم نے ان سب کو لاٹھی دو چار	کہ دہشت سے میرے ہوئے سب فرار

Marfat.com

مگر جائے افسوس ہے دوستاں	کہ ہے مہووا میں جو چند پہلواں
ہے ان سب کے دل میں بہت سا غرور	نہ ہرگز ہوا ان کے دل سے یہ دور
اگر وہ سب آجاتے اس گاؤں میں	تو پڑ جاتے بیشک مرے داؤ میں
یہی عرض ہے میری خدمات میں	کہ ہیں جتنے ہندو اس اطراف میں
لکھیں چٹھی اس طور کی ان کو اب	کہ پڑھتے ہی خط یاں پر آجائیں سب
نہ ہرگز رکھیں اس سے پیچھے قدم	نہ دل میں ذرا لاویں کچھ اپنے غم
بوقتِ مہم ہوں گے ہم سب شریک	مری بات کو مان لے ٹھیک ٹھیک
کہا ہندوؤں نے مجھے ہے قبول	کبھی اس سخن کو نہ جاؤنگا بھول
سنا جب کہ یہ بات مردن گوپال	کہا سن ذرا اس میں ہے جان و مال
تھا جگدیش کنور ایک اس کا اخی	کہ تھا یہ بھی استاد شیطان کا بھی
غرض سب نے چٹھی لکھی گاؤں گاؤں	کہ مٹنے نہ پاویں ہندوؤں کی ناؤں
یہ مضمون خط میں سبھوں نے لکھا	قسم گائے کھانے کی ان کو دیا
کہ بے خوف ہوں آپ رونق فروز	نہ لاویں ذرا دل میں کچھ اپنے سوز
بہت جلد تشریف لاؤ ادھر	ذرا لو مسلمان کی آکر خبر
بہت خوب یہ امر ہے بے گزند	کہوں آپ کو گرچہ ہوئے پسند
کہ اس ڈھب کا یاں قاعدہ اک رہے	نہ کوئی ذبح گائے ہرگز کرے
نہیں تو مسلمان یہاں کے تمام	کریں گے ذبح گائے ہر صبح و شام
یہ سب مو بمو حال خط میں لکھا	بانی بھی قاصد سے کچھ تھا کہا

Marfat.com

خطوط کے جواب

لکھا تب ہندؤں نے خط کا جواب	میں آتا ہوں اے صاحب اب شتاب
اعانت کا اب تخم بوتے ہیں ہم	مسلماں کی بنیاد کھودتے ہیں ہم
کریں گے انہیں آ کے خاک سیاہ	وہ اک دم میں ہو جائیں خاک سیاہ
یہ جتنے ہیں اک دم میں ہوں گے فرار	نہیں ان کو ہونے کا اک دم قرار
کہ ہم لوگ آج آئیں گے دو پہر	کریں گے انہیں آ کے زیر و زبر

کفار کا امواکلاں میں جمع ہونا اور دریائے باگھمتی گھاٹ کو بند کرنا

ہنوداں جب اموا کے یکجا ہوئے	تو اس طور سے واں کمیٹی کیے
کہ ہے دریا یک باگھمتی یہاں	میں اس کا ہوں کرتا بیاں اب یہاں
ہیں زیادہ مسلمان دریا کے پار	سنیں گے جو یہ حال اے نامدار
تو ہرگز کریں گے نہ جان اپنی پیار	کریں گے وہ سب جان اپنی نثار
کریں آپ سب مل کے تدبیر چند	کہ ہوں گھاٹ دریا کے ایکدم سے بند
غرض سارے ملاحوں کو واں بلا	سبھوں نے یہ تاکید کی بر ملا
کہ کوئی مسلمان دریا سے پار	اترنے نہ پائے وہ اب زینہار
نہیں تو تمہیں دیں گے ایذا کمال	اور دیں گے تمہیں ذات سے ہم نکال
کیا آخرش گھاٹ اس روز بند	کیا یہ بھی ہوشیاری اے ہوشمند

Marfat.com

کہ تھے جس قدر تھانہ پر نوکراں	وہ تھے سب کے سب قوم کے ہندواں
گیا آدمی ایک جمعدار پاس	کیا تذکرہ ان سے یوں بے ہراس
کہ ایک مہووا گاؤں معمور ہے	یہ موضع بہت دور مشہور ہے
اور ہے شیخ ٹولی دگر بستی واں	ہیں سب اہل زرواں کے باشندگاں
یہی دونوں بستی کے سب مسلماں	کیا گائے قربانی ایک ایک وہاں
ہے افسوس کی بات اے صاحبو	کہ ہندو کے رہتے میں یہ بات ہو
یہی عرض ہے میری اے نیک خو	کہ ہرگز نہ اطلاع ان سب کی لو
کریں اس کو منظور گر آپ سب	ملاؤں تہِ خون میں ان سب کو تب
سنی کیفیت جب یہ اے دوستو	کہا جو مناسب ہو اس کو کرو
حسب تیری مرضی مدد دیں گے ہم	نہ وہ کرنے پاویں گے تم پر ستم
کیا پیش بندی سبھوں نے یہ جب	ہوا اللہ کا ان پر نازل غضب
ہوئی اس طرف اس طرح چھان بین	ادھر مسلمان کو خبر کچھ نہیں
کیا قصد سب نے یہ اے دوستو	کہ سب مہووا بستی کو لوٹ لو
مویشی سبھوں کے گرفتار ہو	اور جاکر بازار میں بیچ لو
اور لو لوٹ ہے زر جو زیر زمین	اور زیور بھی عورت کا لو ان کی چھین
مسلمانوں کے سب مکاں پھونک دو	جہاں غلہ پاؤ اوسے لوٹ لو
اور ان لوگوں کے دست و پا توڑ دو	کہ ہم سب کی قدر ان کو معلوم ہو
ہوئی مصلحت سب کی اس طور جب	لڑائی پہ رکھے قدم سب کے سب

Marfat.com

کفار کامہوا آکر مسلمانوں سے جنگ کرنا

اعانت طلب جب ہوئے کافراں	چلے(۱۵)تیس موضع کے سب ہندواں
کہ ناگاہ وہ پہونچے سب نابکار	بہت سے زمین دار و کتنے سوار
اور تھے پاؤں پیدل بہت سے ہنود	اور کتنے پہلوان ہوئے آنمود
نکل گھر سے بے خطرہ آئے چلے	کہ کالی گھٹا جیسے چھائے چلے
وہ سب شورواں سے مچاتے ہوئے	اور لاٹھی اور سونٹا گھماتے ہوئے
لگے پھاندنے کودنے نابکار	چلانے لگے لاٹھیاں بے شمار
لکھوں کیا میں ہنگامے کی کیفیت	کروں کس زباں سے میں اس کی صفت
لکھوں جنگ کا اور بلوے کا حال	زمینِ سخن ہوا بھی خون سے لال
ہو(۱۶)داوات سے جوش دریائے خون	قلم سے ہو فوارہ خون بیروں
قلم ہوش کر اور دل کو سنبھال	تو لکھ یاں سے اب جنگ جویوں کا حال
سنیں گر ہنود اس کو بھی تنگ ہو	وہ لکھ بات جو سب کا دل دنگ ہو
وہ مضمون کی راہ یاں سے نکال	کہ تا ہندؤں کو ہو عبرت کمال
ذرا اپنے دل میں نہ لا تو ملال	دکھا اپنی تیزی اس جا کمال
اگرچہ بہت فوج کفار ہے	مددگار تیرا بھی غفار ہے
ذرا گوش دل سے سنو دوستاں	بیان جنگ جویوں کا کرتا ہوں یاں
یکایک یہ کفار طاغی ہوئے	شرارت سے اپنی یہ باغی ہوئے
ہوئے حملہ آور جو یہ نابکار	شرارت پہ باندھی کمر ایک بار

Marfat.com

ہنودوں کا لشکر جو تھا بے شمار	رہا ایک دم بھی نہ مجھ کو قرار
دعا تھا یہ کرتا کہ اے میرے رب	ہنوداں ہیں لڑنے پہ آمادہ سب
مسلماں پریشاں ہیں اس دم کمال	یہی ہے دعا میری اے ذو الجلال
تو ہے حافظ عزت جان ومال	تجھے بے کسوں کا ہے ہردم خیال
سنو حال اس جا کا اے دوستاں	کہ موضع کو گھیرے تھے سب کافراں
تھے بستی کے چاروں طرف کافراں	تھے کندھے پہ لاٹھی رکھے سب جواں
تو کی مسلمانوں نے دل میں خیال	ہے عزت کا بچنا بس امر محال
مخالف سے اس وقت کا بھاگنا	گویا اپنی جان کا مارنا
خدا کی خدائی میں چارہ نہیں	کرم کا لکھا مٹنے والا نہیں
غرض سب کے سب لاٹھی سونٹا لئے	حوالے خدا جان کو اپنی کئے
اور ایک ایک مسلمان (۱۷) کلنداو تیر	ہوئے جا کھڑے لے کے دروازے پر
کہ یاں گر کوئی کافراں آئیں گے	اسی سے ہم ان کا گلا کاٹیں گے
جماعت ہنودوں کی تھی بے شمار	تھی تعداد ان کی سنو چھ ہزار
فقط ڈیڑھ سو آدمی تھے ادھر	کہ باشندہ تھے مہووا کے مگر
اور تھے شیخ ٹولی کے تھوڑے جواں	جو پکے تھے دل کے وہ آئے یہاں
اور موضع گڈھیا کے تھے چار کس	نہیں دل میں اپنے کیا پیش وپس
تھے جتنے مسلمان خرد وکلاں	اٹھائیں کمر کس کے اب لاٹھیاں
اور آئے مقابل میں ہندو کے جب	لگے پھیرنے ہاتھ داڑھی پہ سب
دیا تب مسلمانوں نے یہ پکار	کہ اب نطفۂ بد کرو! کار زار

Marfat.com

شروع ہوگئی آخرش کار جنگ	لگی چلنے واں لاٹھیاں بے درنگ
چلانے لگے لاٹھیاں اس قدر	سر و پا کی اصلاً نہ تھی کچھ خبر
غرض اس قدر لاٹھیاں واں چلیں	گویا لٹھ سے چنگاری چھٹنے لگیں
مسلمان ہنودوں پہ جب دائیں بائیں	چلانے لگے لاٹھیاں ٹھائیں ٹھائیں
تو کتنوں کا واں پر گیا پاؤں الٹ	اور کتنے کا تو سر گیا واں پہ پھٹ
بدن واں ہوا کتنے کا چور چور	ہوا رنگ چہرے کا کتنوں کے دور
پڑی لاٹھیاں حد سے گوبند پہ جب	گئے یک بیک ٹوٹ دانت اس کے سب
اور کتنی پڑی مار ننکھو پہ واں	کے بعد ایک شب مر گیا وہ جواں
تھا مردن گوپال ایک جو(۱۸) بدسفال	وہ بھاگا وہاں سے بمشکلِ(۱۹) شغال
گئی ساری عقل ان کی دم سے نکل	جو کہتے تھے ہم سب میں ہیں بے بدل
تھا ایک قوم کائستھ اجمیری لعل	ہوا اس کا بھی خون سے سرخ گال
دیا ہندؤں کو وہاں اتنی مار	کیا خون سے میدان کو لالہ زار
ہوئے ایسے زخمی وہاں کافراں	کہ خون سے ہوئے تر بتر سب جواں
کیا مسلمانوں نے کتنے کا حال	کہ منہ میں دیا ان کے سب تھوک ڈال
ہنودوں کو اتنا کیا پائے مال	طمانچے سے ان کا کیا سرخ گال
اور کتنے کی چوٹی پکڑ سر کو پھوڑ	جنیؤ اور کنٹھی لی کتنے کی توڑ
کیا ان کو ایک دم میں ایسا تباہ	نہ سوجھی کہیں بھاگنے کی بھی راہ
ہوئے زخمی جب ساٹھ ستر ہنود	اور مارے گئے ایک جان سے ہنود
تو لشکر ہنودوں میں کھلبل مچی	کمر بھاگنے پر ہراک نے کسی

Marfat.com

پڑا ہندؤں کے دموں میں ہراس	نہ باقی رہے ان کے ہوش و ہواس
جو لشکر ہنودوں کی تھی واں مقیم	تو ہیبت سے اس کا ہوا دل دو نیم
کیا قصد لڑنے کا کفار جب	طمانچے لگے غیب سے منہ پہ تب
ہوئی مہووا میں جو کہ جنگ عظیم	مددگار تھا مسلموں کا کریم
لڑے ہندواں دل سے دو گھنٹے تک	پھر آخر گئے سب لڑائی سے تھک
سرو پا کی اصلا نہ تھی کچھ خبر	نکل بھاگے کپڑوں کو بھی چھوڑ کر
ہوئے لشکر کافراں منتشر	خواہ پایا مسلمان حسب ظفر
ہوئے اس طرف اتنے گھائل قتل	ادھر کچھ نہ آیا کسی پر خلل
ذرا دیکھئے قدرتِ جلِ شاں	ہے جائے تعجب سن اے موماناں
صرف پہونچی چھ پانچ کو کچھ گزند	وئے دست وپاسے رہے بے گزند
گویا آسمان سے فرشتے وہاں	مسلمان کے ہو گئے مددگار جان
وگر نہ کہاں کافراں چھ ہزار	کہاں ڈیڑھ سو مسلماں کا شمار
اور تھی ایک یہ بھی تعجب کی بات	ذرا دل لگا کر کے سن اے نیک ذات
ہندؤں سے جتنے لڑے مسلمان	وہ اس طور سے کرتے مجھ سے بیان
کہ مجھ پر کئی سیکڑوں لاٹھیاں	نہ آئی مرے جسم پرساٹیاں
یہ سب مہربانی تھی اس پاک کی	کہ اپنے فضل سے فتح سب کو دی
(۲۰) وہ معبود ہر جا پہ موجود ہے	نہیں اس سے پوشیدہ ہے کوئی شی
دوئی سے وہ ہے پاک سن اے عزیز	سخن کو ہمارے تو کرلے تمیز
نہیں کذب کا اس میں کچھ انضمام	سنو مجھ سے اب پہلوانوں کے نام

Marfat.com

اب ان پہلوانوں کا لکھتا ہوں نام	کہ جو ہندؤں کو ہے پیٹا تمام

مہوا کے جوانمردوں کے نام

ہیں عبد الغنی مرد چست و دلیر	کہ تھے لشکر اعدا میں مانند شیر
نہایت جواں مرد اور خوشحال	رکھے شادماں ان کو ایزدِ تعال
میاں پیر محمد اور قربان علی	شجاعت ہے لوگوں پہ ان کی چلی
لڑے جنگ کے میدان میں حد سے کمال	کرے سامنا ان کا کس کی مجال
لکھوں جھانجھو علی کی تعریف کیا	لکھوں میں نعمت کی تعریف کیا
یہ تینوں خردمند ہیں بے مثال	ہنودوں کو جس نے کیا پائے مال
علیمن ہے ایک شخص اہل شعور	نہ لڑنے میں ہرگز کیا کچھ قصور
ہے ایک پہلوان نام ان کا جناب	بمیدانِ مخالف لڑے بے حساب
فنِ پہلوانی میں نامی رہے	خردمندوں میں وہ گرامی رہے
کروں خوبیاں ان کی کیا آشکار	چلانے میں لاٹھی کے تھے ہوشیار
رہے سب یہ بلوہ میں ثابت قدم	اور اللہ اکبر کا بھرتے تھے دم
میاں شاہ محمد ہیں عاقل بڑے	وہ علم و عمل میں ہیں قابل بڑے
میاں مست علی اور ہمت علی	بہت ان کی باتیں ہیں میٹھی بھلی
میاں شیخ جوکھو و اکبر علی	پدر نیک تھے ان کے ہمت علی
ہیں ایک شخص عبدل سعادت شعار	خوش اخلاق ہیں اور بڑے نامدار
رحیم بخش اور ایک میاں موسہر	ہنودوں سے یہ بھی لڑے بیشتر

Marfat.com

شیخ ٹولی کے جواں مردوں کے نام

رفاقت بڑا مرد نامی ہوا	گھرانے میں اپنے گرامی ہوا
بزرگان تھے ان کے عالی وقار	مسلمان میں ان کے سب جان نثار
تھے باقر علی اور میاں شیخ عظیم	رہے ان پر افضال ربِ کریم
حسب اپنی ہمت وہ لڑتے رہے	دلاسا مسلمانوں کو دیتے رہے
جولاہہ اور ندّاف و(۲۱) کادز خیاط	نہیں جان کی اپنی کی احتیاط
مسلمان کا یہ ساتھ دیتے رہے	برابر ہنودوں سے لڑتے رہے
بہادر ہیں بے شبہ یہ صاحباں	کہ اوپر لکھا جس کا میں نے بیاں
کمر بستہ رہتے تھے آٹھوں پہر	نہ تھا دل میں اعدا کا خوف و خطر
برابر ہنودوں سے لڑتے رہے	گرفتار ان سب کو کرتے رہے
دلاور نہ دیکھا نہ ایسا سنا	ہزار آفریں مرحبا مرحبا
ریاضت یہ کر داستاں مختصر	اب آگے کے حالات لکھ زود تر

شیوہر تھانے میں علی چوکیدار کی اطلاع

یہ ہے داستاں قابلِ یاد گیر	سنو گوش دل سے صغیر و کبیر
قبل اس وقوعہ کے ایک چوکیدار	کہ، ہے نام اس کا علی کر شمار
بارشاد قربان علی جلد یہ	کرے اطلاع جا کے تھانہ میں یہ
مسلمان امواکے ہو ایک رائے	کیا تھا ذبح موضع میں ایک گائے

Marfat.com

اسی کے سبب ہے ہمہ کافراں	مسلمان کے ہیں لوٹنے پر مکاں
ذرا چل کے لیں آپ ان کی خبر	نہیں تو وہ جاتے ہیں جان سے گزر
ہوا حکم یہ تب جمعدار سے	کہ اس وقت فرصت نہیں ہے مجھے
فراغت کروں کام سے اپنے جب	تو لیں گے خبر ان کی آکر کے تب
نہیں اس کے آنے کا ہوگا خیال	کہ تھا اپنے مذہب کا اس کو خیال
تھے تھانے میں داروغہ جمعدار جو	یہ تھے دونوں ہندو سنو بھائیوں
اور ہے ایک وجہ اس کی بھی سن لے یہ	ہنودوں سے اموا کے تھا قول یہ
رہیں گے نہ تیرے مقدمہ سے دور	کریں گے تری پاسداری ضرور
غرض اپنے وعدے کو پورا کیا	اور کچھ اپنے مذہب کا بھی پچھ لیا

شیوہر تھانے میں زخمیوں کی اطلاع

گئی دوپہر رات جب کہ گذر	دیا جا کے تھانے میں ایک کس خبر
ہنودوں مسلمان کے درمیاں	ہوا اس قدر جنگ از حد بیاں
کہ ہندو ہوئے اس قدر نیم جان	نہ بچنے کی امید ہے ان کی جان
یہ سن کر جمعدار ہوا پر ملال	ہوا خوف حاکم کا ان کو کمال
کہا گر نہ لیویں گے اس کی خبر	تو ہوگا مری نوکری پر ضرر
کہ اتنے میں جمعدار اموا میں آ	ہنودوں سے اموا کے کہنے لگا
کہ ہیں کتنے زخمی یہاں کے ہنود	مجھے دو پتہ اس کا تم زود زود
مگر ہندؤں نے کیا یہ خیال	کہ گر کھل گیا خون ہونے کا حال

Marfat.com

تو ہم لوگ یکدم سے پھنس جائیں گے	باجلاس حاکم جب ہم جائیں گے
یہی سوچ کر تب جمعدار سے	کہا کچھ خبر ہے نہ اس حال سے
ملی کچھ خبر جب نہ جمعدار کو	تو آئے وہاں سے نیا گاؤں کو
اور فورا بلاواں پہ ایک چوکیدار	بتاکید اس سے کہا یہ پکار
کہ ہے پاس اموا کے جو بستیاں	کرو چوکیداروں سے واں کے بیاں
کہ جمعدار صاحب جو ہیں تھانے میں	وہ وارد ہیں ٹولہ نیا گاؤں میں
چلو جلد پاس ان کے اس وقت تم	اور دو زخمیاں کا پتہ ان کو تم
مطابق بہ ارشاد جمعدار کے	کہا چوکیداروں سے اس گرد کے
یہ سن چوکیداراں اس اطراف کے	بخدمت جمعدار حاضر ہوئے
اور آتے ہی جمعدار سے یہ پتا	دیا زخمیوں کو وہ فورا بتا
تو ان زخمیوں کو پکڑ تھانہ دار	کہا دل کو اپنے نہ کرتے ہراس
میں اظہار تیرا لکھوں اس طرح	کہ وہ سب مسلماں پھنسیں جس طرح
مقدمہ میں تیرے مدد دیں گے ہم	یہ کہتے ہیں ایمان سے اپنے ہم
سنا ہندوؤں نے جب ایسی خبر	کہ ہوگا نہ کچھ میرے اوپر ضرر
تو یوں مصلحت کی وہ سب کو بلا	کہ خون کا مقدمہ دیں ہم سب کو چلا
کہ ہے لاش نھکو کی موجود اب	چلو لیکے جمعدار کے پاس سب
اور اظہار دو ایسا اے دوستاں	کہ جس میں پڑیں پھانسیاں مسلماں
غرض مدعی کر کے جھوٹوں کو سب	لے آئے جمعدار کے پاس سب

Marfat.com

شیو ہر تھانے کے جمعدار کے پاس کفار کا بیان

سب آئے ہنوداں جمعدار پاس	تو ان سب نے کی جا کے یوں التماس
کہ ہم سب کا سنئے ذرا یہ بیاں	کہ یہ لاش مردے کی جو ہے یہاں
سبب اس کے مرنے کا سن اے جواں	کہ ہے مہووا میں جو پختہ کنواں
ہیں اس گاؤں میں جتنے ہندو کہ اب	اسی چاہ کا پانی پیتے ہیں سب
اسی چاہ میں مسلمان (۲۲) بد شغال	دیا استخواں گوشت گاؤ کا ڈال
اور تھا مہووا ہاٹ اس دن وہاں	کہ جاتا تھا سودے کو تھکو وہاں
اور ہیں جس قدر زخمیاں نیم جان	کہ سودے کو جاتے تھے یہ بھی تو جان
کہ ہوگا وہ واقع کنواں جس طرف	ہے بازار کی راہ بھی اس طرف
نظر جا پڑی زخمیوں کی وہاں	کہ رکھتے تھے کنوئیں میں سب استخواں
تو ان سب نے شیخوں سے جا یہ کہا	کہ کیوں ظلم کرتے ہو اس طور کا
اب اس (۲۳) چاہ کا پانی پیئے گا جو	تو بیٹھے گا ذات اپنی سے ہاتھ دھو
سنا جب کہ شیخوں نے یہ بولیاں	لگے دینے وہ سیکڑوں گالیاں
کہا زخمیوں نے تو منہ کو سنبھال	نہیں تو میں پورا کروں تیرا حال
سنا اس سخن کو سعادت نے جب	دیا چار شیخوں کو یہ حکم تب
کہ اس موذی پر مار اتنی پڑے	کہ تا زندگی یاد اس کو رہے
یہ سن کر لیاقت رفاقت شتاب	سوم شاہ محمد چہارم جناب
یہ چاروں سعادت کے ارشاد سے	ہنودوں کے دشمن ہوئے جان سے

Marfat.com

یہ چاروں لگے پیٹنے اس قدر	کہ گھائل ہوئے سب کے لب حد سے تر
اور دی اتنی نہکو کو چاروں نے مار	کہ اس کی گئی جان بے اختیار
اور کی ظلم اس کے علاوہ یہ بات	کہ کی ہندوؤں کو سبھوں نے اذات
میں سچ سچ کیا آپ سے یہ بیان	نہیں جھوٹ کی آپ سے میں بیان

مہووا کے رگھو چوکیدار کا بیان

تھا ایک مہووا ٹولہ کا چوکیدار	کہ ہے رگھو نام اس کا کر لے شمار
یہ فورا جمعدار کے پاس آ	کیا گفتگو اس طرح کی وہ آ
یہ جتنا ہنودوں کا اظہار ہے	بدانست میری وہ سب جھوٹ ہے
ہے حال اس کا یہ اصل اے مہرباں	کہ ہے امواٹولہ کے جو مسلماں
کیا ان سبھوں تھا ایک روز گائے	بروز بقرعید اے نیک رائے
تو اس کی خبر ہندوؤں کو ملی	بہت شور و غل ان کے گھر گھر ہوئی
ہوئے غصہ آپس میں سن کر یہ بات	ہوئے مثل ماہی کے جل کر کباب
ہوا اس قدر ان کے گھر گھر میں سوگ	جنونی کا جیسے کسی کو ہو روگ
غرض تھا کوئی دانت واں پیستا	جو تھا بال سر کو کوئی نوچتا
اسی کے اخذ سے یہ کفار نے	مسلمان کی بستی لگے لوٹنے
تو جرأت مسلمانوں نے کی اس قدر	بھگایا ہنودوں کو یہ مار کر
گیا مارا نھکو اوسی بلوے میں	ہوئے سب یہ زخمی اوسی بلوے میں
مگر یہ نہیں مجکو ہوگا خیال	کہ نھکو کو کس نے کیا پائمال

Marfat.com

میں ہر چند ان سب سے کہتا رہا	کہ کیوں ظلم کرتے ہو اس طور کا
ولے ہندوؤں نے نہ کی کچھ خیال	دیا سب نے باتوں کو میرے ہی ٹال
نہیں اتنی مہلت ملی واں مجھے	کہ تھانے میں جا کر خبر اس کی دے
دیا حال سب آپ کو سچ بتا	میں اس کے سوا کچھ نہیں جانتا
جمعدار نے جب بیان لکھ لیا	تو یہ حکم کانسٹیبلوں کو دیا
پکڑ مہووا کے مسلمان کو اب	لے آؤ میرے پاس تم سب کے سب
کہ آ کر اظہار دیں سب کے سب	کہ کیوں خون اس نے کیا بے سبب
یہ سن کر کے کانسٹیبلاں جب گئے	تو رو پوش سب مسلماں ہو گئے
سبھوں نے یہی سوچا تدبیر کار	کہ ہے حاضری میں بہت زار و خوار
تھا کچھ اور مطلب جمعدار کا	ولے مطلب ان کا نہ حاصل ہوا
بنا چار کی ڈاکٹر کے یہاں	رواں لاش کی مردہ مع زخمیاں
سنو تم ذرا زخمیوں کا یہ حال	کہ جب وہ چلے جانبِ اسپتال
تو ہوتا تھا اس وقت معلوم یہ	کہ نیپالیوں کی سواری ہے یہ
سواری نیپالی سے ہے یہ مراد	ہے اطراف نیپال میں یہ ایجاد
کہ اکثر وہاں کے صغار و کبار	بہ پشت آدمی (۲۴) ڈوں کو میں ہو سوار
سفر میں چلے جاتے ہیں شوق سے	کسی شخص کو ہے نہ نفرت اسے
غرض کتنے کو گاڑیوں میں سوار	اور کتنے کو ٹوکری میں کی جا سوار
کھٹولی میں کتنے کو کر کے سوار	اور کتنے کو میانہ میں کر کے سوار
چلے زخمیاں ڈاکٹر پاس تب	روانہ ہوئے بے گماں سب کے سب

Marfat.com

اور افسر کواپنے ایک عرضی لکھا	اور لکھ کر کے فورا روانہ کیا
کہ خوں مسلمانوں نے کی بے دھڑک	ہوئے کوئی حاضر نہیں آج تک
جو ہے بھی کوئی یاں تو روپوش ہے	ہر ایک مثلِ تصویر خاموش ہے
باجلاس حاکم جب عرضی لکھا	تو ارشاد صاحب کا اس دم ہوا
کہ جو انسپکٹر ہیں سیتاڈھی	کریں خون کی تحقیق وہ اس گھڑی

نیا گاؤں میں تحقیقات کیلئے انسپکٹر مہدی حسین کی آمد

تھی ذی الحجہ کی اٹھارہویں اے جواں	دو شنبہ کا تھا روز اے دوستاں
تھے ایک انسپکٹر جو مہدی حسین	رہیں خوش کریں خوب آرام و چین
یہ مردم شناس اور ہیں قدر داں	شجاع اور سخی و دلیر و جواں
فہیم و علیم و حکیم و دبیر	رحیم و کریم و حلیم و امیر
ہیں مہر درخشاں سپہر وقار	معزز موقر مسلما ں کے یار
یہ رشوت کے پیسے پہ رکھتے ہیں تھوک	سمجھتے ہیں رشوت کو یہ لحم (۲۵) خوک
چلے سیتا مڑھی ۔ڈویزن سے یہ	اور آ کر کے پہونچے نیا گاؤں یہ
نیا گاؤں ٹولہ ہے امروا کا خاص	یہ بستی ہے ساری ہنودوں کی خاص
دیا انسپکٹر نے ارشاد تب	کہ بے خوف حاضر مسلمان ہوں تب
اور اگر کریں مجھ سے سچ سچ بیاں	کہ نقو مؤ اکس طرح سے یہاں
سنا جب مسلمان چھوٹے بڑے	کہ یہ انسپکٹر ہیں عادل بڑے
تو سن کر کے بستی کے سب مسلمان	گئے انسپکٹر کے نزدیک جان

Marfat.com

اور آ کر کیا اس طرح سے بیان	کہ جیسا کہ رگھو کیا تھا بیان
کہ ہاں میں نے مارا ہنودوں کو واں	کہ تھا میرے بچنے کا ہرگز نہ جاں
پھر ایک انسپکٹر بڑے بد شغال	کہ تھا نام ان کا سنو نوکھے لال
یہ ہیں انسپکٹر ضلع کے تو جاں	بارشاد حاکم یہ آئے یہاں
جمع تین تھانے کے افسر ہوئے	اور پولیس کی وردی دکھانے لگے
اور یہ انسپکٹر جب آئے یہاں	تو تھر تھر لگے کانپنے مسلماں
کہ ہیں ظالم اور یہ بڑے خشمگیں	مجھے اب یہ چھوڑیں گے ہرگز نہیں
غرض صبر کرکے یہ دل میں کہا	کہ ہوگا وہی جو کریگا خدا
یہی مسلماں نے وہاں سوچ کر	رضائے خدا پر رہے صبر کر
سن اب یہاں سے نوکھے کے آنے کا حال	کہ لوگوں کو کتنا کیا پائمال

نوکھے لعل انسپکٹر کا مسلمانوں اور ہندؤں سے بیان لینا

تھی تاریخ اونیسویں اے عزیز	مہینہ تھا ذی الحجہ کا کرلے تمیز
غرض آئے نوکھے نیا گاؤں جب	ہنود اور مسلمانوں کو کی طلب
کہاوہ کریں سب بیاں (۲۶) بے گزاف	مجھے دیویں اظہار سب صاف صاف
تو ہندو مسلماں کو پہونچی خبر	تو حاضر ہوئے سب کے سب زود تر
یہ اظہار کل ہندؤں نے دیا	کہ جیسا کہ جمعدار سے تھا کہا
اسی طور سے مسلمانوں نے آ	قبل اس کے جس طور سے تھا کیا
لکھایا سب حالات اظہار میں	نہیں کچھ تفاوت پڑی بات میں

Marfat.com

ہوا دونوں فرقوں کا اظہار جب	تو کی انسپکٹر نے یہ بات تب
کہا جا کے فورا ہنودوں کے پاس	بچو گے نہ ہرگز یہ کر لو قیاس
یہ بلوہ ہنودوں سے مشہور ہے	مجھے خوب حال اس کا معلوم ہے
میں دوں چھوڑ سب ہندؤں کو ابھی	مرے حسب خواہ گر چلیں وہ سبھی
کریں گے نہیں ہم سے گر دوستی	تو ان سب کو چھوڑوں نہ ہرگز کبھی
کہا ہندؤں نے میں کی دوستی	مگر ہوگی اس شرط پر دوستی
کہ ہم لوگ یکدم ہوویں رہا	اور ہووے مسلمان کی جس میں سزا
اگر آپ ایسا کریں گے نہیں	تو گائے کی قربانی چھوٹی نہیں
چلیں گے وہی لوگ سابق کی چال	بندوبست اگلا رہیگا بحال
کیا انسپکٹر نے اس کو قبول	کہا اب ہے کہنا زیادہ فضول
ہوئی دوستی ایسی اے مہرباں*	کہ ہوگئے تہی دست سب کافراں
ہنودوں سے جب دوستی کر چکے	تو جانب مسلما ں مخاطب ہوئے
اور کی مسلمانوں سے یہ گفتگو	بڑی سخت کلامی سے اور ترش رو
میں حالات سے اس کے آگاہ ہوں	کہ بیشک کیا تم سبھوں نے یہ خوں
مجھے آ کے اظہار دیں صاف صاف	نہیں تو تمہیں ہتھ کڑی دیں گے اب
یہ سن کر مسلماں گئے تھر تھرا	کہا انسپکٹر سے سنئے ذرا
کہ ہم مسلمانوں کی کیا ہے خطا	کہ ہیں اس قدر آپ ہم سے خفا
کہا تم کو چھوڑونگا ہرگز نہیں	کہ (۲۷) صاحب سلامت تو کرتا نہیں
تو یوں انسپکٹر سے کی جا بیاں	کہ تھے مسلمان جو کہ خورد و کلاں

Marfat.com

مجھے حکم والا سے کیا ہے عدول	جو ہے تیری خواہش وہ کی میں قبول
مگر پکا وعدہ مجھے آپ دیں	ہو اجلاس حاکم سے فرصت ہمیں
نہیں ایسا ہووے ٹھگیں اس گھڑی	اور پیچھے لگاویں مجھے ہتھ کڑی
کہا مجھ سے ہرگز یہ ہوگا نہیں	یہ اشرف کاکا (۲۸) ہیگا نہیں
کیا انسپکٹر نے جب یہ کلام	تو کی سب نے صاحب سلامت تمام
غرض اس کو کچھ تو بیعانہ دیا	اور کچھ آگے دینے کا وعدہ کیا
جب صاحب سلامت ہوا اختتام	تو بعد اس کے کی اس نے یہ انتظام
کہ کی مسلمان کو بلا ہتھکڑی	باجلاس حاکم رواں اس گھڑی
جمعدار اور ان کے کانسٹیبلاں	اور تھے یاں جو دونوں انسپکٹراں
نیا گاؤں سے جب یہ رخصت ہوئے	باجلاس صاحب مجسٹر چلے
اسی اثنا میں کیفیت ڈاکٹر	باجلاس صادر ہوا (۲۹) اسٹور
یہ مضمون تھا کیفیت میں لکھا	ضرب سے ہے لاٹھی کی یہ مر گیا
میں چِڑ پھاڑ کر دیکھا اپنے حضور	تھا لٹھ سے بدن اس کا کل چور چور
ہوئی کیفیت ڈاکٹر کی تمام	سنو یاں سے نوکھے کا اب تو کلام
جب پہونچے مسلمان سیتامڈھی	کہا انسپکٹر نے تب اس گھڑی
کہ تھا مجھ سے پکا جو وعدہ تیرا	کرو قول تم اپنا پورا ذرا
کہا مسلمانوں نے ہوگا نہ اب	رہائی کی صورت نہ دیکھیں گے جب
سنا جب یہ کلمہ مسلمان کا	لگایا دفعہ تین سو چار کا
اور یہ مسلمانوں سے اس نے کہا	میں دیتا ہوں اس کا مزا اب چکھا

Marfat.com

کہا اس گھڑی تب مسلماں سبھی	کہ جو تیرے دل میں ہو کر لے ابھی
دفعہ یہ جب اس وقت قائم کیے	تو گیارہ مسلمان حراست گئے
میں تفصیل ناموں کا اس جا لکھا	کہ جو جو مسلمان حراست گیا
ہیں اول رفاقت ذی عالی خطاب	دوم شیخ عبدل سوم شیخ جناب
ہیں بیگا میاں چوتھے اے مہرباں	اور ہیں پانچویں مست علی اے جواں
چھٹے شاہ محمد ہفتم علی	لڑائی فن ان کو اچھی ملی
میاں شیخ چھانچھو ہیں سن آٹھویں	میاں پیر محمد ہیں سن لے نویں
ہیں دسویں رحیم بخش سبزی فروش	غریبی پہ ان کے رہا مجھ کو جوش
ہیں گیارہویں تو سن لے عمر علی	کہ رکھتے ہیں سب سے محبت دلی
بجانب حراست یہ جس دم گئے	تو ایک شخص نوکھے کے جانب چلے
میں نام ان کا اس جا ہوں کرتا عیاں	کہ تا تیرے دل پر کھلے سب بیاں
ہے اول میں نام ان کے لفظِ غلام	اور ہے بعد اس کے محمد کا نام
سمجھ لے اسی شعر سے ان کا نام	کہ نوکھے کو ان سے پڑا کیسا کام
گئے انسپکٹر کے. نزدیک یہ	بڑے سخت کلامی سے پیش آئے یہ
اور ایسا مچایا وہاں دھوم دھام	کہ ہے انتہا سے یہ باہر کلام
اور بولے غضب سے یہ (۳۰) تیوی چڑھا	کہ پوچھی دغا کی تو کس سے پڑھا
جو تھا تم سے اقرار اے بے وفا	کیا تم نے وعدے کو اپنے وفا
تو وہ چیز واپس کر اے بے وفا	بیعانہ جو تھا تو نے مجھ سے لیا
جواب اس کا تم صاف دو اب ہمیں	نہیں تو تماشا دکھاؤں تمہیں

Marfat.com

کہا انسپکٹر نے یہ سنیئے تو	کچہری کے نزدیک یہ گفتگو
یہ ہے فوجداری کچہری اجی	نہیں خوف تم کو مجسٹر اجی
کہا شیخ جی نے نہ مانیں گے ہم	بیعانہ جو میرا ہے وہ دیدو تم
کہا چپ رہو اور غل مت کرو	بیعانہ جو ہے وہ چکا کر لے لو
غرض شیخ جی نے ایسی ہمت کیا	کہ فورا بیعانہ وہ اپنا لیا
خدا پھر نہ دکھلاوے نوکھے کا رو	یہی آرزو ہے یہی آرزو
یہ ہے مسلمانوں پہ فضلِ خدا	کہ بیعانہ کے دینے سے دے وہ بچا
ہوئی تھانہ پولیس کی حالات طے	اب آگے مقدمہ کی حالات ہے

صاحب بہادر مجسٹریٹ کے اجلاس پر رگھو چوکیدار کا بیان اور ضمانت پر مسلمانوں کی حراست سے رہائی

تھی ذی الحجہ کی تاریخ پچیسویں	دو شنبہ کا دن سن اے مہ جبیں
باجلاس صاحب رگھو چوکیدار	کیا جنگ کا حال سب آشکار
غرض جتنی چالاکی تھی ہندواں	وہ سب مو بمو کیفیت کی بیاں
جب اس طور سے واں پہ اظہار دی	تو سرکار فورا ہوئی مدعی
اور تھے مسلمان جتنے مختار واں	گئے پاس ان سب کے سب مسلماں
وہ جاکر کے یہ عرض کی اس گھڑی	کہ ہم سب پہ سختی بڑی اب پڑی
حراست گئے سب مرے رشتہ مند	ہے بہتر قرینہ نہ اے درد مند
مقدمہ میں میرے کریں پیروی	اور جو مختانہ ہو لے لے ابھی

Marfat.com

تو فورا جواب ان سکھوں نے یہ دی	کہ ہو گا مقدمہ تیرا مذہبی
سمجھتا ہوں یہ مختتانہ حرام	بلا مختتانہ کروں گا میں کام
بلا مختتانہ غرض سب کے سب	لگے کوشش اور پیروی کرنے سب
اور صاحب مجسٹر سے کی یہ بحث	کہ ہے مسلمان کو حراست عبث
مسلمان کی تقصیر کیا ہے بھلا	یہ پنچہ ہنوداں تھے خود مبتلا
یہ ساری بزرگی ہنودوں کی ہے	نہ کوئی خطا مسلمانوں کی ہے
خطا سے یہ اشخاص سب پاک ہیں	ولے ہندواں قابل قید ہیں
سنا بحث اتنا مجسٹر نے جب	تو یہ حکم فورا دیا اس نے تب
کہ کی مسلمانوں کو میں نے رہا	مگر ضامنی دیویں سو سو کی آ
یہ سنتے ہی مختار اور مسلمان	نہایت ہوئے حد سے سب شادمان
ہوئے ضامن آخر وہ مختار جب	ہوئے تب حراست سے باہر وہ سب
یہ سب تین دن تک حراست رہے	پھر آخر حراست سے باہر ہوئے
اور صاحب مجسٹر نے ایک ماہ کی	مقدمہ کی پیشی کی تاریخ دی
اور ہے بات ایک اور سن اے جواں	جس وقت حراست گئے مسلماں
تو کل ہندوؤں کو خوشی آ گئی	گویا جسم بے جان میں جان آ گئی
بجانب جہل یہ چلے بولتے	اچھلتے ہوئے اور سب کودتے
کہ ہے رام کی ذات سے اب امید	کہ اب ہوگا کل مسلمانوں کو قید
غرض (۳۱) جہل خانے کے افسر سے جا	کہا اس طرح بات پاس اس کے آ
کہ ہم سب ہیں ہندو اور ہیں آپ بھی	اسی سے ہم آئے ہیں یاں پر سبھی

Marfat.com

کرو ایسی تدبیر اے مہرباں	کہ ہیں جو حراست میں سب مسلمان
خبر آپ گھوسہ طماچہ سے لیں	نہ پھر گاؤ قربانی کا نام لیں
میں خاطر کروں تیری اے نیک نام	ہوا گر حسب خواہ میرے یہ کام
کہا اس گھڑی افسرِ جہل تب	کہ خاطر جمع سے رہیں آپ سب
میں ان سب کو ایسا کروں گا درست	کہ چلنے اور پھرنے سے ہو جاویں سست
یہ بیچار طرفین سے جب ہوا	تو (۳۲) ایک مسلمان کو خبر جا ہوا
تو وہ مسلمان جلد سنتے ہوئے	گئے ڈاکٹر پاس دوڑے ہوئے
کہ تھے ڈاکٹر ایک وہاں مسلمیں	نہایت پرہیزگار و اہلِ یقیں
کہ ہے نام ان کا محمد علی	ہے اخلاق لوگوں پہ ان کی چلی
انہیں سے کہا مو بمو کیفیت	کہ ہے افسرِ جہل کی یہ نیت
سنا ڈاکٹر نے حقیقت یہ جب	گئے افسرِ جہل کے پاس تب
اور جا کر کہا اس سے اے بے خطر	کہ میں نے سنا ہے یہاں ایک خبر
کہ جو ہیں حراست میں یاں مسلماں	اسے مارنے پر ہیں مستعد جاں
خبر دار اے پہرہ دارانِ جواں	ذرا کرنا باتوں کا میرے دھیاں
اگر پہونچا ان سب کو کچھ بھی گزند	تو ہوگا تیرے حق میں یہ ناپسند
کیا گر شکایت کوئی کچھ ذرا	تو تم سب کو موقوف دوں گا کرا
غرض خوف سے ڈاکٹر کے سبھی	نہیں چون چرا مسلمانوں سے کی
نہ ہوتا خدا کا یہ فضلِ اتم	تو کُل مسلمانوں پہ ہوتا ستم
کیا حال کو اس کے میں مختصر	اب تو صیف مختار سن کان دھر

Marfat.com

سیتامڈھی کے وکیلوں کی تعریف

ہیں مختار اول وحید الحق ایک	نہایت بزرگ اور بڑے ہیں یہ نیک
مسلماں رہیں ایسے مسرور. سب	رہیں خوش وخرم بافضالِ رب
سدا دوست جان سے مسلماں رہے	مسلمان کے ہر دم مددگار رہے
نماز اور روزے میں بس طاق ہیں	جو عاقل ہیں ان کے وہ مشتاق ہیں
ہیں مختار دوم ابراہیم حسین	بہ فضلِ خدا کر رہے ہیں یہ چین
یہ مختار ذی علم ہیں نیک ذات	اور ہیں خلق خوبی میں عالی صفات
مقدمہ سے ہرگز نہ غافل رہے	بہی خواہ ہر دم مسلمان رہے
ہیں عالی نسب ایک محمد حسین	ہمیشہ رہیں خوش بآرام چین
جوان و جواں مرد اور ہوشمند	رحیم اور کریم اور رہیں درد مند
ہیں اخلاق میں یہ بڑے نامور	اور مختاروں میں ہیں بڑے ذی ہنر
چہارم ہیں نامی بشارت کریم	رہے ان پر افضال ربِ کریم
یہ ہر ایک کے ہیں سدا غمگسار	مسلمان پہ ہے جان ان کی نثار
خلق پہ ہے توصیف ان کی جلی	ہے مختاری اس وقت ان کی چلی
میاں اسماعیل ایک ہیں ہوشمند	ہے حرکات ان کی مجھے دل پسند
ہے لوگوں کو ان سے محبت دلی	وضع اور طبیعت ہے ان کی بھلی
ہے سب ابتدا سے اور تا انفصال	مقدمہ میں کی محنت حد سے کمال

Marfat.com

ضلع چمپارن کے وکیل صدیق کی تعریف

ہیں صدیق مختار ایک نامور	شریف اور مسعود ہیں سربسر
ہیں عالی قدر اور بڑے ارجمند	بحث ان کی ہر ایک کو ہے دل پسند
مقدمہ میں یہ بھی مسلمان کے	بحث (۳۳) ان نے بھی کی بڑی دھوم سے
چمپارن ضلع کے یہ مختار ہیں	کہ جس کو خلق موتیہاری کہیں
وہیں کا مقدمہ تھا دائر یہاں	اوسی پیروی میں تھے آئے یہاں
صرف ایک دن وہ بحث یاں کیے	پھر آخر وہاں سے وہ آئے چلے
مختاروں کی توصیف کی میں تمام	دگر حال لکھنا پڑا اس مقام

جنٹ مجسٹریٹ بہادر کے اجلاس پر

دونوں فریقوں کے وکلاء کی آمد

مقدمہ کی یاں سے سنو کیفیت	کہ کی مسلمانوں نے یہ مصلحت
مقدمہ کی تاریخ ہے اب قلیل	روپیہ کی ہم سب کریں کچھ سبیل
کیا زر جمع مسلمانوں نے جب	تو قربان علی سے کہا سب نے تب
کہ بیرسٹر ایک ہیں بڑے نامور	ہے شرف الدین نام ان کا اے ذی ہنر
سنا کتنے کے یہ زبانی کلام	کہ پٹنہ میں ہے ان کا جائے قیام
چلے جائیے آپ فورا وہیں	اور لادیں بلا کر کے ان کو یہیں
تو قربان علی جا کے پہونچے وہاں	اور جا کر کے ان سے کیا سب بیاں

Marfat.com

کہا تب بیر سٹر انہیں زود تر	مقدمہ کا تیرے نہ لوں گا خبر
ہے کلکتہ میں معاملہ روبکار	اوسی معاملے میں میں ہوں پیروکار
جو تاریخ تیرے مقدمہ کی ہے	اوسی روز اس کی بھی تاریخ ہے
تو پس ایسی حالت میں کیونکر چلوں	اور کیونکر پیروی اوس کی چھوڑ دوں
یہ قربان علی واں سے سن کر چلے	اور ان سے مظفر پور آئے چلے
جو تھے لطف الرحمٰن بیرسٹر وہاں	کیا اس طرح جا کے ان سے بیاں
کہ ہے ایک ڈویزن جو سیتامڑھی	وہیں ہے مقدمہ مرا اس گھڑی
میں اس واسطے آیا یاں زود تر	کہ میرے مقدمہ کی لیویں خبر
ہوا اس طرف سے یہ ارشاد تب	میں حاضر ہوں اسمیں دل وجان سے اب
پھر بعد اس کے چند شخص وارد ہوئے	اور اس طور سے واں سخن گو ہوئے
کہ ان سے مجسٹر کو ہے رنج سخت	یقین انہیں کر نہ اے نیک بخت
کہ وقت بحث میں یہ اے نیک خو	بہت تنگ کرتے ہیں حکام کو
سنا اس طرح کا سخن سب نے جوں	ہوئی رائے تب اس طرح اس کی یوں
کہ چل کر کے اچھا کریں ایک وکیل	ذرا کرنے لائق نہیں اس میں ڈھیل
جو دو دن مقدمہ کو باقی رہا	تو بابو تیمبر سے سب جا کہا
کہ ہیں آپ نامی گرامی وکیل	مقدمہ میں کرتے ہیں اچھی دلیل
کہیں کس قدر روز لیں گے حضور	جواب اس کا دیویں مجھے اب ضرور
تو بابو تیمبر نے فورا کہا	سوا سو روپیہ لوں گا ایک روز کا
اور ایک دن سے زیادہ جو رہنا ہوا	تو لوں ڈیڑھ سو تم سے ایک روز کا

Marfat.com

کم ایک کوڑی اس سے نہ لیویں گے ہم	ہیں سچ مچ تمہیں کہتے اس وقت ہم
کیا مسلمانوں نے اس کو قبول	نہ ہرگز دیا بات کو اپنے طول
اور ہندو کے جانب سے انگریز ایک	مقرر ہوئے سن لے اے مرد نیک
غرض پیش جس دن مقدمہ ہوئے	تو دونوں باجلاس حاضر ہوئے
جب صاحب مجسٹر طرفین سے	گواہوں سے اظہار سب لے لئے
تو وکلاء سے طرفین کے یہ کہا	دیا میں نے تاریخ ایک ماہ کا
اسی روز تجویز کی جاوے گی	بحث اور جرح سب سنی جائے گی
سنا حکم حاکم وکیلوں نے جب	ہوئے دونوں رخصت یہاں سے وہ جب

تیمبر وکیل کا صاحب بہادر مجسٹریٹ کے اجلاس پر دوبارہ آنا اور مقدمہ کی پیشی سے ایک ہفتہ تک قیام کرنا

ہے اس جا سے دوسرا ماجرا	سنیں گوش دل سب اس کو ذرا
کہ جب تک یہ دائر مقدمہ رہا	تردد سے نہ کوئی خالی رہا
تھے اطرافِ امروا کے جو مسلماں	زن و مرد و اطفال و خورد و کلاں
بوقتِ پنجوقتی ادائے نماز	دعا تھے یہ کرتے کہ اے بے نیاز
خبر جلد لے پاک پروردگار	ہے دین اپنا گر چاہتا آشکار
کیا ہے ہندؤں نے جیسا فساد	ہے تجھ سے نہ مخفی اے رب العباد
بہت جلد پاویں وہ اب انتقام	کریں اسفل السافلین میں مقام
اور تھے جتنے کفار مرد لعیں	منانے لگے دیوتوں کے تئیں

Marfat.com

کہ اے میرے بھگوان پر میشور	ہوا جیت میرا مقدمہ اگر
تو دو ایک برہمن بلا کرکے میں	کراوں گا کھاست نرائن کا میں
جب اس کام سے فارغ ہوجاویگا	تو پوجا کراوں گا مہا دیو کا
کیا مہربانی گر اہل فرنگ	تو بیشک کراوں گا میں ناچ درنگ
سب ہندو مسلمان اسی طور سے	تھے کرتے دعا اپنے معبود سے
کہ اتنے میں تاریخ پہونچا وہ آ	جو تاریخ پیشی مقدمہ کا تھا
ہجوم ایسا تب خلق کا ہو گیا	کہ ایک میلہ اجلاس پر لگ گیا
تماشے کا اتنا وہاں بھیڑ تھا	کہ سب کا بدن سے بدن چھلتا تھا
اور بابوتیمبر کو سب مسلما ن	بحث کے لئے پھر لے آئے وہاں
باجلاس بابو تیمبر وکیل	لگا ہندوؤں سے وہ کرنے دلیل
اور کی ہندوؤں سے جرح اس قدر	کہ تنگ اور عاجز ہوئے حد سے تر
اور اتنا کیا ہندوؤں کووہ تنگ	کہ ہوگئے مثال وہ سب قوس تنگ
جو کہتے تھے ہم ہیں بڑے عاقلاں	پسینہ تھا چہرے سے سب کے رواں
گئی ماری عقل ان کی اے نیک ذات	لگے تلے اوپر کی کرنے وہ بات
کیا بحث پھر ایسا جوش و خروش	کہ سب لوگ سن کر ہوگئے خموش
اور اس بارمن جانب اہل ہنود	ہوئے ایک مختار قوم ہنود
اسم رام بہادر سنگھ ہے سنئے تو	یہ ہیں قوم کے راجپوت جان تو
جرح مسلمان سے ان نے بھی کی	ولیکن جرح سب ہوا ہوگئی
جرح میں بہت یہ بھولوا دیا	مگر مسلمان نے نہ چلنے دیا

Marfat.com

نہ بس ان کا ہرگز چلا کچھ ذرا	دیا مسلمانوں نے چٹکی بجا
بحث اور جرح جب کہ سب ہو چکا	تو ارشاد صاحب مجسٹر ہوا
نہیں ہے مسلمانوں کی کچھ خطا	بلا پرشش سب کو کیا میں رہا
خوشی کے دن آئے مصیبت گئی	گو جسم بے جان میں جان آ گئی
اور بعد اس کے چارج ہنودوں پہ کی	اور فورا یہ صاحب نے ارشاد کی
میں مہلت ہنودوں کو دی ایک ماہ	صفائی کے وہ اپنے لاویں گواہ
یہ سن کر مسلماں ہوئے باغ باغ	ہوئے کافراں سب کے دل داغ داغ
عجب ہے خدا قدرت ذو المنن	کہ آسان کرتا ہے رنج و محن

کفار کے گواہوں کا اظہارِ صفائی

سنو یارو یہ ماجرا (۳۴) طرفہ تر	گئی ہندؤں کی مہلت گزر
مقدمہ ہوا پیش اس روز جب	گواہانِ صفائی ہوئے تب طلب
گواہوں کی اظہار جب ہو چکی	تو صاحب مجسٹر نے یہ حکم دی
کہ ہے ہندؤں کا سراسر قصور	کیا سب نے حد سے زیادہ فتور
جو تھے کافراں (۳۵) یازدہ پُرغضب	مسلمان پر ڈالا تھا رنج و تعب
کیا قید ہر ایک کو یک یک برس	ہوئی تھی جنہیں لوٹنے کی ہوس
اور جرمانہ اس کے علاوہ پچاس	ہوئی فی کسانوں کو اے حق شناس
لگی ہتھکڑی ہاتھ میں سب کے جب	گئے گیارھوں آدمی جہل جب
بنے تھے جو شیطان کے پیشوا	بہ فضلِ خدا سب نے پائی سزا

Marfat.com

ہیں (۳۶) اسٹور صاحب سے مسرور سب	بانصاف ہندو ہوئے قید سب
رضامند و خوشنود ہیں خاص و عام	ہیں صاحب کے حق میں دعا گو مدام
ہوا زر مسلمان کا سولہ سو خرچ	ہوا ایک حبّہ نہ رشوت میں خرچ
صرف بحث وکلاء میں یہ اخراجات	اور اس کے سوا در نقلِ کا غذات

کیفیتِ اپیل

رہی تھوڑی باقی ولے گفتگو	کہ لکھتا ہے (۳۷) رومی اوسے دو بدو
باجلاس جج جا کے کی سب اپیل	اور کی ایک انگریز کو بھی وکیل
مسلمان بھی فورا یہ سنتے ہوئے	باجلاس جج جا کے حاضر ہوئے
لگے پیروی کرنے سب واں پہ جا	کہ ہونے نہ پاوے وہ موذی رہا
ہوا ہندوؤں کو یہ معلوم جبؒ	کہ پیچھا نہ چھوڑیں گے میرا یہ سب
تو فورا مسلمان کے پاس جا	بہت گڑگڑا کے یہ اون سے یہ کہا
ہیں جتنے مسلماں صغار و کبار	کہیں دیکھ کر سب مجھے مار مار
اب اپنے کئے کی میں پائی سزا	ذرا حال پر تو مرے رحم کھا
ستم دیدگان کی خبر جلد لیں	مصیبت زدوں کی ذرا داد دیں
بظاہر اگر چہ ہوئی یہ خطا	ولے مستحق آپ سے ہیں عطا
خطا معاف ہم لوگوں کی اب کریں	اور کینہ کپٹ دل کا سب چھوڑ دیں
ہے سرکار جب اس میں سُن مدعی	تو کیوں آپ کرتے ہیں اب پیروی
کہاں تک تمہیں میں کہوں دوستو	ہے لازم کہ اب پیروی چھوڑ دو

Marfat.com

کہا آپ سے اپنا سب ماجرا	بجز رحم تیرے نہیں دوسرا
مگر ہاں جو لکھا تھا تقدیر کا	وہ سب ہونے والا تھا آخر ہوا
مقدر کی تحریر آتی ہے پیش	نہیں کام کرتی ہے تدبیر خویش
میں اب دین و مذہب میں تیرے کبھی	نہیں چوں چرا میں کروں گا کبھی
اس اقرار سے میں گر اپنے پھروں	تو کھانا میں گائے کا جائز رکھوں
کیا جرم آخر مسلماں نے معاف	ہوا جسم گردِ بغاوت سے صاف
جب ہو بیٹھے چپ جا کے سب مسلماں	ہوا قدرے تسکین تب کافراں
مقدمہ ہوا بعد پھر اس کے پیش	ہوا تب ہندوؤں کا دل (۳۸) ریش ریش
کہ تدبیر جو کچھ تھی سب کر چکا	مگر دیکھیں اب اس میں ہوتا ہے کیا
بحث اور جرم جب ختم سب ہوا	تو یہ حکم اجلاس جج سے ہوا
رہیں تین ماہ گیارہوں قید سب	بقیہ سزا میں نے کی معاف سب
و لے تین مہینہ وہیں قید سب	کہ پھر فتنہ برپا کریں یہ نہ سب
لگی ہتھکڑی آخرش جب بدست	ہنودوں کی سدھ بدھ گئی ایک لخت
چلے گیارہوں جانب جہل جب	تو یہ بات کہنے لگے سب کے سب
کہ ہے ہے (۳۹) گشیان ہوا کیا سبب	کہ ہم سب پہ ایسا پڑا ہے غضب
سب روتے کلپتے وہاں رہ گئے	و لے جیل میں ان کو سب لے گئے
نہ رونے سے کچھ ان کو حاصل ہوا	گیا لے سپاہی گھسٹا ہوا
مددگار راجہ اور (۴۰) یالور رہے	مگر سر پٹکتے یہ سب رہ گئے
رہیں تین مہینے غرض قید سب	جب آئے جہل سے یہ چھوٹ کر کے تب

Marfat.com

تو یہ حکم حاکم ہوا دوستو	کہ ہیں گیارہ ہندو سزایاب جو
سب ہفتے میں یک بار دیں حاضری	کہ بلوہ کریں پھر نہ یہ کچھ ذری
غرض کا فراں تھا نہ شیوہ ہر میں اب	دیا کرتے ہیں حاضری سب کے سب
اب عیدالاضحیٰ میں حسب سب کی رائے	کبھی کچھ کبھی سات ہوتی ہے گائے
اور بعد اس کے بھی دوسرے روز کو	ذبح گائے ہوتی ہے اے نیک خو
ذبح گائے کرتے ہیں اب مسلماں	ذرا دم نہیں مارتے کافراں
کہاں ہے یہ ایسا انہیں اب مجال	کریں مسلمانوں سے اب بول چال
مناسب یہی اب مصلحت ہے یہی	اطاعت خدا میں رہیں ہر کوئی
کسی قسم کا گرچہ پہونچے ضرر	رضائے خدا پر رہے صبر کر
سبب مختصر یہ حکایت شتاب	وگر نہ بہت طول ہوگی کتاب
اور صفت ساکن جو گڈھیا کا ہے	پسر شیخ حیدر علی کا یہ ہے
بس اس رسالہ اپنے تمام	دعا ہے یہ از خالق ذوالکرام
ترے لطف کا ہے بھروسہ مجھے	کہ اس بے بضاعت کو تو بخش دے
نہیں پہونچی مجھ کو ہے لیکن امید	خدایا نہ رحمت سے کرنا امید

معذرتِ مصنف

یہ امید ہے ناظرین سے ہمیں	تلفظ پہ میرے نہ ہرگز ہنسیں
تکلف نہیں میں نے کچھ بھی کیا	جو لہجہ ہے میرا اوسی کو لکھا
رعایت ردیف و قوافی میں گر	کوئی لفظ مکروہ آوے نظر

Marfat.com

تو اوس پر نہ نکتہ چینی کریں	کرم کر کے احسان مجھ پر دھریں
تھی بائیسویں ماہ ذیقعد کی	کہ انجام پائی مری مثنوی
ز ہجری سن یک ہزار و سہ صد	و ہفت بود زائد دریں سن عدد
دعا ہے ریاضت کی اب صبح و شام	ہو یہ نظم مقبول ہر خاص و عام

مصنف مولوی ریاضت حسینؒ کی یہ تواضع بھری منظوم تاریخ اختتام پذیر ہوئی، اللہ تعالیٰ انہیں اس کا بہترین اجر عطا فرمائے. آمین.

اب قارئین کی سہولت کی خاطر ذیل میں کتاب کے بعض مشکل مقامات، اسماء اور الفاظ کی وضاحت ان پر نمبرات دیکر فرہنگ کی شکل میں کی جاتی ہے.

فرہنگ

(۱) بُنِ مو: بال کی جڑ یعنی میری زباں ہر بال کے برابر ہو جائے تب بھی نعتِ رسول ﷺ کا حق ادا نہیں ہوسکتا.

(۲) ریاضت: یہ اس مثنوی کے شاعر کا نام ہے.

(۳) کبر و منی: عظمت و خودداری.

(۴) ببکرائے: یہ کسی بے باک شخص کا لقب ہوسکتا ہے، جسے خطاب کیا گیا ہے، یا "بے باک رائے" کا مخفف، واللہ اعلم.

(۵) مہووا میں پہلے پہل گائے قربانی کرنے والے سات اشخاص تھے، ان کے نام یہ ہیں.

(۱) شاہ محمد — (۲) غلام محمد

(۳) عبداللہ — (۴) عبدالغنی

Marfat.com

﴿۵﴾ زوجہ باصر علی ﴿۶﴾ جعفر علی

﴿۷﴾ ابراہیم

امو امیں ۱۱؍ ذی الحجہ ۱۳۰۵ھ کو مولوی لیاقت حسین اور ان کے برادر حقیقی رفاقت حسین نے پہلے پہل گائے قربانی کی تھی، اس کے ایک دن بعد یعنی ۱۲؍ ذی الحجہ ۱۳۰۵ھ کو شیخ عبد الغنی کے حکم اور ارشاد پر مہوو امیں بھی ایک گائے قربانی کی گئی جس میں مذکورہ سات بزرگانِ دین نے حصہ لیا تھا۔

﴿۶﴾ دینی اور دنیاوی معاملات میں شیخ سعادت حسین کو امو اکے ایک شخص سے اختلاف چلا آرہا تھا، جب ان کے دونوں صاحبزادے مولوی لیاقت حسین اور رفاقت حسین نے گائے قربانی کی تو اس شخص نے قرب و جوار کے ہندوؤں کو اطلاع کر کے اختلاف کا بدلہ لیا اور اس کے اس بدلے نے ہندوؤں اور مسلمانوں میں جنگ کی آگ بھڑکا دی۔

﴿۷﴾ منی اور منگل اوجھا: یہ دونوں ذات کے باحیثیت برہمن تھے جن کے یہاں گائے قربانی کی شکایت کی گئی اور ان کی رائے اور مشورے سے تیس گاؤں کے ہندوؤں نے امو امہوو اپر حملہ کیا۔

﴿۸﴾ سعادت علی: اصلی نام سعادت حسین ہے جو مولوی لیاقت حسین کے والد گرامی تھے، شاید مصنف نے ضرورت شعری یا سہوا اپنے اشعار میں بار بار انہیں سعادت علی سے یاد کیا ہے۔

﴿۹﴾ پاتک: گناہ، عیب، ناپاکی

﴿۱۰﴾ ہموارہ: ہمارا

﴿۱۱﴾ ایشر: ایشور یعنی ہندوں کا مشہور معبود۔

﴿۱۲﴾ علیمن: یہ لفظ علی محمد کی بگڑی ہوئی شکل ہے، اس طرح کے دو ناموں کا

Marfat.com

ذکر کتابچے میں ہوا ہے، ایک مہووا کے اور دوسرے گڈھیا کے یہ شخص گڈھیا کے رہنے والے تھے جو مدد کے لئے امواآئے تھے.

﴿۱۳﴾ دیدار: یہ مرد مجاہد گڈھیا کے رہنے والے تھے، امواکے دیدار دوسرے تھے.

﴿۱۴﴾ سولھیں: ذی الحجہ کی سولھویں تاریخ. ﴿۱۳۰۵ھ﴾

﴿۱۵﴾ تیس موضع: اس سے مراد ہندوؤں کی وہ تیس بستیاں ہیں جن کے کافروں نے امواکلاں میں جمع ہو کر مہووا کے مسلمانوں پر حملہ کیا تھا، جن کے نام یہ ہیں:

﴿۱﴾ امواکلاں	﴿۲﴾ نیا گاؤں
﴿۳﴾ منی اوجھا یعنی بنگالی ٹولہ	﴿۴﴾ للوّا
﴿۵﴾ ملاّح ٹولی	﴿۶﴾ سنگرہیا
﴿۷﴾ راجپوت ٹولہ	﴿۸﴾ پوکھر بھنڈا
﴿۹﴾ بیساہی	﴿۱۰﴾ براہی
﴿۱۱﴾ سونول	﴿۱۲﴾ سوپول
﴿۱۳﴾ کاسوپور	﴿۱۴﴾ کھیراپہاڑی
﴿۱۵﴾ جیہولی	﴿۱۶﴾ پراہی
﴿۱۷﴾ پورنہیا	﴿۱۸﴾ دوستیا
﴿۱۹﴾ مالی	﴿۲۰﴾ فتحہ
﴿۲۱﴾ ادوری	﴿۲۲﴾ بلوا
﴿۲۳﴾ اندروا	﴿۲۴﴾ گوناہی
﴿۲۵﴾ دیواپور	﴿۲۶﴾ سوگاپیپر
﴿۲۷﴾ گولہ ٹولی	﴿۲۸﴾ رتن پور

Marfat.com

﴿۲۹﴾ پرسونی ﴿۳۰﴾ بیدول

ملاحظہ: بستیوں کے نام پورے ہوئے.

﴿۱۶﴾ داوات: مراد دوات

﴿۱۷﴾ کلنداد: ایک طرح کا ہتھیار

﴿۱۸﴾ بدسفال: رذیل، کم ظرف، کمینہ.

﴿۱۹﴾ شغال: گیدڑ

﴿۲۰﴾ وہ معبود ہر جا پہ موجود ہے: یعنی اللہ تعالی کا علم اور اس کی قدرت ہر جگہ موجود ہے.

﴿۲۱﴾ کادز: ایک طرح کا پیشہ

﴿۲۲﴾ بدشغال: بدذات

﴿۲۳﴾ چاہ: کنواں یعنی اگر ہندو اُس کنوئیں کا پانی جس میں گائے کی ہڈی وغیرہ ڈالدی گئی ہو پی لیں تو وہ اپنی ذات سے نکل جاتے ہیں کیوں کہ گائے ان کا معبود ہے.

﴿۲۴﴾ ڈوں: ایک طرح کی نیپالی سواری

﴿۲۵﴾ خوک: سؤر

﴿۲۶﴾ بے گزاف: بے ہودہ گوئی اور بکواس

﴿۲۷﴾ صاحب سلامت: مراد رشوت

﴿۲۸﴾ ہیگا: بمعنی ہے یعنی اشرف کا کا نہیں ہے جو تمہارا کہا مان لے.

﴿۲۹﴾ اسٹور: اسٹوری کا مخفف بمعنی بیان.

﴿۳۰﴾ تیوی: تیوری کا مخفف ہے، ضرورت شعری کے لئے ''ر'' حذف کردی گئی ہے.

Marfat.com

﴿۳۱﴾ جہل خانہ: جیل خانہ۔ مصنف نے بار بار اپنے اشعار میں جہل اور جہل خانہ استعمال کیا ہے، جن سے مراد جیل اور جیل خانہ ہیں، ممکن ہے استعارے اور کنائے کے طور پر اس زمانے میں جیل کو جہل اور جیل خانے کو جہل خانہ استعمال کیا جاتا رہا ہو۔

﴿۳۲﴾ ایک مسلمان: اس مسلمان سے مراد جناب حافظ نصر اللہ ؒ ہیں جنہوں نے اپنی زندگی جامع مسجد سیتامڑھی کی امامت اور کتاب وسنت کی اشاعت کے لئے وقف کر رکھا تھا، انہوں ہی نے اپنے ایک بارسوخ شاگرد سے یہ نیک کام کرایا جو ڈاکٹر بھی تھے۔

﴿۳۳﴾ ان نے: اس نے، ان نے کا استعمال اب بالکل متروک ہو چکا ہے۔

﴿۳۴﴾ طُرفہ: انوکھا، نادر

﴿۳۵﴾ یازدہ۔ گیارہ

﴿۳۶﴾ اسٹور: اسٹوری کا مخفف یعنی بیان۔

﴿۳۷﴾ رومی: اس لفظ سے مصنف نے اپنے آپ کو مخاطب کیا ہے، ممکن ہے یہ ان کا تخلص رہا ہو، یا مولانا روم کی مثنوی کی طرز پر اپنی اس منظوم تاریخ کو لکھنے کی وجہ سے ایسا استعمال کیا ہو۔

﴿۳۸﴾ ریش ریش: زخمی زخمی۔

﴿۳۹﴾ گشیان: گسائین کا مخفف ہے، جس کا معنی گایوں کا مالک سوامی۔

﴿۴۰﴾ یالور: ہندوؤں کی بستیوں میں ایک بستی ''ادوری'' ایک بستی ''اندروا'' اور ایک بستی ''دیواپور'' ان میں سے کسی بڑی شخصیت کی مدح مراد ہے۔ واللہ اُعلم۔

Marfat.com

مراجع

(۱) القرآن الکریم.

(۲) کتب تفاسیر.

(۳) تیسیر العلی القدیر لاختصار ابن کثیر. ج ۲/۴ — محمد نسیب الرفاعی.

(۴) کتب أحادیث.

(۵) أعلام الموقعین. ج ۱ — ابن القیم

(۶) مقدمہ ابن خلدون. — ابن خلدون.

(۷) الملل والنحل. ج ۲ — الشہرستانی.

(۸) حجۃ اللہ البالغۃ. ج ۱ — شاہ ولی اللہ.

(۹) الانصاف فی بیان أسباب الاختلاف. — شاہ ولی اللہ

(۱۰) اتحاف النبلاء. ج ۲ — نواب صدیق حسن

(۱۱) الفکر الصوفی فی ضوء الکتاب والسنۃ. — عبدالرحمٰن عبدالخالق

(۱۲) منہاج الفرقۃ الناجیۃ. — محمد بن جمیل زینو.

(۱۳) المنجد فی الأعلام. — عدۃ من العلماء

(۱۴) مترجم أعلام الموقعین. ج ۱ — محمد جوناگڑھی.

(۱۵) تذکرہ صادقہ. — عبدالرحیم صادق پوری.

(۱۶) تاریخ أہل حدیث. — محمد ابراہیم سیالکوٹی.

(۱۷) تحریک آزادی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی. — محمد اسماعیل سلفی.

(۱۸) اہل حدیث اور سیاست. — نذیر احمد رحمانی املوی.

(۱۹) جماعت مجاہدین. — غلام رسول مہر.

Marfat.com

﴿۲۰﴾ ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ۔ مسعود عالم ندوی ۔

﴿۲۱﴾ مولانا سندھی کے افکار و خیالات ۔ مسعود عالم ندوی ۔

﴿۲۲﴾ محمد بن عبدالوہاب ایک مظلوم اور بدنام مصلح ۔ مسعود عالم ندوی ۔

﴿۲۳﴾ تاریخ دعوت وعزیمت ۔ ج ۴ سید ابوالحسن علی ندوی ۔

﴿۲۴﴾ جب ایمان کی بہار آئی ۔ سید ابوالحسن علی ندوی ۔

﴿۲۵﴾ ضمیر کا بحران ۔ محمد رئیس ندوی ۔

﴿۲۶﴾ مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی حیات اور خدمات / محمد فضل الرحمٰن سلفی ۔

﴿۲۷﴾ سیاست وریاست ۔ چودھری فاروق اختر ۔

﴿۲۸﴾ کیفیت مقدمہ قربانی موضع امواں ۔ مولوی ریاضت حسین ۔

﴿۲۹﴾ مجد وملت ۔ ممتاز احمد عبداللطیف ۔

﴿۳۰﴾ محدث ۔ مجریہ دسمبر ۱۹۹۷ء آرگن جامعہ سلفیہ بنارس ۔

﴿۳۱﴾ الہدیٰ ۔ مجریہ اپریل و مئی ۱۹۵۵ء ۔ آرگن دارالعلوم احمدیہ سلفیہ، دربھنگہ

﴿۳۲﴾ تعمیر حیات ۔ ۱۰ ر فروری ۲۰۰۰ء آرگن دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ ۔

﴿۳۳﴾ تعمیر حیات ۔ مفکر اسلام نمبر ۲۰۰۰ء آرگن دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ ۔

﴿۳۴﴾ زبانی روایات و بیانات اور ذاتی یادداشت ۔

Marfat.com

Marfat.com